احوال ومقاماتِ

حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

سیرت، فرمودات، فضیلت، کرامات

تحقیق وتالیف

شکور علی انور کوروی

Marfat.com

احوال و مقاماتِ

حضرت خواجہ معروف کرخی

سیرت، فرمودات، فضیلت، کرامات

تحقیق و تالیف

شکور علی انور کوروی

فاضل عربی، فاضل درس نظامی

بی اے، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ

ناشر

پاک بک ایمپائر

38 غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

۱۴۲۱۷۴

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	حضرت خواجہ معروف کرخی
مصنف	شکور علی انور کوروی
فون نمبر	0322-4708691
پبلشر	پاک بک ایمپائر لاہور
اشاعت اوّل	مارچ 2015ء
تعداد	1000
پرنٹر	پرنٹ یارڈ ریٹی گن روڈ لاہور
قیمت	-/300 روپے
ملنے کا پتہ	پاک بک ایمپائر 38 غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
ای میل	tariq0712@yahoo.com
آئی ایس بی این	978-969-8238-29-0

Marfat.com

فہرست مضامین

1۔ پیش لفظ 7
2۔ طرزِ تحقیق و ترجمہ 8
3۔ تقریظ 12
4۔ ابتدائی حالات 13
5۔ اسم گرامی 13
6۔ تاریخ پیدائش 14
7۔ کرخ سے نسبت 14
8۔ قبولِ اسلام 15
9۔ والدین 16
10۔ والدین کا قبولِ اسلام 16
11۔ تعلیم و تربیت 17
12۔ سلسلہ ہائے تصوف کی کڑیاں 21
13۔ تاھل و تزویج معروفؒ 22
14۔ علم و فضل 24
15۔ مسندِ ارشاد 28
16۔ نسبت کے دو طریق 30
17۔ اساتذہ و شیوخ 33
18۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام 34
19۔ ایک شبہ کا ازالہ 37
20۔ حضرت حبیب عجمیؒ 40
21۔ حضرت شیخ داؤد طائی 42
22۔ شیخ ابونعیم اصفہانی 43
23۔ حضرت شیخ ابن السماکؒ 43
24۔ خلفاء و تلامیذ 44

Marfat.com

25- شیخ سری سقطی 49
26- بشر بن الحارث الحافی 53
27- احمد بن حنبلؒ 54
28- یحییٰ بن معین 55
29- محمد بن منصور طوسیؒ 56
30- ابو جعفر الکربی 57
31- شیخ ابوبکر القنطریؒ 57
32- مکتب صوفیہ کی ہیئت 58
33- مدرسہ بغداد کا پہلا معلم: 60
34- مدرسہ بغداد کا دوسرا معلم 62
35- مدرسہ بغداد کا تیسرا معلم 65
36- جنید اور طائفہ بغداد 67
37- صوفیہ کا نظریاتی حصار، توحید 74
38- آپ کا شجرۂ طریقت 79
39- جناب معروف کا عہد 80
40- معاصرین معروف 83
41- آپ تک پہنچنے والی کل روایات کا ذکر 84
42- الحدیث الاوّل 86
43- پہلی حدیث شریف کا ترجمہ 90
44- الحدیث الثانی 94
45- دوسری حدیث شریف کا ترجمہ 95
46- الحدیث الثالث 96
47- تیسری حدیث شریف کا ترجمہ 96
48- الحدیث الرابع 96
49- چوتھی حدیث شریف کا ترجمہ 97
50- الحدیث الخامس 98
51- پانچویں حدیث شریف کا ترجمہ 98
52- الحدیث السادس 98
53- چھٹی حدیث شریف کا ترجمہ 99
54- الحدیث السابع 100
55- ساتویں حدیث شریف کا ترجمہ 101
56- احادیثِ اسرائیلیات 102
57- گلہائے عقیدت 107
58- دانایانِ مشرق کرخی کے در پر 114
59- آپ کا زہد 116
60- خوفِ خدا کا غلبہ 120

Marfat.com

61۔استغراق فی التوحید 121
62۔آپ کا توکل............ 122
63۔طولِ امل سے گریز............ 122
64۔آپ کا ذکر وفکر 124
65۔دنیا سے بے رغبتی 125
66۔اظہارِ محبت............ 126
67۔آپ کا جلال............ 127
68۔صبر وتحمل 128
69۔ریا کاری سے اجتناب 129
70۔آپ کی سخاوت کا بیان 131
71۔شرم وحیا کا ذکر............ 133
72۔آپ کا طعام............ 133
73۔تالیف قلوب............ 134
74۔کمالاتِ روحانی............ 134
75۔آپ کا عقیدہ 136
76۔وضو کا اہتمام............ 139
77۔آپ کی نماز 139
78۔روزے کی پابندی............ 141
79۔حج بیت اللہ............ 141
80اقوالِ معروفؒ............ 142
81۔مواعظِ معروفؒ 147
82۔کسبِ حلال............ 152
83۔بیت گوئی............ 153
84۔کفایت شعاری............ 154
85۔لطائف وظرافت............ 155
86۔کراماتِ معروفؒ 158
87۔عباسیوں سے بیزاری............ 170
88۔مناجاتِ معروفِ کرخیؒ 171
89۔وظائفِ معروف کرخیؒ............ 177
90۔جامع الشیخ معروف الکرخیؒ 179
91۔ملاقات برجال الغیب 181
92۔حُبِّ امام الاولیاء علی علیہ السلام 184
93۔معروفؒ کے خواب 187
94۔مرضِ معروف کرخیؒ 191
95۔وصیتِ معروف 191
96۔ارتحالِ معروفؒ............ 191

Marfat.com

97۔ تاریخ وفات 192

98۔ جنازے پر تنازعہ 194

99۔ نمازِ جنازہ 195

100۔ آستانۂ معروفؒ 195

101۔ برکات مرقدِ معروفؒ 197

102۔ زیارتِ معروف کرخیؒ 200

103۔ حضرت معروف کرخیؒ 201

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

مقتداءِ شریعت اور پیشوائے حقیقت و معرفت حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ العزیز اپنے وقت کے بڑے صاحب کمال بزرگ، اہل معرفت کے امام، علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار، مرجع خلائق اور عارفِ کامل تھے، حضرت امام علی رضا کے پروردہ نگاہ اور خلیفہ۔

قدوۃ السالکین خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز کی حیاتِ گرامی پر جتنی بھی تفصیلات ہمیں ملتی ہیں۔ وہ مختلف کتب تصوف میں منتشر طور ہیں اور ان کا بھی غالب حصہ عربی و فارسی میں ہے، دریں حال اُردو شناس قارئین کے استفادے کے لئے اس سلسلے میں کوئی قابل قدر کتاب موجود نہیں اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اُردو زبان میں اس جلیل القدر صوفی پر کوئی مواد یکجا ترتیب دیا جائے میں نے علامہ ابن الجوزی کی کتاب مناقب المعروف الکرخی واخبارہ کو بنیاد بنایا اور عربی، فارسی اور اُردو کتب سے مواد کی جمع آوری شروع کر دی اس طرح کئی سالوں کی محنت کے بعد خواجہ معروف کرخی قدوس اللہ سرہ العزیز کی حیات طیبہ سے متعلق اردو میں ایک مفید تزکرہ احوال و مقاماتِ خواجہ معروف الکرخی تالیف ہوا ہے، الحمد للہ علی ذالک

مجھے قوی اُمید ہے کہ اہلِ تصوف کے ساتھ ساتھ قاری بھی اسے پڑھ کر متقدین صوفیہ کی زندگیاں کی طرح اپنے شب و روز کو سنتِ نبوی ﷺ کی عملی تفسیر بنانے کے لئے کوشاں ہوں گے۔

مناقب المعروف الکرخی واخبارہ کے جس نسخہ کو میں نے اردو ترجمہ کے لئے بنیاد بنایا وہ ۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر عبداللہ الجبوری کے حاشیہ کے ساتھ قاہرہ سے شائع ہوا تھا یہ شیخ معروف کرخی بغدادی کی سوانح حیات پر عربی میں ایک جامع اور مبسوط کتاب ہے جسے ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن ابوالفضل جمال الدین بغدادی معروف بہ ابوالفرج ابن جوزی حنبلی (م ۵۹۲ھ) نے تصنیف کیا تھا ابن جوزی بغدادی میں ۵۱۰ھ میں پیدا ہوئے آپ نابغہ روزگار فقیہ، محدث، ماہر علم کلام اور مورخ اور زبردست نقاد تھے ۱۰۰ کے قریب مستقل کتابیں لکھیں جبکہ رسائل کی تعداد اگر شمار کی جائے تو کل تعداد ۳۸۰ بنتی ہے برصغیر پاک و ہند میں ان کی کتاب تلبیس ابلیس بہت مشہور ہے آپ نے صوفیائے کرام سے تعلق کا ثبوت اُن کے تذکار لکھ کر دیا ہے انہوں نے صفۃ

Marfat.com

شیخ معروف کرخی کے علاوہ بشر حافی، جنید بغدادی، فضیل بن عیاض، رابعہ عدویہ، ابراہیم بن ادہم وغیرہم کے تذکرے بھی لکھے ہیں۔ ابن جوزی اُن علماء میں سے ہی جنہوں نے متقدمین عرفاء وزہاد کو پڑھا اور اسلامی ورثہ کا خوب تحفظ واشاعت کا اہتمام کیا۔

مرتب وحاشیہ نگار ڈاکٹر جبوری لکھتے ہیں کہ مناقب معروف الکرخی کو ترتیب دیتے ہوئے اُن کے پیش نظر یہ دو نسخے رہے۔ پہلا نسخہ مکتبہ الاوقات العامتہ بغداد کا ہے جس کا کیٹالاگ نمبر 4874 ہے جبکہ دوسرا نسخہ مکتبہ شہید علی، استنبول ترکیہ کا ہے جس کا کیٹالاگ نمبر 1424 ہے موصوف نے مقدمہ میں توضیحی کلمات کے علاوہ تحقیقی بیانات کی روشنی میں کتاب کو ابن الجوزی کی تالیف ہونے کا ثبوت بھی فراہم کیا ہے

طرزِ تحقیق وترجمہ

راقم نے سوانحِ معروف کرخی کو لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل باتوں کو پیش نظر رکھا ہے

روایات لیتے وقت محدثانہ انداز کو چھوڑ کر صرف مروی عنہ، کا نام لکھا ہے لیکن جن احادیث راوی خود شیخ معروف ہیں اُن احادیث کو بمعہ اسناد نقل تو کر دیا ہے مگر ترجمہ کا آغاز شیخ معروف کے نام سے کیا ہے۔

کتاب کو جامع بنانے کے لئے اردو کے علاوہ دوسری زبانوں کی تالیف سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔

آپ کیا اساتذہ اور تلامذہ کے مختصر تعارف اور روحانی روابط واسناد پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

ابواب اور عنوانات باندھ کر مطالب سمجھانے میں آسانی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

کتاب کی تدوین کے دوران محوالات کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر عبداللہ جبوری کے حاشیہ سے مدد لی گئی ہے۔ اور بعض جگہ خاص کر دعوات اور وظائف کی عبارات کو عربی مین ہی تحریر کیا ہے تاکہ قارئین ان سے صحیح استفادہ کرسکیں۔ کرامات کے باب میں تفصیلات ہر عنوان کے ذیل میں قلمبند کردی ہیں۔

عربی عبارات کے ترجمہ کے دوران سلیس اور مطلب کے قریب لغوی معانی کا خیال رکھا گیا ہے تاکہ قدیم عربی اندازِ بیان کے سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے اور واقعاتی تناظر کے تاریخی

Marfat.com

حقائق مخفی نہ رہیں تاہم آپ کے خوابوں کو الگ الگ عنوانات کے ذیل میں پیش کیا ہے۔ کتاب کی تیاری میں جن کتب سے مدد لی گئی وہ یہ ہیں:

مندرجہ ذیل ماخذ و کتب کو حاشیے میں مندرج کر دیا۔ جن میں آپ کے حالات پائے جاتے ہیں۔

1۔ صفوۃ الصفوۃ
2۔ مراۃ الجنان
3۔ طبقات الحنابلہ
4۔ کشف الظنون
5۔ ہدیۃ العارفین
6۔ سیر النبلاء الاعلام
7۔ تذکرۃ الحفاظ
8۔ تاریخ بغداد
9۔ طبقات السلمی
10۔ الرسالہ القشریۃ
11۔ ابن الخلقان المؤرخ
12۔ حلیۃ الاولیاء
13۔ طبقات ابن الملقن
14۔ مناقب الابرار
15۔ حلیۃ الاولیاء (ابونعیم اصفہانی)
16۔ معجم البلدان
17۔ الخطیب بغدادی
18۔ طبقات الاسنوی
19۔ الکامل وشذرات الذہب
20۔ طبقات المفسرین
21۔ طبقات الصوفیہ
22۔ طبقات ابن الصلاح
23۔ طبقات القراء
24۔ حال الاولیاء
25۔ مناقب احمد بن حنبل
26۔ تہذیب ابن عساکر
27۔ تاریخ ابن عساکر
28۔ طبقات ابن خیاط
29۔ طبقات السبکی
30۔ معجم المؤلفین
31۔ الکواکب الدریۃ
32۔ صید الخاطر
33۔ التاریخ الکبیر

کرخی کی تدوین کے سلسلے میں علامہ ابن الجوزی کی المناقب کے علاوہ مندرجہ ذیل ماخذ کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

1۔ تذکرہ اولیاء (شیخ عطارؒ)
2۔ نفحات الانس (ملا جامیؒ)
3۔ مشجر الاولیاء (سید محمد نور بخشؒ)
4۔ خزینۃ الاصفیاء (مفتی غلام سرور)

Marfat.com

5- طرائق الحقائق
6- مخانۂ وحدت
7- ریاض السیاحہ
8- بستان السیاحہ (حاجی شیروانی)
9- مجالس المومنین (شوستری)
10- کشف المحجوب (سید علی ہجویریؒ)
11- بوستانِ سعدی (شیرازی)
12- تحفۃ الاحباب (محمد علی کشمیری)
13- اردو انسائکلو پیڈیا
14- مقالاتِ محمد شفیع ج۔ا
15- ماہنامہ نوائے صوفیہ ش:۳
16- ماہنامہ نوائے صوفیہ ش:۱۰
17- ماہنامہ نوائے صوفیہ ش:۵۳
18- ماہنامہ نوائے صوفیہ ش:۱۱
19- ماہنامہ نوائے صوفیہ ش:۵۴
20- حاشیہ ڈاکٹر عبداللہ الجبوری
21- دعواتِ صوفیہ نوربخشیہ (اردو)
22- شہکار انسائیکلو پیڈیا
23- دائرہ المعارف الاسلامی
24- کتاب جنید بغدادی
25- سلاسلِ اولیاء
26- مختصر دعواتِ صوفیہ فارسی
27- رسالہ نوریہ
28- صحیفۂ اولیاء
29- تاریخ دعوات و عزیمت
30- ترجمہ فصوص الحکم (عبدالحمید صدیقی)
31- تذکرہ اولیاء ہندو پاک
32- تحفۂ کشمیر
33- مجلس صوفیہ (۱۰ ارانی)
34- سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ
35- ارجع المطالب
36- کوکب دری
37- عوارف المعارف
38- کتاب امام احمد بن حنبل
39- روزنامہ دن راولپنڈی
40- الخیرات الحسنات
41- سوانح ابن عربی
42- قصیدہ نعمانیہ
43- صواعق محرقہ
44- شواہد النبوت
45- حصن حصین
46- مخزنِ اخلاق
47- کیمیائے سعادت
48- رسالہ قشریہ
49- کتاب الاعتقادیہ
50- مناقب معروف
51- نعماے رقاب امیریہ
52- احسن المقال

Marfat.com

53- مکاشفۃ القلوب
54- چودہ ستارے
55- مکاشفۃ القلوب
56- قوت القلوب
57- الغزالی شبلی نعمانی
58- بزرگان ایران
59- تعلیمات غزالی
60- قرآن و تصوف
61- سیرت بایزید
62- اللہ کے سفیر
63- شرح گلشن راز
64- ذخیرۃ الملوک
65- فتوحات مکہ
66- دیوان حضرت علیؓ
67- سلک السلوک نخشبی

یہ عاجزانہ تحقیق آنے والی نسل اور جدید تحقیق کرنے والوں کے لیے ثمر آور اور محنت ثابت ہوگی مجھے یقین ہے کہ اہل عرفان و تصوف اس کتاب کو پڑھ کر ضرور اپنی دعاؤں میں مجھے یاد فرمائیں گے۔

احبّ الصّالحین ولست منهم
لعلّ اللّٰه یرزقنی صلاحاً

محبّ الصّلحاء خاکپائے اولیاء
احقر شکور علی انور کوروی
فاضل عربی، فاضل درس نظامی، ایم اے، ایم ایڈ

Marfat.com

تقریظ

جناب قبلہ ابوالعرفان حضرت علامہ محمد بشیر صاحب مدیر ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل اسلام آباد۔

اس پُرفتن دور میں دینی خدمات کی انجام دہی کی جانب توجہ دینے والے نہایت خوش قسمت ہیں۔خاص کر اصحاب کرامات بزرگان دین اور صوفیائے عظام کی تعلیمات اور نظریات کو عام کرنا۔اس نفسانفسی کے عالم میں بہت اہمیت کا حامل قرار پاتا ہے۔

مولانا شکور علی انور صاحب نے احوال و مقامات حضرت شیخ معروف کرخی تالیف کر کے ایک علمی ضرورت پوری کر دی ہے۔آپ نے مذہبی خدمات انجام دہی میں ہر وقت کوشش جاری رکھی ہوئی ہیں موصوف کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا اپنے لیے سعادت کا باعث سمجھتا ہوں ان کی صوفیانہ کاوشوں کی بدولت ہمیں کافی حد تک بزرگان دین کے نقوش اقدام پر چلنے میں آسانیاں میسر آئی ہیں۔ دانشورانِ قوم وملت دن رات بحر تصنیف سے موتیاں نکال رہے ہیں۔تصنیف و تالیف کے میدان میں موصوف کی قابل تقلید علمی وادبی خدمات کا اعتراف نہ کروں تو نہ انصافی ہوگی۔قوم میں ایسے خدمات کے اعتراف میں حوصلہ افزائیوں کی ضرورت ہیں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اس طرح سے حقیقی و معنوی اور علمی خدمات میں ہمیشہ مصروف رہنے کی مزید توفیق بخشے۔آمین!

محمد بشیر

فاضل عربی

ایڈیٹر ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

جی ۷/۴، اسلام آباد

۱۴۳۱/۱/۲۶ھ

۲۰۱۰/۱/۱۴ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائی حالات

اسم گرامی

آپ کا نام نامی معروف اور کنیت ابوالمحفوظ ہے۔ بعض نے کنیت ابوالحسن بھی لکھی ہے۔ اس طرح آپ کا پورا نام ابوالمحفوظ ابوالحسن معروف ہے۔ ان کے والد کا نام فیروز یا فیروزان تھا۔ چنانچہ آپ کا پورا نام ابوالمحفوظ معروف ابن فیروزان ہیں۔ بعض نے ان کے والد کا نام علی بتایا ہے۔

حضرت شیخ معروف الکرخی کا نام نامی ایک توفیقی نام ہے جسے آپ کے والدین نے پکارا لیکن آپ اسم بامسمّٰی معروف ہی ٹھہرے یہ بروزن منقول ہے۔ معروف ''مشہور'' کے معنی میں 'عرفان' مصدر سے 'عارف' اس کا اسم فاعل آتا ہے۔ العریف و العارف جاننے والا۔ عالم، اپنے ساتھیوں کا تعارف کرانے والا۔ اپنے دوست کا تعارف کرانے والا۔ قوم کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والا۔ نقیب اور مشہور چیز کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ ھٰذَا اَمْرٌ مَعْرُوْفٌ''۔ یعنی یہ مشہور بات ہے یا مشہور واقعہ ہے۔ اس کی مؤنث عارفہ جمع عوارف آتی ہے۔ اور نیک امور کے لئے بھی معروف کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اَمرِ معروف نیکی کا حکم دینے کو کہتے ہیں۔ اس طرح معروف کے کئی دیگر معانی و مطالب پائے جاتے ہیں۔ مثلاً مشہور، خیر، نیکی، رزق، احسان، اچھی بو والی زمین۔ تو حضرت شیخ معروف کرخیؒ اپنے نام کے معانی کے مطابق حیاتِ مقدس رکھتے تھے۔ آپ کی سیرت معروف ہی معروف تھی۔ بلکہ اب بھی معروف ہے۔ معرفتِ خداوندی اور تعارفِ الٰہیات کرانے میں آپ کو کمال درجہ حاصل تھا۔ ایسے کمالات والوں کو عارفین یا عرفاء کہتے ہیں۔ انہی سے معرفت بھی حاصل ہوتی ہے۔ المعارف علوم کو کہتے ہیں۔ عرفاء کے معنی چوٹی کے ہیں چنانچہ حضرت شیخ معروف کرخی معارفِ اسلامی کے چوٹی کے عارف تھے۔ آپ نے اپنے والدین کے رکھے ہوئے اس نام کی صرف لاج رکھی بلکہ معروف روشن چہرے والے کو کہتے ہیں

Marfat.com

آپ کے کردار نے ثابت کردیا کہ آپ ہر جگہ دنیا آخرت اور دوست دشمن سب میں روشن چہرہ اور بلند ناک والے تھے۔ وَهُوَ مِنَ الْمَعَارِف آپ مشہور لوگوں میں سے ہیں۔ اسی طرح یہ غنچہ کھلا اور کھل کر مہک انگیز گلاب کی صورت اختیار کی اور آپ آسمانِ تصوف پر ماہ تمام بن کر طلوع ہوئے۔

تاریخ پیدائش

تاریخ بغداد کے حوالے سے عبداللہ الجبوری نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ معروف کی ولادت تقریباً ۱۲۰ھ میں ہوئی ہے۔ وہ ایک شخص ادریس بن عبدالکریم نامی کی روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ادریس حضرت معروف کا کوئی رشتہ دار تھا۔ ان سے قریبی تعلق رکھتا تھا۔ ادریس کا کہنا ہے کہ معروف نے حضرت امام صادقؒ سے روایات حدیث کی سماعت کی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں۔ امام جعفر صادقؒ کا انتقال ۱۴۸ھ کو ہوا ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب وہ امام صادقؒ کو سن رہا تھا تو اس وقت حضرت معروف اپنی عمر کے ۲۸ سال سے گزر رہے تھے یا اس سے کچھ سال کم پھر وہ ریاضت ومجاہدہ کی طرف توجہ مبذول کرنے لگے (المقدمہ المناقب) (آپ کی وفات ۲۰۰ ہجری کو معتبر سمجھنے کی صورت میں بھی)۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شیخ معروف نے اپنی عمر کی کم ازاسی بہاریں دیکھی ہیں۔

کرخ سے نسبت

حضرت معروف کو ''کرخ'' سے نسبت ہے۔ اس لئے آپ کو کرخی کہا جاتا ہے مگر اختلاف اس بات میں ہے کہ آپ کون سے کرخ سے منسوب ہیں۔ کیونکہ کرخ عراق کے بہت سے مواضع کا نام تھا۔ کرخ آرامی زبان میں فصیل کو کہتے ہیں۔ معجم البدان میں ہے کہ کرخ نبطی زبان کا لفظ ہے اور جمع کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یاقوت نے اس قسم کے نو مواضعات کا حال لکھا ہے۔ جن میں سے کرخ بغداد۔ کرخ جدان اور کرخ باجدا بھی شامل ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ وہ کرخ جدان سے ہیں۔ جو عراق کی شمال مشرقی سرحد کے آخر میں ایک چھوٹا سا مقام ہے۔ سمعانی نے کہا ہے کہ وہ کرخ باجدا سے ہیں۔ جو بقول یاقوت کرخ سامرا ہی کا نام ہے۔ اور وہ سامرا سے اقدم اور اس سے متصل تھا۔ اور اندازاً اس زمانہ سے چھٹی صدی تک وہاں حضرت

Marfat.com

معروف کرخی کا گھر موجود تھا۔ جس کی زیارت کے لئے لوگ جاتے تھے۔ مگر خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ وہ کرخ (باجدا) بغداد سے تھے۔ ابن خلقان نے لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے کہ معروف کرخی، کرخ بغداد سے ہیں (5)۔ لیکن عبداللہ الجبوری کی تحقیق کے مطابق وہ کرخ جدان سے منسوب ہیں۔ یہ کرخ عراق اور ایران کی حد فاصل پر ہے (6)۔ حاج شیروانی کے مطابق یہ ایسا محلہ ہے جو بغداد شہر کے درمیان میں واقع تھا اور محلے اس کے ساتھ متصل تھے لیکن اس وقت یہ الگ تھلگ دریائے دجلہ کے مغربی جانب واقع ہے۔ شیخ عباس قمی حضرت شیخ معروف کے حالات بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کرخ کئی جگہوں کا نام ہے جن میں سے ایک کرخ بغداد میں ہے جو ایک محلہ کا نام ہے (7)۔

خطیب بغدادی تو صرف اتنا لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کرخی کے والد ملک عراق کے علاقہ واسط کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے اور صابی مذہب کے پیرو تھے۔ امام قشیری نے لکھا ہے۔ آپ کے والدین نصرانی تھے۔ بچپن میں جب والدین نے ان کو پڑھنے کے لیے بھیجا تو معلم نے آپ کو تثلیث کی تعلیم دیتے ہوئے ان سے کہلوانا چاہا کہ ثالث ثلاثہ۔ یعنی تین اقانیم میں سے تیسرا اقوم ہے۔ تو معروف کہتے 'نہیں' تھے (بلکہ) وہ کہتے تھے 'وہ تو ایک ہے'۔ ایک دن معلم نے ان کو اتنا مارا (کہ وہ نڈھال ہو گئے) جس پر وہ گھر سے بھاگ گئے (مقالات محمد شفیع ج۔ ۱) آٹھویں صدی کے معروف عارف کامل حضرت ضیاء الدین نخشبی یہ لکھتے ہیں کہ شیخ معروف نے تین یا چار سال کی عمر میں اپنے استاد کے سامنے کلمہ حق کا اعلان فرمایا کہ خدا تو ایک ہوتا ہے تین نہیں (سلک السلوک ص ۱۸۰) بعض آپ کو ایرانی نژاد کہتے ہیں اس کی اصل وجہ ان کے والد کا نام فیروزان ہونا ہے۔ جبوری کہتا ہے آپ اصلاً بغدادی ہیں کتابی، صابی تھے ایک روایت سے نصرانی تھے۔ قریہ واسطہ کے اہل نہربان سے تعلق رکھتے تھے (مقدمہ مناقب المعروف)۔

قبولِ اسلام

علامہ ابن جوزی کے مطابق حضرت معروف کرخی کے ایک بھائی تھے جس کا نام عیسیٰ تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دونوں بھائی چھوٹے تھے۔ عیسائی مذہب پر تھے۔ اور استاد بچوں کو تین خداؤں کے بارے میں تعلیم دیتا تھا۔ تو میرا بھائی معروف اس کی اصلاح کرتے ہوئے کہتا تھا۔

Marfat.com

اَحَدٌ ، اَحَدٌ ۔تو اس بات پر استاد ان کی خوب پٹائی کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن حسبِ معمول اصلاح کی تو ان کی سخت زدوکوب کیا گیا اور اُن کے منہ پر تھپڑ مارے گئے ۔تو وہاں سے بھاگ نکلےاس کے بعد آپ کی والدہ اس وقت روتی ہوئی پکارتی تھی اگر اللہ تعالیٰ معروف کو واپس لٹائے تو وہ جس دین پر قائم ہوگا ہم اس کی پیروی کر لیتے(8)۔ چنانچہ جب آپ گھر سے بھاگ کر کرخ پہنچ گئے تو خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہاں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی اور ان کے دستِ اقدس سے مکمل دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ اور آپ سے چند کلمات سیکھے یعنی اسلام کی بنیادی تعلیمات حاصل کیں۔ پھر اُن سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

والدین

حضرت معروف کرخی کے والدین بغداد کے عیسائی تھے۔ کتاب سلسلۂ ذہب کے مؤلف بزرگ نے ان کی ابتدائی زندگی کے حالات میں ایک نہایت لطیف واقعہ مندرج فرمایا ہے کہ آپ کے ماں باپ بغداد کے عیسائی تھے۔ انہوں نے آپ کو ایک پادری کے سپرد کیا تا کہ آپ کو علم اور رہبانیت کی تعلیم دے۔ آپ ابھی بچے تھے۔ استاد آپ سے کہتا ہے۔ کہو ثالث ،ثلاثہ (یعنی خدا تین میں سے ایک ہے)۔ معروف حکم عدولی کرتا اور کہتا بل هُوَ اللّٰہُ وَاحِدٌ ہے۔ تو اس پر ان کے استاد نے خوب زدوکوب کیا۔ تو آپ وہاں سے چلے گئے جس پر آپ کے ماں باپ یہ کہتے رہ گئے کہ کاش معروف واپس آجاتا۔ چاہے وہ جس کسی دین پر چلے ہم اس کی موافقت اختیار کریں گے۔ اور معروف بغداد سے نکل کر کرخ پہنچ گئے(9)

والدین کا قبولِ اسلام

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کے بعد آپ انتہائی خوشی ومسرت کے عالم میں اپنے ماں باپ کے پاس واپس آئے اور گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا! کون ہو؟ تو آپ نے فرمایا 'معروف ہوں'۔ پوچھا گیا۔ 'کس دین پر ہو'؟ تو جواب دیا 'اسلام پر'۔ تو آپ کے لئے دروازہ کھولا گیا۔ اور اپنے ماں باپ سے ملے تو وہ بہت خوش ہوئے۔ پھر آپ نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا تو ماں باپ بھی کہنے لگے کہ چلو ہم بھی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے پاس چلتے ہیں۔ اور اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آئے اور ان کے

Marfat.com

ہاتھ پر دونوں مسلمان ہو گئے۔تو حضرت معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے یہ سعادت عطا کر دی تھی کہ وہ خود دینِ اسلام سے فیض یاب ہو گئے بلکہ اپنے والدین کو بھی اسلام کی ہدایت سے بہرہ مند کر دیا۔اور ان کے اسلام لانے کے سلسلے میں آپ ایک ذریعہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ چند سال بعد بھائی (معروف) واپس آ گئے تو ان سے والدہ نے پوچھا کہ کون سے دین پر راضی ہو؟ کہا میں اللہ کے دینِ اسلام پر! پھر والدہ نے کلمہ پڑھا اشهد أن لا اله الا الله وحدهٗ لا شريك لهٗ واَشهد انّ محمد عبدهٗ ورسولهٗ میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر اس طرح میری والدہ نے بھی اسلام قبول کیا(10)۔مناقب کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے والدہ نے معروف ہی سے کلمہ اسلام پڑھا اور ان کے والد نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔ جامی لکھتے ہیں ان کے والد کا نام بعض فیروز بعض فیروزان اور بعض معروف بن علی الکرخی لکھتے ہیں(11)۔

ممکن ہے کہ معروف کرخی کے والد کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد آپ نے ان کا نام علی رکھا ہو اور قبولِ اسلام کے بعد آپ کے والد کو علی کے نام سے پکارا جاتا ہو۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ اور آپ کے والد حضرت امام علی رضاؑ کے دربان اور خادم رہے۔ اُن کی وفات کے بعد بھی سلسلہ خدمت منقطع نہیں کیا ان کے اہلبیت کے بھی دربان رہے۔(12)

حضرت سید علی ہجویری لکھتے ہیں کہ ابتداء میں حضرت معروف غیر مسلم تھے۔علی ابن موسیٰ الرضا کے ہاتھ پر ایمان لائے اور ان کی نظر میں بڑی قدر و منزلت پائی۔(13)

تعلیم و تربیت

مؤلفین کی اکثریت نے لکھا ہے کہ حضرت معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ کے استادوں میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی پاکیزہ شخصیت شامل ہے اور آپ کے ہی فیضانِ علوم و عرفان سے فیضیاب تھے۔انہی کی نظر کرم کی بدولت آپ کمالاتِ ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہو گئے۔ علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت معروف کرخیؒ امام علی رضاؑ ہی سے علومِ شرعی سیکھنے کے بعد

Marfat.com

طریقت، حقیقت اور معرفت کے علوم سے بھی بہرہ مند ہو گئے۔ اور آپ اس حد تک کمال کو پہنچے کہ آپ کے بعد آپ ہی روحانی اور معنوی خلیفہ بن گئے اور مریدین کو ہدایت و تبلیغ اور سالکین کی تعلیم و تربیت میں ایک خاص مہارت رکھتے تھے۔(14)

آپ نے امام رضاؑ کے علاوہ امام ابو نعیمؒ، حبیب عجمیؒ اور داؤد طائیؒ سے بھی تربیت پائی تھی۔ ان کی تعلیم و تربیت نے آپ کو اخلاق و کردار کی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا(15)۔ مولوی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے زمانہ کے دستور کے مطابق علمِ حدیث حاصل کیا ابو نعیم اصفہانی خود لکھتے ہیں معروف کرخی کو بہت سے علوم حفظ تھے مگر حفظ علوم نے روایات احادیث بیان کرنے سے روکا ہوا تھا۔(16)

بغداد کے مشہور عرفاءِ کرام کے ناموں کی فہرست میں حضرت معروف کرخی، حضرت سرّی سقطیؒ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے نام نامی آتے ہیں۔ یہ تینوں ہستیاں علمی رشتوں کے ساتھ ساتھ باطنی رشتوں اور تعلیم و تربیت کے سلسلوں میں کڑی بہ کڑی منسلک ہیں۔ بالترتیب حضرت جنید، سرّی سقطی کے اور سری سقطی معروف کے شاگرد و مرید اور خلیفہ ہیں لیکن علوم فنون کے حصول کے وسیلے سے اُن کے اساتذہ کی فہرست میں ناموں کے اضافے بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس لئے صوفیاءِ کرام کا معروف و مشہور روحانی سلسلہ عالیہ سلسلہ ذہب صوفیہ نوربخشیہ کے اندر بالترتیب ان کے نام پائے جاتے ہیں ان کی تعلیمات، احوال اور روحانی تسلسل و روابط نیز ذکر و فکر کے انداز سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اُن کے درمیان کس حد تک کی قربت اور تعلق ہے۔ ان کا طریقۂ تصوف اور ان کے نظریات بالکل یکساں ہیں گویا کہ اُن کے تمام فیوض و برکات کا سہرا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے سر ہے۔

صوفیاءِ کرام جن تعلیمات میں ممتاز نظر آتے ہیں یہ ان علوم کا مأخذ حضرت علیؑ کی ذات اقدس ہے۔ یہی ان کی آفاقیت اور معنوی مقامات تک رسائی کا سبب ہے۔ حضرت معروف کرخی بلاواسطہ ان علومِ امامت کے حامی و حامل ہیں جن کو حضرت امام علی رضاؑ نے اپنے آبا و اجداد علیہم السلام سے منتقل کیا اور حضرت معروف کرخی ہی وہ جلیل القدر صوفی ہیں جنھوں نے اس ورثے کو دیگر مریدین اور خلفاء کی طرف منتقل فرمایا۔ ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر کے تبصروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معروف کے مختلف ذرائع سے اساتذہ کی فہرست ملتی ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں۔

Marfat.com

ہمیں مختلف ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ معروف داؤد الطائی (متوفی ۱۶۵ھ) کے ہم جلیس تھے۔ اور داؤد طائی نے حبیب العجمی (متوفی ۱۲۰ھ) سے اکتساب کیا تھا انہوں نے حضرت حسن بصری (متوفی ۱۱۰ھ) سے اور حسن بصری نے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ (متوفی ۴۰ھ) سے اخذِ فیض کیا تھا۔ لیکن روایت تصوف کا یہ سلسلہ کچھ زیادہ معتبر نہیں ہے۔ اس لئے مؤرخین ابھی تک یہ ثابت نہیں کر سکے کہ معروف کبھی داؤد الطائی کے رفیق رہے تھے۔ حبیب عجمی اور داؤد طائی سے ان کے تعلق کی تردید کے بعد ان کے اساتذہ کی فہرست میں ابو یعقوب مرقد السنجی (متوفی ۱۳۱ھ) کو شامل کرتے ہیں، موصوف جو اپنے وقت کے ایک مشہور زاہد مرتاض شخصیت تھے اور ساتھ ہی محدث بھی تھے اس سلسلے میں انہوں نے حضرت انس بن مالک، سعید بن جبیر اور دوسرے تابعین سے ملاقات کی ہے جنہیں رسول ﷺ کے صحابہ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تھا(17)۔ ڈاکٹر موصوف نے مؤرخین کی قلابازیوں کو تفصیل سے لکھنے کے بعد اسی کتاب میں تمام سلاسلِ تصوف کو کمزور اور بے وقعت ٹھہرایا ہے۔ حضرت معروف علیہ الرحمہ کے بارے میں اتنی لمبی بحث میں ان کے صحیح سلسلہ کا تعین کرنے سے باز رہے اور ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر نے ان کے ساتھ انصاف کا معاملہ نہیں کیا۔ جہاں تاریخی شواہد کو جان بوجھ کر چھپانے کی کوشش کی گئی یا اُن کی نظروں سے علمی مواد کا قابلِ قدر حصہ چھوٹ گیا۔ یاد رہے رجالِ حدیث کی کتب بینی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ کا شمار رجالِ حدیث اور تصوف کے اجلہ اساتذہ میں ہوتا ہے۔ ان سے بہت سے حافظانِ حدیث نے روایات نقل کی ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کا ایک مخصوص طبقہ ان کو رجالِ حدیث میں شمار نہیں کرتا۔

مصر کے لکھنے والوں میں ڈاکٹر عبدالقادر حسن کے علاوہ پروفیسر ابوزہرہ مصری جنہوں نے حضرت امام احمد بن حنبل کی سوانحِ حیات پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے لیکن امام احمد بن حنبل کے اساتذہ کی فہرست میں حضرت شیخ معروف کرخی کا ذکر تک نہیں کیا ہے ان باتوں کی مزید وضاحت شیخ عباس قمی کے اظہارِ خیال سے ہوتی ہے۔ جسے آپ طرقِ احادیث کی بحث میں پڑھیں گے۔ علاوہ ازیں حضرت شیخ معروف کا خلیفۂ امام علی رضاؑ ہونے کو بھی تسلیم نہیں کرتے بلکہ کمالِ بے اعتنائی سے تجاہلِ عارفانہ کا انداز اپناتے ہوئے دِکھائی دیتے ہیں۔ (خیال رہے کہ اولیاءِ کرام صوفیاءِ عظّام کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ احادیث بیان کرتے وقت عام طور پر بلا اسناد بلا ذکر مرویین

Marfat.com

کے بیان کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ از خود علومِ نبوّت کے حقیقی وارث ومحافظ ہیں۔ وہ کشتِ علوم میں بلا واسطہ معارفِ اسلام سے استنباط کرتے ہیں اور زمانۂ نبوت کے علوم وعرفان کے اسرار ورُموز اور حدیث کو اَلم نشرح کرنے میں کسی غیر کے محتاج نہیں ہوتے یہ لوگ حقیقی علماءِ ربّانی ہیں جن کو علم وفضل کے درجات من جانب اللہ تفویض ہوتے ہیں وہ ظاہری علمی وضع قطع کے پابند نہیں ہوتے تاہم شرعی اُمور کی وہ اس حد تک پابندی کرتے ہیں کہ چھوٹا سا اَدب بھی چھوٹنے نہ پائے)۔ کرخی سلسلہ ہائے تصوف کی کڑیاں حضرت داؤد طائی کے ساتھ تعلق کے سلسلے میں رہنمائے کاملاں حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ یوں قمطراز ہیں کہ حضرت معروف، سرّی سقطی کے استاد اور داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے (18)۔

اس بات کی تصدیق حضرت غوث المتاخرین سید محمد نور بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام اور آپ کے دربان تھے۔ آپ نے اپنے مالک (آقا) اور داؤد طائی کی صحبت حاصل کی اور انہوں نے آپ کے سلسلۂ ذہب کے پیش رو پیر ومرشد ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے اور اس سلسلے کو آپ کے شجرۂ طریقت کے عنوان کے ذیل میں شامل کیا گیا ہے (19)۔ حضرت معروف کے داؤد طائی کی رفاقت اختیار کرنے کی تائید حضرت شیخ عطار نے بھی کی ہے۔ دیکھئے تذکرۃ الاولیاء (20) سیدنا داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ تصوف کے سلسلے سے منسلک ہونے کا ایک ثبوت طریقہ اکبریہ یعنی سلسلہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے بھی ملتا ہے جس میں حضرت شیخ معروف کرخی کا سلسلۂ طریقت اس طرح ہے۔ سید المرسلین حبیب ربّ العالمین محمد رسول ﷺ ان کا مرید الامام مظہر العجائب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کا مرید سیدنا الحسن البصری رضی اللہ عنہ، ان کا مرید سیدنا ابو محمد الحبیب العجمی رضی اللہ عنہ، ان کا مرید سیدنا معروف الکرخی رضی اللہ عنہ ان کا مرید سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ، ان کا مرید سیدنا سید الطائفہ ابو القاسم جنید البغدادی رضی اللہ عنہ، ان کا مرید سیدنا سید ابو بکر محمد بن خلف الشبلی رضی اللہ عنہ، ان کا مرید سیدنا عبد العزیز ابن الحارث التمیمی رضی اللہ عنہ، ان کا مرید سیدنا عبد الواحد رضی اللہ عنہ۔ یہ سلسلہ اوپر سے نیچے حضرت شیخ محی الدین محمد بن علی اندلسی دمشقی المشہور شیخِ اکبر تک جا پہنچتا ہے جو سلسلۂ اکبریہ کے نام سے پہچانا جاتا ہے (21)۔

Marfat.com

سلسلہ ہائے تصوف کی کڑیاں

علاوہ ازیں سلسلۂ سہروردیہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ داؤد طائی علیہ الرحمہ حضرت شیخ معروف کرخی کے روحانی استاد اور مرشد تھے۔ لیکن اس سلسلے میں آپ پانچویں مرشدِ حقیقت ہیں۔ اس سلسلے کی کڑیاں کچھ یوں ہے کہ حضرت شیخ معروف مرید تھے حضرت شیخ خواجہ داؤد طائی کے، وہ مرید تھے حضرت خواجہ حبیب عجمی کے، وہ مرید تھے حضرت شیخ حسن بصری کے، وہ مرید تھے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کے، وہ مرید تھے امام الفقراء خواجۂ کونین سید الثقلین امام القبلتین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے (22)۔

شیخ عباس قمی منتہی الامال میں لکھتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ طریقت کے سلسلہ کا رأس و رئیس شیخ معروف ہے۔ کہتے ہیں ان کا طریقہ سری سقطی سے جنید تک پہنچتا ہے (23)۔

صوفیاءِ کرام کے سلسلوں میں بھی مختلف نسبتوں سے بعض ایک ہی نسبت سے حضرت جنید بغدادی تک پہنچتے ہیں اور اکثر ایسے سلسلے ہیں جن کی ابتداء حضرت جنید بغدادی سے ہوتی ہے وہ سارے کے سارے سلسلہ ہمدانیہ نوربخشیہ کی شاخیں ہیں۔ اس طرح بعض دیگر سلسلے نجم الدین کبریٰ تک پہنچ کر سلسلہ ذہبیہ سے جا ملتے ہیں۔ بعض حضرت ابونجیب سہروردی تک پہنچ کر سلسلہ ذہب سے جا ملتے ہیں۔ اس طرح نقشبندی سلسلہ تین واسطوں سے حضرت جنید بغدادی تک پھر سلسلۂ ذہب میں ضم ہوتا ہے۔ کل پانچ طرق پائے جاتے ہیں۔ حضرت سید علی ہجویری کا سلسلہ بھی آخر ابوالقاسم گورگانی تک ایک نسبت سے جا پہنچتا ہے دوسری نسبت سے حضرت جنید بغدادی تک پہنچ کر اسی سلسلۂ ذہبیہ میں مدغم ہو جاتا ہے۔ قادری سلسلہ بھی دو نسبتوں سے جاری ہو کر حضرت جنید تک جا پہنچتا ہے۔ دوسری نسبت سے جاری شدہ سلسلہ حضرت امام حسن ابن علی تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ سلسلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کا ہے۔ چشتی سلسلہ حضرت حسن بصری تک جا پہنچتا ہے۔ باقی رفاعی سلسلہ بشر حافی کے واسطے سری سقطی سے پھر سلسلۂ ذہبیہ سے جا ملتا ہے۔ سلسلہ اویسی حضرت اویس قرنی کے دو واسطوں سے حضرت علی تک۔ محاسبی سلسلہ حضرت شیخ معروف تک۔ شاذلی سلسلہ حضرت امام حسینؑ تک۔ کمیلیہ حضرت علی تک۔ سلسلہ روز بہانی بایزید بسطامی کے واسطے سے حضرت جنید تک۔ سلسلہ واسطی نجم الدین کبریٰ تک۔ کبروی سلسلہ

Marfat.com

تین طرق سے چلتا ہے ایک حضرت شاہِ ہمدان تک، دوسرا حضرت جنید تک، تیسرا حسن بصری سے حضرت علی ابن ابی طالب تک جا پہنچتا ہے۔ سلسلہ سہروردیہ بھی دو طریقوں سے چلتا ہے ایک حضرت شہاب الدین عمر سہروردی کا ہے جو شیخ احمد غزالی تک پہنچ کر ذہبیہ سے جا ملتا ہے۔ دوسرا حضرت جنید تک پہنچ کر سلسلہ ذہبیہ میں شامل ہوتا ہے۔ ان سلسلوں میں سے اکثر حضرت جنید تک پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں اس لئے آپ کو سید الطائفہ کہا جاتا ہے۔ اور ان تمام سلسلہ ہائے تصوف کی انتہا حضرت علی علیہ السلام ہیں اس لئے آپ کو آدم الاولیاء کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ سلسلہ ہائے تصوف میں ایک ایسا سلسلہ بھی ہے جو حضرت ابو بکرؓ صدیق کے واسطے سے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت علیؑ کا نام نہیں ملتا۔ وہ واحد سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ ہے۔ اور جو سلسلۂ تصوف ایران میں رائج رہا وہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کا ہے۔ جس کا وجود ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے جو حضرت شیخ احمد غزالی تک جا پہنچتا ہے۔ اس کے بعد پھر سلسلہ ذہبیہ صوفیہ نوربخشیہ میں انضمام ہوتا ہے۔ کتاب سلسلۂ ذہب میں حضرت محمد نوربخشؒ لکھتے ہیں کہ صوفیہ سلسلوں میں ایک معروف سلسلہ اویسی ہے (جس کا ذکر ہو چکا) حضرت اویس قرنی سے منسوب ہے۔ حضرت شیخ بلخی کے مرید شیخ ابراہیم ادھم سے اور ان کی دو نسبتیں ہیں ایک شیخ زید بن موسیٰ راعی سے اور وہ شیخ اویس قرنی کے مرید تھے۔ اور آپ حضرت علی علیہ السلام کے مرید تھے(24)۔

حضرت شیخ عطار لکھتے ہیں کہ ابتداء میں شیخ ابوالقاسم گرگانی بھی اویسی تھے۔ بعض کہتے ہیں اویسی سلسلہ کے ماننے والوں کو پیرِ طریقت کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ ان کی بدولت ہر مرید اویسی بلا واسطہ فیوض آپ سے ہی حاصل کرتے ہیں یا آپ کے مریدوں کو خود فیض یاب کرتے ہیں(25)۔

تاھل وتزوتج معروفؒ

حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز کے روحانی کمالات بہت زیادہ اور تفصیل طلب تھے۔ جو دراصل قارئین کے حقیقی افادے کے لئے ضروری ہیں۔ انہیں بالترتیب درج کر لیا جائے گا۔ اور پھر آپ عالمِ روحانی کے شہنشاہ تھے۔ دنیا سے بہت کم رغبت رکھتے تھے۔ جس کی بنیاد پر دنیاوی، جسمانی اور نجی معاملات اور مصروفیات کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ چنانچہ اس جہانِ

۱۴۲۱۷۴

Marfat.com

فانی میں رہتے ہوئے آپ نے اُخروی زندگی کو جتنی اہمیت دے رکھی تھی اس کے متعلق روایات پائی جاتی ہیں۔ان آثار واحادیث اور واقعات کو درج کردینا آپ کی سوانح کا لازمہ سمجھوں گا۔ اس بارے میں ڈاکٹر عبداللہ الجبوری نے مناقب معروف واخبارہٗ کے مقدمہ میں اچھی تحقیق فراہم کی ہے۔اسی کا ترجمہ نذر قارئین کیا جاتا ہے۔حضرت شیخ معروفؒ نے شادی نہیں کی تھی۔جس پر آپ نادم پائے گئے۔

کہتے ہیں کہ وفات کے بعد کسی نے خواب دیکھا آپ اس بات پر ندامت کا اظہار کر رہے تھے کہ انہوں نے دنیا میں شادی نہیں کی۔آپ فرماتے تھے کہ میں شادی کر چکا ہوتا تو مجھے زیادہ پسند کیا جاتا۔یہاں حضرت انسان کی عیالداری اور تاہل کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔جس کو ایک کامل انسان کے کمال نے بھی حسرت سے دیکھا۔انہیں بھی جنت کے باغات میں ہمدمِ تفریح کا احساس ہوا۔پیارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت پر قربان جاؤں کہ اس کی کتنی فضیلت پائی جاتی ہے اور حضرت معروف قدس سرہ العزیز باغِ فانی میں جولان کرتے ہوئے نغمہ سرا ہیں۔

دنیا بھی کوئی چیز ہے دل لگی کرے
دنیا میرے دین کے ارمان سے رہ گئی

کسی بھی نام سے جنت میں رچاؤں گا
وہ شادی جو میری داستان سے رہ گئی

(انور الکوروی)

کسی عرفانی شاعر نے خوب فرمایا کہ:

گر وصل نمی شود میسر
درد تو مرا بس است اے یار

اگرچہ ملاقات تو میسر نہیں ہے اے یار بس تیرا غم ہی میرے لیے کافی ہے۔

آپ سابقہ بیانات میں ایسی ایک جگہ روایت پڑھ چکے ہیں جیسے حضرت شیخ معروف الکرخی قدس سرہ کا کوئی بیٹا تھا اور حسن بن معروف الکرخی نے بیان کیا ہے۔بیانات میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کی کنیت ابوالحسن اور ابو محفوظ ہیں یا کہیں حسن بن معروف بیان کیا گیا

Marfat.com

ہے۔ یہ دراصل محض غلطی سے نسبت کی گئی ہے اور یہ بھی زعم گزرتا ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ کی کنیت عوام الناس میں ابومحفوظ مشہور ہوئی ہے تو ان کا بیٹا محفوظ بھی ہے۔ مگر کنیت یہ بھی اتفاقی اور روحانی محل پر مبنی معانی رکھتی ہے۔ اس کا مطلب یوں ہے کہ اولیاء اللہ چونکہ گناہوں، خطاؤں اور معاصی سے محفوظ ہوتے ہیں ممکن ہے آپ نے نفسانی خواہشات اور مالوفات سے بالکل رغبت نہ ہونے اور معاصی سے محفوظ ہونے کی بناء پر کنیت اپنی چاہت سے ابومحفوظ رکھی ہو۔ یہی شانِ قلندری پر کھلی شہادت ہے۔ حضرت شیخ معروف کرخی کے ابتدائی حالات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ بعض نے آپ کی کنیت ابوالحسن بھی لکھی ہے۔ شک گزرتا ہے کہ آپ کی اولاد بھی تھی مگر حقیقت یہ ہے کہ حسن نامی آپ کا کوئی فرزند نہیں تھا۔ البتہ آپ کے بھائی کے بیٹے کا نام حسن تھا جسے عام طور پر لکھنے والے حسن بن اخی معروف لکھتے ہیں۔ راوی کو اخی معروف لکھنے میں سہو ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے حسن بن معروف لکھا گیا ہے۔ انہوں نے دنیاوی غم فکر پر اُخروی فکر کو ترجیح دی اور ابدی حیات کی کامیابیوں کے زینے چڑھتے رہے۔ آپ بارگاہِ ربّ کریم کے وہ گدائے کرم تھے جنہیں پروردگار نے دماغِ سکندری عطا کیا۔ دوامی زندگی کی صبح کے انتظار میں موت کو اختتامِ زندگی نہیں سمجھا۔ اس لئے ان کی ازدواجی زندگی کے جذبات ہی شاید خوابیدہ رہے اور جوانی کی موجیں بھی طفل شیر خوار کی طرح زندگی کے گھوارے میں محوخواب رہیں۔ اگر فرضِ محال کسی نے اس بیان شدہ روایت کو ان کے کسی بیٹے سے منسوب کیا ہے تو بھی یہ کسی عقیدتمند کا کارنامہ ہوگا جس نے عدم تاہل وتزویج کی قباحت کی پردہ پوشی کی نیت سے سرانجام دیا۔ تحقیق یہ بتاتی ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

علم وفضل

حضرت معروف کرخی قدس سرّہٗ العزیز کا شمار اگرچہ اولیاء میں ہوتا ہے۔ وہ زیادہ تر اسی حیثیت سے روشناس ہیں۔ لیکن وہ علمِ لدنّی اور معرفتِ روحانی کے علاوہ علمِ ظاہری میں بھی کم مرتبہ نہ تھے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن معین اور حضرت احمد بن حنبل جیسے حافظانِ حدیث ان کے پاس آکر مسائل اور احادیث نقل کرتے تھے۔ لیکن حق یہ ہے کہ جس کا آئینہ قلب جمالِ حقیقت کی ضیاء باریوں سے عکس پذیر ہو رہا ہو اس کے لئے علومِ رسمیہ اور

Marfat.com

ظاہریہ کی اہمیت ثانوی ہو کر رہ جاتی ہے۔اگر چہ اس میں ظاہری اعتبار سے کچھ کمی پائی بھی جائے تو کمالاتِ معنوی وروحانی کے مقابلے میں وہ چنداں قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل کے صاجزادے نے اپنے پدرِ بزرگوار سے پوچھا کہ کیا حضرت معروفؒ عالم بھی تھے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا اے بیٹے!

كَانَ مَعَهُ رَأسُ الْعِلْمِ خَشْيَةُ اللّٰه. ان کے پاس علم کی جڑ تھی یعنی خدا کا خوف۔

حضرت معروف کرخی قدس سرّہٗ العزیز کا شمار اگر چہ علماء ومحدثین میں کم ہے۔لیکن درحقیقت وہ علم کا ناپیدا کنار سمندر اور روحانیت ومعرفت کے ایسے کامیاب شناور تھے کہ ان کی اس صفت کے کمال کی وجہ سے ان کا شمار کبار اولیاءِ کرام میں ہوتا ہے۔ان کی نظر حقیقت آشنا تھی۔ جس میں مجاز کے حجابات حائلِ راہ نہیں ہو سکتے تھے۔ان کا علم قیاس وتخمین کی حد بندیوں سے بہت بلند اور ایمان ویقین کی طمانیت بخشیوں سے صد آفتاب درکنار تھا۔ چنانچہ وہ حضرت امام علی بن موسیٰ رضا کے غلام اور دربان تھے (26)۔

حضرت سید علی ہجویری لکھتے ہیں کہ ابومحفوظ معروف بن فیروز الکرخی قدمائے مشائخ کبار میں شمار ہوتے ہیں۔حلیمی طبع اور خلوص طاعت کے لئے مشہور ہیں (27)۔

حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ لکھتے ہیں۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سیکھے۔اور آپ کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔جو مریدین کو ارشاد کرتے اور آپ سالکین کی تربیت میں ایک خاص مقام رکھتے تھے (28)۔

حضرت معروف کرخی قدس سرّہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں کوفہ میں کہیں جا رہا تھا۔تو ابن سماک کو دیکھا وہ لوگوں کو وعظ کہہ رہے تھے۔تو میں بھی وہاں ٹھہر گیا۔آپ نے دورانِ وعظ کہا۔جو شخص پوری طرح اللہ تعالیٰ سے منہ پھیر لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ بھی پوری طرح اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔اور جو اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت سے اس پر متوجہ ہوتے ہیں۔اور لوگوں کا رجحان اس کی طرف کر دیتے ہیں اور جو کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی کبھی کبھی یہ رحمت کرتے ہیں۔تو ان کا کلام میرے دل میں بیٹھ گیا۔اور میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور سوائے اپنے آقا امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت

Marfat.com

کے دیگر تمام چیزوں کو چھوڑ دیا۔ اور میں نے اپنے آقا سے ابن سماک کا یہ وعظ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا اگر تم نصیحت حاصل کرنا چاہو تو یہی نصیحت کافی ہے۔ اور حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرّہٗ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرمایا کہ وَمَنْ یُّؤتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْراً کَثِیْراً کہ اللہ تعالیٰ جس کو حکمت عطا فرمائی تو یقیناً اس نے خیر کثیر کو پالیا' جس کے اعمال اچھے ہوتے ہیں اس کے دل میں حکمت نازل ہوتی ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اپنی زبان کو (لوگوں کی) مدح سے اس طرح بچائے رکھو جس طرح مذمت سے بچائے رکھتے ہو۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اس پر عمل کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور اس پر جھگڑے کا دروازہ بند کر دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے متعلق برائی کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اس پر عمل کا دروازہ بند کر دیتے ہیں اور جھگڑے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عارفین کے دِلوں سے دُنیا کی محبت نہ نکال دی جاتی تو وہ اطاعت بجالانے کی طاقت نہ رکھتے۔ اور اگر دُنیا کی محبت کا ایک ذرّہ بھی ان کے دِلوں میں ہوتا تو اُن کا ایک سجدہ بھی صحیح نہ ہوتا۔

حضرت معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ تمام علومِ متداولہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ قرآن وحدیث، فقہ واصول اور شریعت وطریقت نیز حقیقت ومعرفت میں یدِ طُولیٰ رکھتے تھے۔ اور تمام علومِ ظاہری وباطنی میں بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ آپ ایک ولی کامل مرشد حق شناس ہونے کے علاوہ ظاہری اخلاق وکردار میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپ کی حیثیت ومرتبہ کا سبھی کو اعتراف تھا۔ اور حتیٰ کہ یہود، نصاریٰ بھی آپ کی علمی اور روحانی وجاہت کے مداح تھے۔ اپنے زمانہ میں فضل وکمال میں بے مثال درجے پر پہنچے ہوئے تھے ان کے مقام کو کبار اولیاء بخوبی جانتے تھے۔ اور وقت کے بڑے بڑے مرشدین ان کا ذکرِ خیر کرتے پائے گئے ہیں۔ چونکہ آپ آسمانِ فقر وسلوک پر درخشندہ خورشید کی مانند طلوع ہوئے اور فرزندانِ فقر وتصوف کے دِلوں پر مسلسل چمکتے دمکتے رہے۔ اور مرجعِ خلائق بن گئے۔ یوں روحانی سلطنت کے والی متوالی کی حیثیت اختیار کر گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ تمام مذاہب وادیان میں برابر شہرت ومنزلت رکھتے تھے اور آپ مستجاب الدعوات تھے (29)۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت جنید ان کے ماموں سرّی سقطی اور شیخ معروف

Marfat.com

کرخی کی سنت کے بتائے ہوئے انسانی سلوک کے قوانین کی اہمیت کو ضرور تسلیم کرتے تھے لیکن ان سے زیادہ ان کی توجہ کا مرکز مقامِ الوہیت کا ایک مؤثر لازوال اور غالب شعور تھا(30)۔

صوفیاء کرام کے ہاں اس امام سے مراد وہ صاحب امامت حقیقی ہے جن کی حقیقی معنوں میں عالم ربانی اور عارف صمدانی سے تعبیر کی جاسکتی ہے اور دراصل اسلام کی روحانی دنیا کا وہ امام اور عارف زمانہ ہے جو خلافت نبویہ کا باطنی محافظ اور وارث ہے۔ چنانچہ حضرت میر سید محمد نور بخش اس حقیقت سے یوں پردہ کشائی کرتے ہیں کہ:

اما خليفته الباطنيه فهي كل علماء الربانين وكل راسخين في العلم وكل مرشد السالكين الى الله فانيافى الله باقيابالله سياراً فى الملكوت طيارا فى ا لجبروت مجتهد اً فى الشريعة مجاهداً فى الطريقةالى الحقيقة بعلم اليقين عين اليقين وحق اليقين وهم وارثوا علم النبى صل الله عليه واله وسلم و خلفائه o

كما قال النبى صلى الله عليه واله وسلم العلماء ورثة الانبياء و قال عليه الصلوة والسلام اللهم ارحم خلفائى فقيل من خلفائك يارسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال الذين ياتون من بعدى يراؤن احاديثى و سنتى o و قال عليه الصلوة والسلام علماء امتى كانبياء بنى اسرائيل (مشجر الاولیاء ج۔ا ص ۲۱)

اور باطنی خلیفہ وہ ہر ایک ربانی عالم ہے۔ ہر ایک راسخ فی العلم اور ہر ایک مرشد جو مسالکین کو اللہ کی راہ دکھائے اللہ میں فانی اور اللہ سے باقی ہو۔ ملکوت میں سیر کرنے والا ہو جبروت میں اڑنے والا ہو۔ شریعت میں مجتہد ہو، طریقت میں مجاہدہ کرنے والا ہو، علم الیقن عین الیقین اور حق الیقین سے حقیقت تک پہنچ چکا ہو اور یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کے وارث ہیں اور ان کے خلفاء ہیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے علماء نبیوں کے وارث ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میرے خلفاء پر رحم کر تو پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں تو فرمایا کہ وہ جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث اور سنت کو بیان کریں گے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

Marfat.com

حضرت علیؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

یوم ندعوا کل اناس بامامھم کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جس نے دنیا میں اپنے امام کو نہیں پہچانا وہ آخرت میں بھی اس کو نہ پہچانے گا (مشجر الاولیا ص ۲۶۰)۔

مسندِ ارشاد

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ حضرت معروف کرخی قدس سرّہٗ العزیز حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے تمام علومِ ظاہری و باطنی حاصل کر کے فقر و تصوف کی کمال بلندیوں کو چھو گئے تھے اور دُنیا کی ہر چیز کو چھوڑ کر امام موصوف کی خدمت میں مصروف ہو گئے اور ان سے فیوض و ارشاد لینے میں سرگرم رہے۔ آپ کے مناقب و فضائل بہت زیادہ ہیں جن کا تذکرہ بعد میں کریں گے۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام بھی آپ کے باطنی صلاحیتوں کو بھانپتے ہوئے شفقت و کرم سے پیش آتے رہے۔ آپ امام کے ہاں بہت عزیز اور محبوب تھے۔ اس بات کو حضرت سید علی ہجویریؒ نے بھی بخلوصِ دل قبول فرمایا ہے۔ آپ امام علی رضا علیہ السلام کے رازدانِ معرفت اور اَسرارِ روحانیت کے امین تھے۔ امامؑ کی خصوصی توجہ سے آپ بلند اَرفع و اعلیٰ روحانی مقام پر فائز ہو گئے تھے (31)۔

حضرت میر سید محمد نور بخش لکھتے ہیں۔

واخذ منہٗ علم الطریقۃ والحقیقۃ والمعرفۃ بعد الفراغ من العلوم الشریعۃ کان من خلفائہٖ العظام لارشاد المسترشدین ولہ فی الادب وتربیۃ السالکین شان.

حضرت معروف کرخیؒ نے حضرت امام علی رضاؑ سے علمِ شریعت کے حصول کے بعد علمِ طریقت، حقیقت اور معرفت بھی حاصل کیا۔ آپ ان کے بڑے خلفاء میں سے ایک ہیں جن کو مریدین کے ارشاد اور سالکین کی تربیت و تعلیم اور آداب کے سلسلے میں ممتاز مقام حاصل تھا۔(32)

اس لئے سلسلہ عالیہ صوفیہ نوربخشیہ (جو کہ سلسلۂ ذہب سے پہچانا جاتا ہے) میں آپ سلسلۂ ارشاد و بیعت کے دسویں پیر اور مرشدِ حقیقی ہیں، اس طرح آپ اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ اور مرشد معنی نگاہ عارفِ واصل و متواصل، کامل، مکمل انسان تھے۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بعد آپ مسندِ ارشاد پر فروکش ہوئے اور منصب کے لحاظ سے امامِ بیعت کے طور پر جانے

Marfat.com

جاتے تھے۔خود حضرت معروف کرخی فرماتے ہیں۔

که صوفی ایں جا مهمان است تقاضائے مهمان بر میزبان جفا است مهمان که باادب بود منتظر بود نه متقاضی (33).

صوفی دُنیا میں خدا کے مہمان ہوتے ہیں اور مہمان کا میزبان سے تقاضا کرنا ناانصافی ہے۔مہمان ہمیشہ بااَدب ہوا کرتا ہے۔انتظارِ رحمت کرے گا نہ کہ جلد بازی۔

چنانچہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ تربیتِ سالکین کے سلسلے میں آداب وسلوک کا سختی سے اہتمام فرمایا کرتے اور لوگوں کے رُشد وہدایت کے لئے مناسب رویہ اختیار فرماتے تھے۔جو نہایت حکمت ومعارف پر مبنی ہوا کرتا تھا۔ایسے اولیاءِ کرام کا وجود ساکنینِ سطحِ اَرضی کے حق میں نہایت سازگار اور نہایت نیک فال ہوا کرتا ہے۔

حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ نے اس حقیقت کا بدیں الفاظ اظہار فرمایا ہے۔

لَوْلَا الْاَبْرَار لَهَلَكَ الْفُجَّار. اگر زمین میں اولیاءِ کرام موجود نہ ہوتے تو گنہگاروں کی تباہی یقینی ہو جاتی۔

چنانچہ یہی لوگ دراصل حقیقی معنوں میں انبیاءِ کرام علیہم السّلام کے وارث ہوتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی امت میں ان اولیاءِ کرام کی تعداد تین لاکھ سے بڑھ کر ہے۔دُنیا اُن کے فیوض وبرکات سے ایک لمحہ کے لئے خالی نہیں رہ سکتی(34)۔

ان اولیاءِ کرام سے ہی عوام الناس تمسکِ حق وتائید مذہب کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ چنانچہ قطب الاولیاء حضرت ابوالحسن الامام علی الرضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

لو خلت الارض طرقة عين من حجة لساخت باهلها. ’اگر زمین ایک ساعت برابر کسی حجت سے خالی ہوتی تو زمین والے ہلاک ہو جاتے۔‘

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

لو بقيت الارض بغير امام لساخت باهلها. ’اگر زمین بغیر امام کے رہ جائے تو زمین والوں کو یہ ہلاک کر دیتی۔‘

اسی طرح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’اگر زمین سے امام رفع کیا جائے تو زمین اپنے لوگوں کو ہلاک کر دے گی جس کو سمندر

Marfat.com

بہا کر لے جائے گا"۔

ان تمام احادیث کا بنیادی مطلب یہ ہے کہ دُنیا ہر وقت ایک انسانِ کامل کی خلافت سے خالی نہ ہوگی جس سے انسانیت کو رہنمائی ملتی ہو (35)۔

اور اسی ضمن میں یہ حدیث بھی مروی ہے کہ:

ومن مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة الجاهلية (36)۔

تاہم ان احادیث کے اطلاق میں لوگوں کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ صوفیاءِ کرام کے نزدیک اس کا اطلاق تمام اولیاءِ عظام پر ہونا ثابت ہے۔ جس کی حدیث **لَوْلَا الْاَبْرَار لَهَلَكَ الْفُجَّار** سے ہی تصدیق ہوتی ہے۔

نسبت کے دو طریق

حضرت میر سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرّہٗ علمِ طریقت اور اخذِ خرقہ میں صحبت کی نسبت کے دو طریقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک تو اپنے مولا امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد سے (بالترتیب) محمد ﷺ تک متصل سلسلہ سے بغیر کسی فصل کے حاصل کرتے ہیں۔ (اور یہ طریق سلسلۂ ذہب المعروف صوفیہ نوربخشیہ کا ہے) اور دوسرا طریقہ حضرت داؤد طائی قدس سرّہٗ سے ہے اور وہ شیخ حبیب عجمیؒ سے اور وہ حضرت خواجہ حسن بصری سے، اور وہ حضرت سید الاولیاء علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ سے مستفیض ہوتے ہیں اور وہ آنحضرت سید الانبیاء محمد مجتبیٰ ﷺ سے فیض حاصل کرتے ہیں (37)۔

حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدت تک حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ریاضت و عبادت کی (38)۔

حضرت میر محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی اس روحانی اور سلسلۂ خلفاء کی نسبت کا یوں اظہار فرمایا ہے۔

نسبتِ او بہ شیخ معروف
کہ بہ اوصاف صدق موصوف
نسبت او بہ مقتدائی امام
شاہ علی رضا امامِ ہمام

(34)

Marfat.com

دراصل نسبت کے وقوع پذیر ہونے کے بارے میں توفیقِ عمل دخل ہے اس لئے یہاں مزید کچھ لکھنا مناسبِ حال معلوم نہیں ہوتا۔ سلسلۂ خلف وخرقہ اور بیعت وارشادِ عرفانی حضرت امام علی رضاؑ کے بعد آپ سے ہی چل نکلا جو کہ آپ کو اپنے مرشد ومولیٰ نے حسبِ منشاءِ ربی عطا کیا اسی پر تاریخی، علمی اور عرفانی شواہد بھی موجود ہیں۔ معروف شیعی مؤرخ ومحدث شیخ عباس قمیؒ لکھتے ہیں ۔ کہ حضرت شیخ معروف بن فیروز کرخی نے، جو طریقت والوں میں سے ایک ہے، بغداد میں وفات پائی کہا گیا ہے کہ اس کے ماں باپ نصرانی تھے۔ اور وہ امام رضا علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لایا۔ مشہور ہے کہ طریقت کے سلسلے کا رأس ورئیس (حضرت شیخ) معروف ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کا طریقہ سرّی سقطی تک پہنچتا ہے۔ اس کا جنید تک اس کا شبلی تک اور اسی طرح کہتے ہیں کہ معروف امام علی رضاؑ بن موسیٰ کا دربان تھا۔ لیکن مخفی نہ رہے۔ کہ امام صادق علیہ السلام اور ان کے بعد کے آئمہ رجال میں سب کتبِ رجال اس کے ذکر سے خالی ہیں۔ اور اگر یہ ایسا ہوتا تو شیعہ علماء کتبِ رجال میں اسے نقل کرتے حالانکہ انہوں نے رطب ویابس اصحاب آئمہ، ان کے خواص، ان کے خدام وموالی ممدوح ہوں یا مذموم کسی کو نہیں چھوڑا اور کم از کم عیون اخبارِ رضاؑ میں ان کا ذکر ہوتا (احسن المقال)۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس ظالم دنیا نے ایسے عظیم اسلامی سپوت کے ساتھ کیا کیا۔ اسلامی دنیا کا ایک علاقہ حضرت شیخ معروف علیہ الرحمۃ کو رجالِ حدیث کی صفوں سے خارج سمجھتا ہے۔ لیکن دسویں ہجری کے مشہور شیعہ مورخ قاضی نور اللہ شوستری نے حضرت معروف کرخی کا تفصیلی تعارف لکھا ہے۔ انہوں نے آپ کو اولیا صوفیہ گردانتے ہوئے صوفیہ بغداد کا استاد ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اپنی مشہور کتاب میں حضرت شیخ معروف الکرخی کے متعلق ملنے والے معلومات فراہم کئے ہیں جنہیں وہ بغیر کسی کتابی حوالے کے لکھتے ہیں کہ شیخ معروف حضرت سری اور جنید کے استاد ہیں۔ وہ طبقہ اولیٰ کی انتہا ہیں جبکہ سری اور جنید طبقہ ثانیہ میں شمار ہوتے ہیں (مجالس المومنین)۔

دوسری جانب عبدالقادر حسن مقدمہ ابن خلدون کے حوالے سے حضرت معروف کے صرف دو سلسلوں کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت معروف مرید، حضرت داوٗد طائی کے وہ مرید حبیب عجمی کے وہ مرید حسن بصری کے وہ مرید حضرت علی ابن ابی طالب کے اس سلسلے کو کمزور اور مشتبہ قرار دینے کے بعد دوسرے سلسلہ جو حضرت علی رضاؑ سے اوپر حضرت علیؑ تک جا پہنچتا ہے، کے

Marfat.com

بارے میں تحریر کرتا ہے کہ بظاہر دیکھا جائے تو یہ دوسرا سلسلہ پہلے کی نسبت زیادہ قابل تسلیم نظر آتا ہے لیکن تاریخی اعتبار سے ان میں سے کوئی بھی قابل قبول نہیں۔ کوئی قرائین شہادت ان استادوں اور شاگردوں کی صحبت کے بارے میں نہیں ملتی اور نہ علمی وادبی قسم کی مشابہت ہی اس کے ثبوت میں مہیا کی جاتی ہے۔ صوفیہ کے یہ سلسلے درحقیقت بہت بعد کے زمانے میں ان کی سند کا یقین دلانے کے لیے مرتب کیے گئے تھے ایک مورخ کے لیے یہ سلسلے بہر صورت کوئی خاص اہمیت کی چیز نہیں (جنید بغداد ۵۴) اور ساتھ ہی مذکورہ کتاب کے حاشیہ میں بحوالہ ابن خلدون (ج۔۲ ص ۱۲۴) لکھتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے خرقہ پوش کی سند بھی یہ نکالی ہے کہ حضرت علیؑ نے یہ خرقہ حسن بصری کو پہنچایا تھا اور ان کو ہدایت کی تھی کہ اپنے بعد یہی طریقہ جاری رکھنا۔ چلتے چلتے یہ رسم حضرت جنید تک پہنچی لیکن اس معاملہ کی صحیح حقیقت کسی کو معلوم نہیں (جنید بغداد ۷۷)۔

مندرجہ بالا سطور سے یقین ہوتا ہے کہ مورخین ہوں یا متابعین صوفیہ کرام کی ذوات گرامی سے انصاف نہیں کیا بعض کو ان کے سلسلوں سے بعض کو ان کی ذات اقدس سے تغیر تھا جس کے بارے حقائق فراہم کرنے سے اس لیے کترائے ہوں گے کہ اولیاء کرام صوفیاء عظام کے متعلق ان کے ذاتی جذبات مناسب نہیں تھے۔ ورنہ حضرت معروف کرخی جیسے بزرگ کے متعلق جانبین کے قلمکاروں نے کوئی اچھا تاثر نہیں چھوڑا۔ کوئی ان کے سلسلے کو بے وقعت ٹھہراتے ہیں اور کوئی ان کو صف رجال سے نکال باہر کرتے ہیں۔ ان کے امام علی رضاؑ کے شاگرد ہونے کی صراحت نہیں کرتے۔ ان کے متعلق تجاہل عارفانہ کا مظاہرہ کرتے ہیں حالانکہ شیخ معروف اتحاد بین المسلمین کے سنگم پہ کھڑے ہیں، ولی کامل ہیں حب اہلبیت کو قرآن وسنت سے اور علم وعرفان اور شریعت وطریقت کو امام رضاؑ کے درفیض سے پانے کی گواہی دیتے ہیں۔ جبکہ لوگ انہیں ذاتی اوزان میں رکھتے ہیں جو دراصل ظالم دنیا کی ناانصافی کی واضح دلیل ہے۔ محل نزاع اور اغماض کی کوئی وجہ نہیں لیکن شیعی علماء حضرت شیخ معروف کو سنی سمجھتے ہیں اور ان کو حضرت امام علی رضاؑ سے کڑی ملانے پر تامل ہے بلکہ ان کو رجال حدیث سے خارج گردانتے ہیں اور دوسری جانب ابوزہرہ مصری جیسے لوگوں کو حضرت معروف کا نام ونشان نہیں ملتا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے اساتذہ میں نام شامل نہیں کرتے جبکہ روایت حدیث میں حضرت معروف امام احمد بن حنبل کے استاد ہیں اور رجال حدیث میں وہ اعلیٰ وارفع مقام رکھتے ہیں۔ آپ اس مضمون کو

Marfat.com

آئندہ صفحات میں پڑھیں گے۔ حضرت علی ہجویری نے وضاحت سے لکھا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے کئی مشائخ سے مصاحبت اور ذوالنون مصری، بشر حافی، سری لسقطی اور معروف کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ حضرت امام احمد غزالیؒ حضرت معروف کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ بغداد کے مشہور عالم ابن الجوزی نے حضرت معروف کی مقدس سوانح عمری پر مبنی 'مناقب معروف' تالیف کئے اور کئی دیگر کتابوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور تاریخ بغداد ذکر معروف کے بغیر نامکمل لگتی ہے، ادھر ابوزہرہ مصری کو شیخ معروف کے وجود کا اتہ پتہ نہیں ہوتا ایسے لوگوں پر اقبال کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

میں نے تو کیا پردۂ اسرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مرض کور نگاہی

اساتذہ وشیوخ

حضرت شیخ معروفؒ کے اساتذہ اور شیوخ کا تذکرہ سابقہ بیانوں میں وضاحت کے ساتھ ہو چکا ہے۔ تاہم جن اساتذہ کرام اور مشائخِ عظام کے علوم وفیوض سے آپ کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ ان بزرگواروں کے شخصی وقار اور علمی مرتبوں سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ معروفؒ کی پاکیزہ حیات کی تشکیل میں کون کون سے اہلِ علم ومعرفت کا ہاتھ ہے۔ اور وہ اس مقام کے اخلاق وکردار سے کیونکر متصف ہوئے اور کمالات کے آسمان کا درخشندہ خورشید بن گئے۔ تصوف وسلوک کے شیخ المشائخ بنانے میں کن کن کا فیضانِ نظر شامل ہے۔ ہم بتا چکے ہیں کہ آپ کے مشائخ ومرشدین کی لمبی فہرست موجود ہے لیکن جن مشاہیر اولیاءِ عظام سے بلاواسطہ علم واَدب حاصل کئے اور شریعت وطریقت کے اصول وقوانین سیکھے ان کے اسماءِ گرامی میں حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا، حضرت شیخ حبیب عجمیؒ، حضرت شیخ داوٗد طائیؒ، حضرت ابونعیم اصفہانیؒ اور حضرت شیخ ابن السماکؒ قابلِ ذکر ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ معروف کے اساتذہ ومشائخ کا مختصر اًسوانحی خاکہ بھی پیش کیا جاتا ہے تاکہ قارئین کو آپ کی شخصیت پر اثر انداز ہونے والے عناصر کا بھی علم ہو جائے اور یہ معلوم ہو سکے کہ آپ کے اساتذہ کرام کی علمی وعرفانی حیثیت کیا تھی۔ مکتبِ تصوف میں ان کا مقام کیا تھا اور ان کی کون کون سی علمی واسلامی خدمات ہیں

Marfat.com

جن سے اہلِ اسلام کو فائدہ پہنچا(14)۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام علومِ نبوت کے حقیقی وارث اور آٹھویں جانشین، اہلِ تصوف کے امامِ، شریعت کے رہنما، طریقت کے مرشد معنی نگاہ ہیں۔ علومِ ظاہری و باطنی میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ امامت کے ساتویں کڑی سلسلۂ تصوف کے سونے کی زنجیر سے منسلک نویں ولی اللہ، عصمت و عفت کے گیارہویں برج تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تھے۔ تمام علوم کی کنجیاں آپ کے پاس موجود تھیں۔ علامہ ابن حجر مکی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ تمام لوگوں میں جلیل القدر اور عظیم المرتبت تھے(42)۔

علامہ عبدالرحمان جامی لکھتے ہیں کہ آپ کی باتیں پر از حکمت اور آپ کا عمل درست اور آپ کا کردار محفوظ عن الخطا تھا۔ آپ علم و حکمت سے بھرپور تھے۔ روئے زمین پر آپ کی مثال و نظیر نہ تھی(43)۔

عبداللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ ابراہیم بن عباس کا کہنا ہے کہ میں نے ان سے زیادہ کوئی بڑا عالم نہیں دیکھا۔ مامون (الرشید) اکثر سوالات میں ان کا امتحان لیا کرتا تھا۔ اور آپ اس کو جواب شافی دیا کرتے تھے۔ آپ بہت کم سوتے تھے۔ اور روزے کثرت سے رکھا کرتے تھے۔ ہر مہینے کے تین دن (ایام بیض) کے روزے آپ نے کبھی فوت نہیں کئے۔ آپ اکثر اندھیری راتوں میں خیرات دیا کرتے تھے۔ اور گرمی کے دنوں میں چٹائی پر اور جاڑے میں کمبل پر بیٹھا کرتے تھے(44)۔

صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ آپ سادات سے از روئے ذکر روشن تر ہیں اور قدر میں سب سے برتر۔ اسی وجہ سے مامون نے اپنے دل میں ان کو جگہ دی تھی اور اپنی بیٹی کے ساتھ ان کا نکاح کرنا تھا۔ اپنی مملکت میں شریک بنایا تھا۔ اور امر خلافت ان کی طرف سپرد کر کے ۲۰۱ ہجری میں ایک جماعت کی گواہی سے آپ کی ولی عہدی کا عہد نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا تھا۔ لیکن آپ اس سے پہلے انتقال فرما گئے جس پر مامون کو بہت افسوس ہوا۔ آپ نے اپنی موت سے پہلے آگاہ کیا تھا کہ آپ کو زہردار انگور یا انار کھلایا جائے گا۔ مامون کا ارادہ تھا کہ مرنے کے بعد رشید کے پہلو میں خود دفن ہو لیکن یہ اس خواہش کو پورا نہ کرسکا۔ اور مامون کی جگہ پر جناب امام علی رضاؑ دفن

Marfat.com

ہوئے۔ یہ سب خبریں امام رضاؑ نے اپنی موت سے پہلے بیان فرمائی تھیں (45)۔
حاکم نے روایت نقل کی ہے کہ معروف کرخیؒ جو کہ سرّی سقطیؒ کے استاد ہیں۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے غلاموں میں سے تھے۔ کیونکہ وہ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے (46)۔

صوفیائے کرام کے اکثر بزرگوں نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ معروف آپ کے خلیفہ مجاز اور سلسلۂ تصوف کا خط ارشاد، خرقہ اور بیعت حاصل کرنے کا شرف حاصل تھا (47)۔

علامہ ابن حجر تاریخ نیشاپور سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور میں تشریف لے گئے۔ زائرین کے اژدھام سے چلنا دشوار ہو گیا تھا۔ آپ ایک خچر پر سوار تھے۔ اور آپ پر چھتہ لگا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ ابوزرعہ رازی اور مسلم بن اسلم طوسی اس زمانہ کے مشہور حافظانِ حدیث نے آگے بڑھ کر باگ تھام رکھی تھی۔ طالب علموں اور محدثین کی بڑی جماعت ان دونوں کے ہمراہ تھی۔ جو بے شمار حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ دونوں بزرگوں نے نہایت عجز وانکساری سے عرض کیا کہ حضور! لوگوں کو اپنے جمال باکمال سے مشرف فرمائیں اور اپنے آباء عظام کی کوئی حدیث سنائیں۔ آپ نے خچر کو کھڑا کر دیا اور سر سے چھتری کو اتار دیا۔ آپ کی طلعت (دیدار) مبارک کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھ کو ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ آپ کے دونوں گیسو کندھوں پر لٹکے ہوئے تھے۔ لوگ (فرطِ مسرّت میں) روتے چلّاتے اور مٹی میں لوٹتے۔ اور خچر کے پاؤں کو چومتے تھے۔ علماء نے پکار کر کہا اے لوگو! خاموش ہو جاؤ۔ جس پر سب لوگ خاموش ہو گئے۔ دو حافظانِ حدیث کی التماس پر آپ نے فرمایا میں نے اپنے باپ محمد کاظم سے بیان کیا ہے اور انہوں نے اپنے والد ماجد امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے اپنے پدر محمد باقرؑ سے بیان کیا ہے اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے بیان کیا ہے اور انہوں نے اپنے والدِ مہربان ومکرم حضرت امام حسینؑ سے بیان کیا ہے اور وہ اپنے باپ آدم الاولیاء حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے۔ اور جو میرے اس قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے بے خوف ہوا۔ یہ فرما کر حضرت امام علی رضاؑ نے پردہ چھوڑ دیا اور تشریف لے گئے۔ اور

Marfat.com

جو لوگ قلم دوات لے کر اس حدیث کو نقل کر رہے تھے۔ ان کو شمار کیا گیا تو ان کی تعداد بیس ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ اور دوسری ایک روایت میں ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے اس حدیث کو بھی بیان فرمایا تھا کہ ایمان قلب کی معرفت حاصل ہونے اور زبان کے ساتھ اقرار کرنے اور ارکان کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔ شاید یہ دونوں واقعات الگ الگ واقع ہوئے ہوں اور روایات مختلف بیان کیا ہو۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس حدیث کو انہیں اسناد کے ساتھ پڑھ کر دیوانہ پر پھونکا جائے تو اس کی دیوانگی ٹھیک ہو جائے اور وہ تندرست ہو جائے گا۔ لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات ۲۰۳ھ میں صفر کے آخری ایام میں ہوئی ہے۔ اس وقت آپ کی عمر پچپن برس کو پہنچی ہوئی تھی۔ آپ شہر طوس کے ایک گاؤں میں دفن ہوئے ہیں۔ اور آپ کی تصنیفات میں سے مشہور کتاب مسندِ اہلبیت ہے جس میں آپ نے اہل بیت کے مرویات کو جمع فرمایا ہے (48)۔

آپ کے اعجاز و کرامات بے شمار لکھے گئے ہیں اور مواعظ و نصائح روحانی تسکین کے باعث ہیں آپ کے کلام حکمت و موعظت سے معمور اور ایمان افروز ہیں۔ صوفیانہ اسرار و رموز کو بیان کرتے ہوئے ایسا لگتا تھا کہ آپ اپنی زبان سے لعل و یاقوت بکھیر رہے ہوں۔ آپ کے محاسنِ اخلاق، مکارمِ عبادات نہایت بے داغ اور شفاف تھے۔ راتوں کو کم سوتے اور اکثر اوقات شب بیداری میں گزر جاتے۔ اکثر روزے رکھتے اور موٹے کپڑے زیب تن فرماتے تھے۔ کبھی عمدہ لباس بھی استعمال فرماتے تھے۔ آپ کبھی قہقہہ لگا کر ہرگز نہیں ہنستے تھے۔ تبسّم ہی فرمایا کرتے تھے (49)۔

جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ دنیا سے جدائی اور اپنے آباء کرام سے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ تو آپ نے حقیقت اور معرفت کے سالکین سے بیعت لینے کی اجازت اور خرقۂ خلافت اپنے دربان، خادم اور مرید ابو محفوظ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا (50)۔

اور یہ معاملہ ایک توفیقی اور کشفی امر تھا جس سے سلسلۂ امامت کی ترتیب ساقط نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

ایک شبہ کا ازالہ

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سلسلہ امامت کی آٹھویں کڑی ہیں ان کے بعد منصب امامت کا نواں ستون حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ہیں لیکن حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بعد سلسلہ ارشاد کا حضرت شیخ معروف کی طرف منتقل ہونے سے عام طور پر ذہن اس طرف جاتا ہے کہ امامت کا تسلسل خلل پذیر ہو گیا۔ ترتیب امامت ٹوٹ گئی۔ ہشت امامی ہو گئے اور ایک حقیقت چھپ گئی۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ بلاوجہ بے یقینیوں کا شکار ہو جائے اور انتشار و افتراق کے دھانے پہنچ جائے۔ ہاں سوالات اٹھتے ہیں تو حقائق و اصلیت کی گہرائیوں تک جانے کے لیے انسان تحقیق و جستجو کی راہیں تلاش کرتا ہے، مشکلات کا حل ڈھونڈتا ہے اور علم کی شمع سے شمع جلانے کا کارنامہ انجام دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امامت کی آٹھویں کڑی کے بعد نویں کڑی امام حضرت محمد تقی علیہ السلام ہیں جس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے اور عقل مانتی ہے کہ امامت کا تسلسل بحال ہے۔

1۔ دنیائے تصوف میں خلافت کئی طرح سے ہونا ثابت ہے۔ اخذ ذکر، اخذ خرقہ، اخذ فتوت، اخذ بیعت وارشاد وغیرہ، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل طریقت ان اعتبارات کی روشنی میں مختلف اشخاص کی طرف نسبت رکھتے ہیں جس طرح حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی سلسلہ ذہبیہ میں حضرت محمود مزوقانی کا روحانی خلیفہ ہے۔ اخذ ذکر میں شیخ ابولبرکات علی دوستی کا خلیفہ ہے اور اخذ خرقہ میں شیخ ابو میامن محمود ابن عبداللہ مزوقانی کا خلیفہ ہے۔ اخذ فتوت میں شیخ محمد اذکانی کا خلیفہ ہے دوسری طرف صلبی سلسلہ جداگانہ ہے بایں ہمہ اُن کا سلسلہ تصوف متاثر نہیں ہوتا۔ اسی طرح امامت اضافی کی ترتیب متاثر نہیں ہوتی۔

2۔ حضرت شیخ معروف کا اپنا حال دیکھیں تو ان کے دو روحانی خلیفے تھے۔ ان میں سے ایک تو حضرت شیخ سری سقطیؒ ہی ہیں۔ سلسلہ ذہبیہ کے روحانی روابط کے اندر اسی ترتیب کو بحال رکھا جاتا ہے۔ دوسرا خلیفہ حضرت شیخ بشر بن الحارث ہے۔

3۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بھی دو روحانی خلیفے ہیں ایک حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور دوسرا حضرت شیخ سفیان ثوری ہیں۔ شاگردوں میں امام مالک بن انسؓ اور امام

Marfat.com

ابو حنیفہؒ لغمان بن ثابت ابو ایوب بجستانیؒ، ابن عینیہؒ، شیبہؒ، یحییٰ بن قطان، ابن ابی لیلیٰ، محمد بن بشیرؒ اور ہیاج بن بسطامؒ، جیسے مشاہیر اکابرین ہیں۔

4- حضرت امام حسین علیہ السلام کے بھی دو روحانی خلیفے تھے۔ ایک تو آپ کے بیٹے امام زین العابدین علیہ السلام ہیں اور دوسرا آپ کے خادم شیخ ابو محمد جابر قدس سرہ ہیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام تک سلسلہ معروفیہ پہنچتا ہے جو مشرب ہمدانیہ کہلاتا ہے۔ دوسرا روحانی سلسلہ شیخ ابوالحسن علی شاذلی قدس سرہ کا سلسلہ پہنچتا ہے۔

5- حضرت امام حسن علیہ السلام کے بھی دو باطنی خلیفوں کا ہونا ثابت ہے ایک تو آپ کے بڑے بیٹے حضرت حسن مثنیٰ ہیں جن تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کا سلسلہ جا پہنچتا ہے۔ یہ سلسلہ قادریہ سے معروف ہے۔ دوسرا خلیفہ امام حسینؑ ہیں۔ امامت کا تاج ان کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر سجتا ہے۔

6- امام الاولیاء، امیر المومنین ابوالائمہ سرور اصفیاء حضرت علی علیہ السلام کے پانچ روحانی خلفاء تھے۔

(1) حضرت امام حسن علیہ السلام (2) حضرت امام حسین علیہ السلام (3) امام تصوف حضرت شیخ حسن بصری (4) اویس قرنی (5) کمیل ابن زیاد نخعی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین حضرت امام حسنؑ تک سلسلہ قادریہ حسنیہ حضرت امام حسین علیہ السلام تک سلسلہ معروفیہ کے تمام سلاسل پہنچتے ہیں۔ سلسلہ ذہبیہ اور شاذلیہ بھی آپ تک چلا جاتا ہے۔ حضرت شیخ حسن بصری تک خواجہ حسن سنجری کا سلسلہ پہنچتا ہے جو چشتیہ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ شیخ داؤ دطائی اور شیخ فضیل بن عیاض کے سلسلے بھی انہی تک پہنچتے ہیں۔ شیخ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تک شیخ شفیق بلخی کا سلسلہ جاتا ہے۔ سلسلہ کبرویہ اور شفیق بلخی کا سلسلہ حضرت شیخ کمیل ابن زیاد نخعی تک جا کر حضرت علی علیہ السلام سے منسلک ہوتا ہے۔

7- حضرت امام رضا علیہ السلام سے روحانی روابط کے شیخ معروف کرخی کی طرف منتقل ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت امام علی رضا کے انتقال کے وقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ابھی حد بلوغت کو نہیں پہنچے تھے اور شرعی نقطہ نظر سے ابھی وہ مکمل مکلف بھی نہ تھے۔ حضرت شاہ سید محمد نور بخش لکھتے ہیں کہ یہ تینوں (یعنی امام محمد تقی، امام علی نقی، امام حسن

Marfat.com

العسکری علیہم السلام اپنے باپوں کی وفات کے وقت چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے سلسلہ متصلہ سے منقطع ہو چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دین کی اصلاح کے لیے افراد کی حیثیت میں (رکھنا) پسند کیا اور انہیں بندوں کے دلوں میں مقبول بنایا (مشجر الاولیاء ج ۲)۔

حضرت شاہ سید محمد نور بخش لکھتے ہیں:

جب امام علی رضا علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ان کی دنیا سے جدائی اور اپنے آبا کرام سے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے تو آپ نے حقیقت و معرفت کے سالکین سے بیعت لینے کی اجازت اور خرقہ خلافت اپنے دربان، خادم اور مرید ابوالمحفوظ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کو عطا فرمائی کیونکہ آپ کے بیٹے محمد تقی ان دنوں چھوٹے بچے تھے۔ وہ شریعت اور طریقت کے احکام کے مکلّف نہ تھے اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی شریعت میں آدمی بالغ ہونے سے مکلف ہوتا ہے۔ اگر بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر کو بالغ شمار کرتے ہیں اور اسی طرح جہاد اکبر کے وجوب کی شرائط میں ارادہ (کا ہونا) اور بیس (۲۰) سال کی عمر شرط ہے۔ (مشجر الاولیاء ج۔۱) یعنی حضرت امام علی رضاؑ کے وفات کے وقت حضرت امام محمد تقیؑ ابھی آٹھ سال کے ہوئے تھے حضرت امام علی نقیؑ کی عمر اپنے والد محترم کے انتقال کے وقت چھ سال تھی اور حضرت امام حسن العسکری کی عمر اپنے والد کے وفات کے وقت بارہ سال تھی اور حضرت امام محمد مہدیؑ کی عمر اپنے والد کے وفات کے وقت پانچ سال تھی۔

اگر چہ یہ سب علم لدون، معرفت اور ایقان کا خزانہ تھے۔ خاندان امامت کے چشم و چراغ اور طریقت و حقیقت میں افراد کے مقام پر فائز تھے۔ کمال عظمت کے حامل اور ہر کوئی صدر بدر عالم تھے۔ تاہم سلسلہ متصلہ سے منقطع ہوئے مگر ترتیب امامت فوت نہیں ہوئی۔

عمر کے اس لحاظ کو زیر نظر اس لیے رکھا جا سکتا ہے۔ اس کے تمام آباء و اجداد کی زندگی میں اس طرح کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ بلوغت کے فقدان کے باوجود کوئی منصب خلافت پر جلوہ افروز ہوا ہو چنانچہ امام علی رضاؑ کی عمر اپنے والد کی وفات کے وقت پینتالیس سال تھی۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی عمر اپنے باپ کے وفات کے وقت بیس سال تھی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی عمر اپنے باپ کی رحلت کے وقت اکتالیس سال تھی

Marfat.com

اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی عمر اپنے والد کے رحمان حق کے وقت تینتیس سال تھی۔ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی عمریں حضرت ابوالائمہ علی علیہ السلام کی وفات کے وقت بالترتیب سینتیس اور چھتیس سال تھی۔ حضرت میر سید محمد نور بخش لکھتے ہیں کہ خلافت ظاہری کے لیے خلیفہ کی عمر چالیس سال اور خلافت باطنیہ کے بیس سال کا ہونا شرط ہے۔ (مشجر اولیاء ج۔۲)

لہٰذا اس اصول کے مطابق امامت حقیقی اور اضافی کا مکمل امتیاز واضح ہونے کے ساتھ ازالہ شک یقینی ہو جاتا ہے۔

دراصل شکوک وشبہات پیدا کرنے والوں کی باتوں کو حسن اخلاق اور صبر وجمیل کے ساتھ چھوڑ دینا ہی چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

رب المشرق و المغرب لا اله الا هو فاتحذوه وكيلا واصبر على مايقولون واهجرهم هجراً جميلاً وذرنى والمكذبين على مايقولون اُولى النعمة ومهلهم قليلاً (مزمل:۱۱)

وہ مشرق ومغرب کا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اسی کو کارساز بناؤ اور تم کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ انہیں خوبصورت انداز میں چھوڑ دو اور مجھ پر چھوڑ دو ان جھٹلانے والے مال والوں کو اور انہیں مزید تھوڑی مہلت دے دو۔

حضرت حبیب عجمیؒ

حضرت حبیب عجمی بھی حضرت معروف کے استاد تھے ان کے بارے میں حضرت شیخ عطار لکھتے ہیں کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ صدق، صاحبِ ہمت، صاحبِ یقین وخلوت نشین تھے۔ آپ بڑے صاحبِ کرامت وصاحبِ ریاضت تھے۔ شروع زمانے میں آپ بڑے مالدار تھے۔ سود پر اہلِ بصرہ کو مال دیا کرتے تھے۔ اپنے معاملات میں بہت سخت گیر اور سخت بدنام تھے (51)۔

مگر آپ نے ایک دفعہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی انہوں نے آپ کو کچھ نصیحت فرمائی جس پر آپ بے قرار ہو گئے۔ اور حقیقی معنوں میں توبہ کرکے آرہے تھے۔ غیب سے

Marfat.com

آواز آئی حبیب عجمی توبہ کر کے آ رہے ہیں۔ ان کا احترام کرو۔ اس طرح آپ کی زندگی میں عجب انقلاب آیا۔ ستر پوش تک صدقہ کر دیا اور خود ننگے رہ گئے۔ اور دریائے فرات کے کنارے ایک عبادت خانہ تیار کیا اور وہیں خدا کی عبادت و ریاضت میں زندگی بسر کرنے لگے۔ اور آپ کا یہ معمول بن گیا کہ دن کو حضرت حسن بصری کے پاس جا کر تحصیلِ علم کا شغل رکھتے اور رات عبادتِ الٰہی میں گزارتے۔ آخر کار آپ علومِ شریعت و طریقت کے رہنما و ہادی بن گئے۔

ایک دفعہ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ ایک مقام پر بیٹھے تھے۔ اتفاقاً ادھر سے حبیب عجمی نمودار ہوئے۔ تو حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے کہا کہ ہم ان سے ایک سوال کریں گے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ ان واصلینِ حق سے نہ چھیڑو ان کا مسلک جداگانہ ہے۔ انہوں نے نہ مانا اور امام احمد بن حنبلؒ نے آپ سے پوچھا پانچ نمازوں میں سے کوئی نماز قضا ہوگئی ہو تو کیا کرنا چاہئے آپ نے فرمایا کہ سب کو پڑھے۔ اس لئے وہ خدا سے کیوں غافل ہو گیا اور بے اَدب بنا؟ حضرت امام شافعیؒ نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے کہا کہ دیکھا اسی لئے میں نے منع کیا تھا کہ ان لوگوں سے مت چھیڑو۔ ایک بار شب کو آپ کی سوئی گم ہوگئی لوگ چراغ لے کر آئے تا کہ آپ کی گمشدہ سوئی روشنی کے ذریعے تلاش کریں۔ آپ نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا مجھے چراغ وراغ کی ضرورت نہیں کہ میں بغیر چراغ (کی روشنی) کے سوئی ڈھونڈ سکتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ایک درویش نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو اتنا مقام کیسے مل گیا؟ غیب سے آواز آئی وہ عجمی ضرور ہے مگر (اللہ کا) حبیب ہے(52)۔

آپ بہت مستجاب الدعوات اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ آپ جب قرآن پڑھتے تھے تو بے قرار ہو کر روتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ قرآن کیسے سمجھتے ہیں قرآن عربی میں ہے آپ عجمی ہیں۔ تو فرمایا کہ میری زبان عجمی ہے مگر دل عربی ہے۔

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ حسن بصری اندر آئے مگر ان کے پیچھے نماز میں نہ کھڑے ہوئے کیونکہ وہ عربی زبان کو ادا نہیں کر سکتے تھے ان کی زبان فارسی تھی۔ خواجہ صاحب نے رات کو خواب میں ذات باری تعالیٰ کو دیکھا اور پوچھا کہ بارِ خدایا تیری رضا کس چیز میں ہے۔ ارشاد ہوا، اے حسن! تجھے میری رضا کا مقام ملا مگر تو مستفید نہ ہو سکا۔ اگر کل رات حبیب کے پیچھے نماز پڑھ لیتا تو اس کی صحت نیت تجھے عبادت کی حقیقت سے

Marfat.com

آشنا کر دیتی اور میں تجھ سے راضی ہو جاتا۔ آپ سے پوچھا گیا رضا کس چیز میں ہے۔ فرمایا اس دل میں جس دل میں نفاق کا غبار نہ ہو۔ نفاق ملاپ کا دشمن ہے۔ رضا ملاپ پر منحصر ہے۔ محبت کو نفاق سے قطعاً کوئی تعلق نہیں محبت کا مقام رضا ہے۔ رضا دوستوں کی صفت ہے۔ اور نفاق دشمنوں کی (53)۔

حضرت شیخ داؤد طائی

آپ مشائخ کبار اور اہلِ تصوف کے بزرگوں میں سے تھے۔ طریقت میں حبیب عجمی کے مرید تھے۔ فضیلؒ اور ابراہیم ادہمؒ کے ہم عصر تھے۔ شریعت و طریقت کے علوم میں یگانۂ روزگار تھے۔ فقہ میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ نے دنیا سے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ زہد و تقویٰ میں بلند مقام پایا۔ آپ اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ عافیت چاہتے ہو تو دنیا کو خیر باد کہو۔ کرامت کے خواہاں ہو تو عقبیٰ سے دست بردار ہو جاؤ۔ حضرت معروف کرخی فرماتے ہیں کہ میں نے داؤد طائیؒ سے بڑھ کر دنیا سے بیزار کسی کو نہیں پایا۔ دنیا اور اہلِ دنیا ان کی نظر میں ہیچ تھے۔ ان کو فقراء سے شکستہ حالی کے باوجود بڑی ارادت تھی (54)۔

آپ کو تمام علوم میں دسترس حاصل تھی۔ مگر اس کے حصول میں بیس سال کا عرصہ بیت گیا۔ علم فقہ میں اپنا کوئی ثانی نہ رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ گرمی کے موسم میں تیز دھوپ میں بیٹھ کر تلاوت کر رہے تھے آپ کی والدہ نے سائے میں آنے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ نفس کی خاطر قدم اٹھاؤں۔ آپ نے ہمیشہ گوشہ نشینی کو پسند کیا اسی میں یادِ الٰہی کرنے کو راحت جانا۔ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے کھانا کھاتے وقت کچھ کھانا ایک ترسا کو دیا۔ اس نے کھا لیا اور شب کو اپنی بیوی سے صحبت کی تو حضرت شیخ معروف کا حمل ٹھہرا۔

حضرت شیخ معروف فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر دنیا سے متنفر کوئی نہیں دیکھا۔ جب آپ اپنے کپڑے دھوتے تو کہا کرتے تھے کہ اگر اسی طرح مل مل کر اپنا دل دھوتا تو بہت اچھا ہوتا آپ فقراء کو بہت دوست رکھتے تھے۔ کہتے تھے کہ میں قید خانہ سے آزاد ہو گیا۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ شیخ داؤد طائی ہوا میں اڑ رہے ہیں کہتے تھے کہ میں قید خانہ سے آزاد ہو گیا۔ بیدا

Marfat.com

رہوا تو آپ کے پاس تعبیر پوچھنے گیا آپ خواب سن کر اپنے انتقال کی خبر سے آگاہ ہو گئے۔ آپ کی وفات کے وقت آسمان سے ندا آئی داؤد اپنے مقصود کو پہنچ گئے۔ اور اللہ ان سے راضی ہو گیا۔ یہ تھے حضرت شیخ معروف کے استاد اور مرشد جن کی محبت تعلق ان کی سرشت میں شامل تھی۔ جن سے آپ کا ایک سلسلہ بھی چلا ہے۔ اہلِ تصوف آپ کو اپنے بڑے اساتذہ میں شمار کرتے ہیں(55)۔

شیخ ابو نعیم اصفہانی

حضرت شیخ ابو نعیم اصفہانیؒ کا اصل نام احمد بن عبداللہ بن اسحاق اصفہانیؒ صوفی المذہب بزرگ تھے۔ آپ پائے کے محدث تھے۔ علم وفضل میں یکتا تھے۔ گیارہویں صدی عیسوی کے قابل ذکر صوفیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے ایک کتاب تصنیف کی جو حلیۃ الاولیاء کے نام سے معروف ومشہور ہے۔ اس حیثیت سے آپ صوفیاء کرام میں درجہ علیاء کے طبقات میں گنے جاتے ہیں۔ اس کتاب میں آپ نے اپنے وقت کے ہزاروں صوفیاء کرام کے حالات زندگی معہ علوم وفنون تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہ دس جلدوں میں ہے اور امام ابن جوزی نے چار جلدوں میں اس کا خلاصہ کیا ہے(56)۔

ابن جوزی کی یہ کتاب صفوۃ الصفوۃ کے نام سے مشہور ہے جو کہ چار جلدوں میں ہے۔ دراصل ابو نعیم اصفہانیؒ کی کتاب حلیۃ الاولیاء کی تہذیب وتنقیح ہے۔ جن کو ابن جوزی نے مناسب حذف واضافہ اور تلخیص کے ساتھ محدثانہ اور مؤرخانہ طور پر مرتب کیا ہے۔ اس کتاب میں جو حالات وواقعات آئے ہیں۔ وہ مؤثر، دل گداز ہونے کے علاوہ تاریخی حیثیت سے مستند بھی ہیں، اور مبالغہ آمیز روایات اور حشو وزوائد سے پاک ہیں(57)۔

ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ کے حوالے سے آپ کو حضرت شیخ معروف کے اساتذہ حدیث میں شمار کیا ہے جن سے آپ نے حضور کی حدیث سماع کی(58)۔

حضرت شیخ ابن السماکؒ

حضرت شیخ ابن سماک بھی آپ کے استادوں میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ عطارؒ لکھتے ہیں کہ حضرت محمد سماک رحمۃ اللہ علیہ عابد متدین اور زاہد متمکن تھے۔ آپ امامِ وقت اور مقبول خلائق واعظ تھے۔ آپ کے کلام سے حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت فتوح حاصل دئے۔ آپ فرماتے تھے اپنے کو کچھ نہ سمجھنا تواضع ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگلے لوگ دواء کی

Marfat.com

مثل تھے کہ مریض ان سے شفاء پاتے تھے۔ اِس زمانہ کے لوگ درد ہیں صحت مند کو بیمار کر دیتے ہیں۔ اور فرمایا اچھا طریقہ قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہے۔ فرمایا طمع بہت بری چیز ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ واعظ وعظ کہنے کو دشوار سمجھتے تھے جیسے اب علم پر عمل کرنا دشوار سمجھتے ہیں۔ ایک وقت وہ تھا واعظ کم تھے اب عالم کم ہیں۔

لکھتے ہیں کہ حضرت احمد عواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ بیمار ہو گئے تو میں آپ کا قارورہ (پیشاب کی شیشی) لے کر ایک حکیم کے پاس جا رہا تھا مگر وہ آتش پرست تھا۔ راہ میں ایک بزرگ نے مجھ سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ میں نے واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا۔ تعجب ہے کہ خدا کا دوست خدا کے دشمن سے مدد لینے جا رہا ہے۔ تم لوٹ جاؤ اور حضرت محمد سماک سے کہو کہ درد کے مقام پر ہاتھ رکھ کر اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرّجیم وبالحق انزلناہ وبالحق نزل پڑھ کر دم کریں۔ آپ سے یہ بیان کیا تو آپ نے آیت قرآنی کو پڑھ کر دم کیا تو ٹھیک ہو گئے۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ حضرت خضرؑ علیہ السلام تھے۔

آپ حالت نزع میں فرماتے تھے کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں تیرے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں اس کے صلے میں مجھے بخش دے۔ آپ کے حیات میں لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ نکاح کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں دو شیطانوں سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا، مرنے کے بعد لوگوں نے خواب دیکھا۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو فرمایا بخش دیا لیکن جو رُتبہ عیالداروں کو رنج وغم برداشت کرنے پر ملتا ہے وہ مقام دوسروں کو نہیں ملتا(59)۔

خلفاء وتلامیذ

حضرت شیخ معروف سے علوم کے کئی چشمے جاری ہوئے جن کو بالترتیب بیان کرتے ہوئے ان سے فیوض پانے والوں کا تذکرہ کریں گے۔

(1) علم شریعت وطریقت (2) علم حدیث وروات (3) علم اخلاق وعمل (4) علم حقیقت ومعرفت (5) علم کسب ومعاش۔

علوم شریعت وطریقت کے سرچشمے سے فیض پانے والوں میں حضرت شیخ سری سقطی سرفہرست ہیں۔ آپ حضرت جنید بغدادی کے مرشد اور ماموں تھے۔ علوم شریعت وطریقت کے

Marfat.com

فیوض حضرت شیخ معروف کرخی سے ہی حاصل کیے۔ تلقینِ ذکر وارشاد میں آپ کے شاگرد، مرید اور خلیفہ مجاز ہوئے۔ حضرت سری سقطی کے خلیفوں میں حضرت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی، خواجہ خیر النساج ابوالحسن محمد بن اسماعیل، خواجہ ابوالعباس احمد بن محمد مروق اور خواجہ ابوالحسن نوری شامل ہیں۔ حضرت شیخ معروف مدرسہ بغداد کے معلم اوّل تھے۔ مرزا محمد اختر دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کرخی سات خانوادوں کے پیشوا تھے (60)۔

دہلوی صاحب نے حضرت شیخ معروف کے اُن دونوں سلسلوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جن میں ایک حضرت شیخ داوٗد طائی کی نسبت سے حضرت خواجہ حسن بصری کے واسطے سے حضرت علی علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ دوسرا سلسلہ جو کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی نسبت سے آئمہ اہلبیت کے واسطوں سے حضرت محمد ﷺ تک پہنچتا ہے۔ تاہم تیسرے سلسلے کا مختصراً ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ان کا ایک سلسلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نسبت سے حضرت ابو بکر صدیقؓ تک پھر حضرت محمد ﷺ تک پہنچتا ہے۔ اس طرح حضرت شیخ معروف کرخی مقتدائے سلسلۂ نقشبندیہ بھی ہیں۔ آپ سوائے خانوادۂ جنیدیہ وطیفوریہ کے کل خانوادۂ فقراء کے پیشوا ہیں۔ باقی دو سلاسل سے سلسلہ منقطع پایا گیا (61) اور دو سلسلے ایسے ہیں جن کو سلسلہ قادریہ کہتے ہیں۔ یہ دونوں سلسلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے منسوب ہیں۔ ایک حضرت جنید تک دوسرا سلسلہ حضرت امام حسن ابن علیؑ تک جا پہنچتا ہے (دیکھئے شجرالاولیاء)۔ ادھر ایران میں ایک اور سلسلہ چلا ہے اس سلسلے میں رسم خرقہ پوشی کو ہزار میخی کا نام دیا جاتا ہے۔ ہزار میخی سلسلہ بھی حضرت شیخ معروف تک ہی پہنچتا ہے۔

• شیخ مجدالدین بغدادی جو خود اس سلسلہ کی ایک کڑی ہیں، نے ''رسالہ در سفر'' میں تفصیل دی ہے اس کی رسالہ کرامت رعنا حسینی شیراز والے نے اہتمام کر کے ایران سے شائع کیا ہے اور دکتر مہدی محقق استاد دانشگاہ تہران اور پروفیسر توشی ہی کوایزوتسو استاد دانشگاہ مک گیل کینیڈا کی زیر نگرانی شائع شدہ سلسلہ ''دانش ایرانی'' نمبر۴ سے سلسلہ ہزار میخی کی اطلاع ملتی ہے۔

محمد تقی دانش پژدہ نے لکھا ہے کہ یہ سلسلہ حضرت شیخ محمد بن شیخ شرف الدین الاسفرائنی کا ہے وہ اپنے سلسلہ کو ایک نظم میں واضح کیا ہے۔

Marfat.com

این چنیں گوید فقیر بے نوا ابن شرف
بوالمیامن کنیت ونامش محمد یاد دار
بر شمارم نام پیران طریقت یک بہ یک
نازمن چوں نمائم این بماند یادگار
شیخ من بے شبہ رکن الدین علاء الدولہ است
شیخ او آں نور دین حق بہ بغدادش قرار
شیخ او شیخ احمد و نسبت اوبا جورجان
شیخ او دردل رضی الدین علی لا لا نگار
شیخ او شیخ مجدالدین بغدادی باز
شیخ او خوان شیخ نجم الدین کبریٰ از کبار

اور شیخ نجم الدین نے بھی تین شیخوں کی نسبت سے فیض پایا ہے۔ اسماعیل قصری، شیخ عمار اور شیخ روز بہان مصری اور یہ تینوں شیوخ حضرت شیخ ابونجیب سہروردی کے مرید ہوگزرے ہیں (یہ سلسلہ تینوں واسطوں سے سلسلہ اولیاء کے مرکز ومنبع حضرت علی علیہ السلام تک جاملتا ہے) لیکن شیخ اسماعیل ایک ہی سند سے خرقہ حضرت شیخ مانکیل سے حاصل کرتے ہیں اور یہ سلسلہ کمیل ابن زیاد کے واسطہ سے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ ان سے اوپر کے سلسلے کو یوں منظوم کیا ہے۔

شیخ او عمار بدیسی و آنکہ شیخ او
بو نجیب سہروردی آن مجد روزگار
شیخ او شیخ احمد غزالی عالی محل
شیخ او بوبکر نساج است اندر دین شمار
شیخ او بے شک ابوالقاسم بود قطب وقت
نسبت او گورگان پس بہ اوکن افتخار
شیخ او دان تو ابو عثمان وانگہ مغربی
شیخ او دان بوعلی کاتب صاحب حقار

Marfat.com

شیخ او پس بوعلی رودباری راگزیں
شیخ او دان درطریقت آن جنید نامدار
شیخ و خال او سری آن سرور مردان راہ
شیخ او معروف کرخی صفدر میدان کار

حضرت شیخ معروف ایک اور نسبت رکھتے ہیں وہ حضرت شاہ خراسان سے حضرت امیر المومنین علیؑ تک ان کی اولاد کے واسطوں سے چلی ہے اور جو سلسلہ روان ہے ان کی نسبت یوں ہے۔

شیخ او داؤد طائی شیخ او بے شک حبیب
نسبت او باعجم گردرعرب بودش قرار
شیخ او تابعین را پیشوا نامش حسن
بصری او را نسبت مشہور اندر ہر دیار
شیخ او دان تو امیر مومنان نامش علی
شاہ مردان شیر یزدان صفدر دلدل سوار
شیخ او پیغمبر آخر زمان مقصود حق
از زمان و ازمکان رفعت این نہ خصاد
مفخر اولاد آدم صدر و بدرہر دو کون
نام پاک او محمد رحمت پروردگار
باد برحال ورداں پاک او وزبغداد
پیروان پاک اصحابش درود بے دستخیز
وآنگہی بر پیر دانش تابہ او دستخیز
ہر طفیل بدیں بندہ کہ ہست امیدوار
یارب زفضل و کرم بردی بہ بخشائے اوباز
یہ عزیزی کوکند او ادعا ازدل نثار

(ازمحمد تقی دانش ویژہ)

(دستیار دانشکدۂ ادبیات وعلوم احسانی)

Marfat.com

تصوف ایرانی میں چلنے والا ایک اور سلسلہ شاہ نعمت اللہ دلی کا ہے۔ کتب تصوف میں مذکور ہے۔ یہ سلسلہ بھی حضرت شیخ معروف تک جا ملتا ہے۔ پاک و ہند میں چلنے والا یہ سلسلہ بلتستان اور ایران میں بہت معروف ہے۔ مگر ایران میں نعمۃ اللہ رضویہ سے پہچانا جاتا ہے۔

حاجی زین العابدین شیروالی لکھتے ہیں۔

بدآنکہ سلسلہ صوفیہ امّ السلاسل مشہور است و افواہ مردم مذکور است و منجملہ بہار دہ سلسلہ از طریقہ معروفیہ جاری و معمول بہر دیار معروف است۔

معلوم ہونا چاہئے کہ سلسلہ معروفیہ ام السلاسل کے نام سے لوگوں میں مشہور و معروف ہے۔ حضرت شیخ معروف سے چودہ سلسلے نکل کر ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مظفر علی شاہ (ایرانی) نے کتاب بحر الاسرار میں لکھا ہے۔

شیخ معروف از امام ذوفنوں
ہمچو شطی کاید از دریا بروں
گشت امام و پیشوائے قافلہ
از دمش جاری شد بس سلسلہ
سلسلۂ معروف ربانی مقام
آمدہ ام السلاسل خوش بنام
نشاۃ معروف عارف ہمچو شط
اولیاء و روح شناور ہمچو بسط
جانب اقلیم ہا و شہر ہا
گشت جاری از شط وی نہرہا

(بستان السیاحہ ص ۵۲۸)

شجرۂ سلسلہ معروفیہ کہ مابین العرفاء بام السلاسل معروف است شجرۂ سلسلہ معروفیہ تمام عارفوں کے ہاں بام سلاسل کے نام سے معروف ہے۔ (ریاض السیاحہ ۳۳۲)

حضرت شیخ معروف کا دوسرا شاگرد اور خلیفہ حضرت شیخ بشر بن الحارث تھے۔ جو شریعت

Marfat.com

وطریقت کے علوم سے فیض پا رہے تھے۔ آپ کے نامور فیض پانے والوں میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ آپ کے علوم وحدیث روات سے سیراب ہو رہے تھے۔ آپ کے خصوصی شاگرد اور مداح تھے۔ امام حنبلؒ کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ حضرت شیخ معروف کرخی سے روایات حدیث سماع کرنے والوں میں حضرت خلف بن ہشام بزاز، ذکریا بن یحییٰ بن ابی طالب رحمہم اللہ وغیرہ ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت نے آپ سے اخذ فیض کیا۔ جن میں محمد بن منصور طوسی، ابو جعفر ابو اسحاق دولانی، جعفر بن محمد، ابو محمد الخلوی الخواص بغدادی، محمد بن ابراہیم شامی، عبداللہ بن محمد بن سفیان، ابو علی المفلوج، ابوبکر محمد بن اسری القنطری عبدالسلام الحرانی، ابراہیم دوانی، حسن بن عیسیٰ ابن اخی معروف، ابوبکر بن خنیس، اور ابو محفص عمرو بن موسیٰ کے نام شامل ہیں۔

آپ سے علوم اخلاق وعمل پانے والے لاکھوں انسان اس دور میں موجود تھے۔ یہودی، عیسائی، مجوسی اور مسلمان آپ سے برابر فیوض علم واخلاص حاصل کرتے تھے۔ آپ کے حلقۂ درس میں روزانہ سینکڑوں ہزاروں انسان شامل ہوتے تھے۔ اور کسب معاش کے اصول وقوانین سیکھتے تھے۔ ہر کوئی اپنی زندگی کو زبان فیض آفرین کے عین مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضرت شیخ معروف سے علم پانے والوں میں آپ کے والدین اور آپ کے برادرِ حقیقی بھی شامل ہیں۔ اور آپ کے بھانجے حسن بن عیسیٰ بن اخی معروف نے بھی تعلیم پائی۔ محمد صالح کشفی ترمذی لکھتے ہیں کہ حضرت معروف جو سید محی الدین (چشتی) کے پیروں کا پیر ہے اور کئی ہزار کامل ولی اس کے دامن دولت سے بہرہ یاب ہوئے ہیں۔ خود حضرت امام علی رضا کا دربان ہے۔ چنانچہ شاعر اظہار کرتا ہے۔

بحق شیخ معروف کرخی
کہ دربانِ علی موسیٰ رضا بود

(62)

شیخ سری سقطی

حضرت شیخ سری سقطیؒ خود ایک عظیم المرتبت صوفی ابو محفوظ معروف بن فیروز کرخی کے

Marfat.com

شاگردِ رشید خلیفہ مجاز اور عارفِ صدق وصفا تھے اور حضرت جنید بغدادی کے ماموں اور مرشد و استاد تھے۔ آپ نے ایک دفعہ حضرت حبیب راعیؒ سے بھی شرف ملاقات حاصل کیا(62)۔

حبیب راعیؒ حضرت سلمان فارسیؓ کے مصاحب تھے۔ حبیب کے بکریوں کے ریوڑ تھے اور فرات کے کنارے رہتے تھے۔ گوشہ نشینی ان کا طریق تھا(63)۔

پیشہ کے لحاظ سے حضرت سری سقطی ایک تاجر تھے اور گرم مصالحہ وغیرہ کا کاروبار کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دن بازار میں آگ لگ گئی اور دکانیں جلنے لگیں کسی نے دوڑ کر انہیں خبر دی کہ آپ کی دکان بھی جل گئی تو بڑے اطمینان سے بولے۔ اچھا ہوا میں اس کی نگرانی وغیرہ کی جھنجھٹ سے آزاد ہو گیا۔ بعدازاں معلوم ہوا کہ آس پاس کی دکانیں جل کر ضائع ہو گئیں لیکن ان کی دکان بچ گئی۔ جب آپ کو اس کا علم ہوا تو اپنا تمام مال و متاع غرباء میں بانٹ دیا خود ہمہ تن تصوف وریاضت میں مصروف ہو گئے(64)۔

ابوالحسن سری بن مفلس سقطی شروع زمانے میں ایک دکان میں رہتے تھے اور ایک پردہ ڈال لیا تھا۔ اور اسی کی آڑ میں ایک ہزار رکعت روزانہ نفل پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار ایک شخص کوہ لگام سے آیا اور پردہ ہٹا کر آپ کو سلام کیا اس کے بعد اس نے کہا کوہ لگام پر ایک بزرگ رہتے ہیں انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے تو آپ نے سلام کا جواب دے کر اسے فرمایا کہ خلق سے الگ رہ کر خدا کی عبادت کرنا مردوں کا کام ہے اور زندہ وہ ہے جو خلق میں رہ کر ہر وقت خالق کو یاد کرے(65)۔

حضرت عطار لکھتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کامل کو عبادت گزار نہیں دیکھا آپ نے اٹھانوے برس تک کبھی پہلو لگا کر استراحت نہیں کی۔ ڈاکٹر عبدالقادر تاریخ بغداد کے حوالے سے لکھتے ہیں گویا کہ وہ جانتے نہیں تھے کہ سونا اور آرام کرنا کیا چیز ہوتی ہے۔ ان کی وفات ۲۵۳ھ کے لگ بھگ ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے ان کی پیدائش ۱۵۵ھ میں ہوئی ہوگی جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی زندگی خلفاء بنو عباس کے پہلے دور میں بسر ہوئی۔ اور انہوں نے سات آٹھ برس عباسی خلفاء کا زمانہ پایا۔ اور عراق کے سنہرے زمانے میں فکر وفلسفہ کے اندر جو عظیم واقعات رونما ہوئے۔ انہیں بچشم خود دیکھا۔ حضرت سری سقطیؒ اپنے زہد وورع کے لیے مشہور تھے۔ اس باب میں بہت سی حکایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء سے منقول ہے کہ کہتے ہیں جب ان کا نام حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے لیا گیا تو

Marfat.com

انہوں نے کلماتِ خیر سے یاد کیا۔ سلمی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ سری سقطی وہ پہلا عارف ہے جس نے تصوف کے ذریعے توحید کا درس دیا اور پہلے پہل حقیقت و معرفت کا علم لوگوں کو سکھایا وہ اشارات و نکتہ سنجی میں اہلِ بغداد کے رہنما تھے۔ تصوف میں ممتاز مقام رکھتے۔ قشیریؒ بتاتے ہیں وہ زہد و ورع بلندی فکر اور علم توحید میں یکتائے روزگار تھے (66)۔

آپ کو جو کچھ ملا حضرت شیخ معروف کرخی کے طفیل سے حاصل ہوا۔ سقطی کی شہرت ایک طرف تو سربرآوردہ لوگوں، گورنروں، جرنلوں اور اس زمانہ کے اہلِ علم و فضل کے حلقوں میں تھی اور دوسری طرف عوام کے اندر معروف تھے۔ لیکن آپ نے زیادہ تر عام لوگوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ اور چند ایک مخصوص لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتے رہے۔ ان کے شاگردوں میں حضرت جنید کے علاوہ النوری، مسروق محمد بن فضل السقطی، ابراہیم المخرمی اور العباس الشکلی تھے (67)۔

خیال رہے کہ حضرت سری سقطی نے اپنی کوئی تحریر یا تالیف پیچھے نہیں چھوڑی۔ ان کی تعلیمات کا بیشتر حصہ ہمیں حضرت جنید کے واسطے سے پہنچا ہے۔ حضرت جنید کے فرامین و تعلیمات سے حضرت شیخ معروف، حضرت شیخ سری سقطی، حضرت جنید بغدادی اور حضرت القنطری بشر بن الحارث وغیرہ ایک ہی باغ کے پھول معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیمات تصوف و عرفان زہد و ورع اور کرامات و احساسات میں ہمہ رنگ اور خوشبودار نظر آتے ہیں۔ ان کی راہِ سلوک کے درجات میں اگرچہ اختلاف ہوسکتا ہے زمانہ یقیناً مختلف ہوسکتا ہے لیکن منشاء و نظریات میں کوئی تفاوت نہیں پائی جاتی۔ علم و عمل فلسفہ و عرفان میں ایک ہی درخت کی سرسبز شاخیں لگتے ہیں۔ بایں ہمہ آپ کا سلسلہ تصوف معروفیہ سے جانا جاتا رہا۔

حضرت سری سقطی علومِ شریعت و طریقت میں حضرت شیخ معروف کرخی سے بہت مماثلت رکھتے تھے۔ خیالات و نظریات، قرآنی تفسیر و بیاں، صبر و شکر اور صوفیانہ روش میں دونوں میں یگانگت پائی جاتی تھی۔ ایسے میں زندگی کے تمام جذبات کے علاوہ روحانی اور باطنی علوم کے کامل وارث تھے۔ حدیث کے سماع، خرقہ اور طریقہ عرفان شیخ معروف سے حاصل کیا۔ پرہیزگاری، احوال سنت اور توحید کے علم میں زمانہ والوں میں بے مثل تھے۔ آپ فرماتے ہیں جس نے اللہ سے محبت کی وہ زندہ ہوگیا اور جو دنیا کی طرف مائل ہوگیا وہ بے وقوف ہوا۔ احمق بے کار

Marfat.com

چیزوں میں آتا جاتا ہے اور عقلمند اپنے عیوب کو تلاش کرتا ہے۔ آپ کے بارے میں تک عجیب واقعہ بھی نقل کیا ہے۔

جنید بغدادی نے فرمایا کہ میرے ماموں اور میرے مرشد اور استاد سری قدس سرہ بیمار ہو گئے ہمیں ان کی بیماری کی کوئی دوا معلوم نہ ہوئی۔ اور اس کا کوئی سبب بھی معلوم نہ ہو سکا۔ کسی نے کسی ماہر حکیم کا ذکر کیا۔ ہم آپ کے پیشاب کی شیشی لے کر اس کے پاس گئے۔ طبیب نے اس کا معائنہ کیا اور بڑی دیر تک دیکھتا رہا پھر مجھ سے کہا کہ مجھے یہ کسی عاشق کا پیشاب معلوم ہوتا ہے۔ جنید کہتے ہیں یہ سن کر میں بے ہوش ہو گیا۔ اور وہ شیشی مجھ سے گر گئی۔ حضرت شیخ کے پاس آ کر اس واقعہ سے آگاہ کیا تو آپ ہنس پڑے۔ پھر فرمایا کہ اللہ اسے برباد کرے۔ اس کی نگاہ کتنی دور رس ہے۔ تو میں نے اپنے مرشد سے پوچھا کہ کیا پیشاب سے بھی محبت معلوم ہو سکتی ہے۔ کہنے لگے ہاں! ہاں۔ اس واقعہ کو حضرت ابو حامد غزالیؒ نے بھی نقل کیا ہے (68)۔

جنید کہتے ہیں آپ کے مرض الموت میں ہم بیمار پرسی کے لئے گئے تو میں نے پوچھا آپ کیسے ہیں تو وہ یہ کہنے لگے۔

کیف اشکو الی طبیبی ما بی و الّذی بی اصابنی من طبیبی. میں اپنے طبیب سے کیسے شکوہ کروں کہ مجھے کیا تکلیف ہے۔ کیونکہ مجھے جو بھی تکلیف پہنچی ہے وہ طبیب سے پہنچی ہے (69)۔

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت شیخ معروف کرخی سے بھی منسوب ہے۔ واقعہ جو آگے آئے گا۔ لیکن آپ حیران ہوں گے کہ پیشاب کے اندر سے ہمارے اخلاقی آثار کیسے معلوم ہو سکتے ہیں اور یہ کوئی جسمانی اور طبعی معاملات سے تو ہے نہیں۔ جس سے ہمیں یہ واقعہ افسانہ لگتا ہے۔ آگاہ رہے کہ حضرت سری سقطی خود اظہار فرما رہے ہیں کہ مجھے مرض سے زیادہ اس طبیب نے تکلیف پہنچائی۔ یعنی میرا راز اس نے فاش کر دیا۔ جو دراصل عشق خداوندی کی کثیر مقدار کی موجودگی تھی۔ معاملہ کی حقیقت اولیاءِ کرام کو معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت سقطی نے بھی تصدیق کی یہ ان کے علمِ معرفت کا کمال ہے۔ دوسری طرف اس بات کی صداقت کی تصدیق موجودہ سائنسی علم نے بھی کی ہے۔ چنانچہ خبر ہے کہ لندن کی یونیورسٹی کالج آف لندن میں میڈیکل کے طلباء نے چھ مہینے کی مسلسل تحقیق کے بعد یہ رپورٹ سامنے لائی ہے کہ عشق میں مبتلا لوگوں میں ٹینوز

Marfat.com

ٹرون نامی ہارمونز جو کہ ایک کیمیائی مادہ ہے کی کمی واقع ہوتی ہے۔تفصیلات کے مطابق لندن آئی پی پی کے حوالے سے یونیورسٹی کالج آف لندن کے میڈیکل کے طلباء نے چھ مہینے کے دوران بارہ انسانی جوڑوں پر تحقیق کی اور ثابت کیا کہ عشق میں مبتلا مردوں میں ایک مخصوص کیمیائی مادہ جو کہ ٹینوزٹرون نامی ہارمونز سے جانا جاتا ہے، کی مقدار کم پائی جاتی ہے۔جس کی وجہ سے دماغ کے مخصوص حصے بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔جبکہ عورتوں میں اس ہارمونز کی مقدار کا اضافہ پایا گیا (70)۔

بشر بن الحارث الحافی

حضرت بشر بن الحارث الحافی" کشف مشاہدے اور ریاضتِ مجاہدے میں صاحبِ کمال تھے۔فضیل کا فیض مصاحبت پایا تھا۔اپنے خالو علی بن حشرم کے مرید تھے۔اصول وفروع کے بڑے جید عالم تھے۔ان کی توجہ کا قصہ یوں ہے کہ عالمِ مستی میں کہیں جارہے تھے۔راستے میں کاغذ کا ایک ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا نظر آیا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی۔بشر نے اس کاغذ کے ٹکڑے کو تعظیم کرتے ہوئے اٹھایا اس پر خوشبو لگا کر کسی پاک جگہ پر رکھ دیا۔اسی رات ہاتف غیبی نے اسے خواب میں کہا کہ خدا کے نام کو خوشبو لگانے والے، خدا نے تیرے نام کو دنیا وعقبیٰ دونوں میں خوشبودار کیا۔یہ خواب دیکھنے کے بعد بشر نے توبہ کی اور زہد اختیار کیا(71)۔

بہر حال ان کے کمالات کے باب میں بڑی فضیلت بیان ہوئی ہیں۔لیکن اکثر لکھنے والوں نے اُن کا تعلق اور خلافت کے بارے میں خاص بات نہیں لکھی۔تاہم علامہ ابن جوزی کی وہ روایت جس کو حضرت شیخ معروف کے بھتیجے یعقوب نے بیان کیا ہے۔اس میں بشر بن الحارث کے بھائی بنانے کے سلسلے میں استدعا کی گئی۔شیخ معروف نے ان کے بارے میں فرمایا کہ میں نے اسے بھی اپنا خلیفہ بنایا اور خدا کے امر کو پورا کیا۔اس روایت کی تفصیل امام الاولیاء سید الاوصیاء کے باب میں موجود ہے۔ممکن ہے یہ بیان مؤرخین کی نظر سے نہیں گزرا۔بہر حال بشر بن الحارث حضرت شیخ معروف سے شریعت وطریقت کے علوم سے ضرور فیض یاب ہوئے ہیں۔مؤرخین نے حضرت معروف کے شاگردوں میں ان کا نام لکھا ہے۔اور علامہ ابن جوزی نے ان سے حضرت شیخ معروف کے بارے میں بہت سی روایات نقل کی ہیں۔بشر کہتے تھے کہ مجھ سے ہمیشہ میرے خدا کی

Marfat.com

باتیں کیجئے۔

کہتے ہیں آپ نے فن حدیث پڑھ کر تمام کتابیں زمین میں دفن کردیں۔ اور کبھی کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ اور فرماتے تھے میں حدیث اس لئے بیان نہیں کرتا کہ مجھے نام آوری کی خواہش ہے اگر مجھ میں یہ عجب نہ ہوتا تو بیان کرتا۔

سید میر نور بخش لکھتے ہیں کہ بشر بن الحارث اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت سری سقطی سے بیعت، خرقہ، خط ارشاد اور حدیث کا سماع حاصل کیا۔ جبکہ انہوں نے اخذ بیعت، خرقہ اور خط ارشاد حضرت شیخ معروف سے بھی حاصل کیا تھا(72)۔

احمد بن حنبلؒ

حضرت احمد بن حنبل علم و فضل میں بے مثال تھے۔ اہلِ طریقت کا ہر طبقہ انہیں احترام سے یاد کرتا ہے۔ صوفیائے کرام کے قدیم مشائخ و صلحاء سے ان کی مصاحبت رہی۔ ذوالنون مصری، بشر حافی، سری سقطی جیسے اولیاءِ کرام سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ حضرت شیخ معروف سے علمِ حدیث کی روایات اور فیوضِ طریقت و عرفان حاصل کرتے رہے۔ ان کی بڑی عزت و تکریم کرتے تھے۔ ایسے ہی حضرت شیخ معروف بھی ان کا بڑا احترام کرتے اور بڑے پر تپاک انداز میں ملتے تھے۔ حضرت امام حنبلؒ حضرت شیخ معروف قدس اللہ سرّہٗ کو سننے کیلئے ہمیشہ بے تاب رہتے تھے۔ علامہ ابن جوزی نے مناقب میں کئی ایسی روایات مندرج کی ہیں جن میں احمد بن حنبل کی حضرت شیخ معروف کے ساتھ بڑی ارادت و عقیدت کا عندیہ ملتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل حضرت شیخ معروف کے سرچشمۂ فیوض سے سیراب ہوتے رہے۔ روایاتِ حدیث اور علومِ طریقت و حقیقت میں ان سے کمال حاصل کیا(73)۔

حضرت امام احمد بن حنبل کی دبستانِ فقہ ابھی منت پذیر تحقیق تھی تاہم یقین ہے کہ شعورِ تحقیق اور استنباط و استخراج میں عمل کا جذبہ حضرت شیخ معروف کی ہدایات کا نتیجہ ہے۔ یہ ضروری نہیں کیونکہ فقہی تقسیم کے وجود سے تقلید لازم آتی ہے۔ لیکن شیخ معروف خود اہلِ تحقیق ہو گزرے ہیں۔ اگر وہ مقلد ہوتے تو سب سے پہلے اپنے مرشد و مربّی آقائے ذی وقار حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا مقلد ہوتے یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہوتے۔ لیکن اس بات کا کہیں

Marfat.com

اشارہ تک نہیں ملتا۔ دوسری طرف ان کا عہد بنو عباس کا تھا۔ ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں حضرت امام احمد بن حنبل بنو عباس کے حامی رہے ہیں۔ چنانچہ امام احمد کے والد محمد بن حنبل بن ہلال اسی راہ میں مارے گئے (74)۔

شیخ معروف کو بنو عباس کی جماعت سے نفرت تھی۔ تاہم فقہ میں امام احمد کے استاد حضرت امام شافعیؒ کو شہرت تامہ حاصل تھی۔ ان کا فقہ مدون ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود شیخ معروف کو یقینی طور کسی فقہی امام کا مقلد نہیں کہہ سکتے۔ پروفیسر ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا خاندان جب بغداد آیا تو خلافتِ عباسیہ کی اشاعت اور حکومت میں سرگرم کارکن بن گیا اور پھر ان سے ان کا تعلق کبھی الگ نہ ہوا (75)۔

ان گذارشات سے امام صاحب کی سیاسی میدان کی وسعتوں کا علم بھی عیاں ہوتا ہے۔ آپ علم و فضل میں کمال دسترس رکھتے تھے۔ اس کے باوجود علامہ ابن الجوزی کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبلؒ حضرت شیخ معروف کے پاس مسائل پوچھنے کے لئے آیا کرتے تھے (76)۔ اس طرح آپ کے فیوضِ علم و حکمت سے اخذ مراد کرتے رہے۔

یحییٰ بن معین

ڈاکٹر عبداللہ طبقات المحدثین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن معین، ابوزکریا المری، الانباری اکابر رجال الحدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ ثقہ راویوں میں سے تھے۔ ورع میں مشہور تھے۔ ۱۵۸ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے ۲۳۳ھ میں وفات ہوئے۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہیں (77)۔

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں آپ مشہور صلحاءِ امّت میں سے تھے۔ حضرت شیخ معروف کی صحبت حاصل تھی اُن سے فیوضِ روحانی اور طریقت کے رموز پائے تھے (78)۔

کتبِ تصوف میں ابوزکریا یحییٰ بن معاذ رازی کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں لیکن یحییٰ بن معین کے بارے میں مزید معلومات فراہم نہ ہوسکیں، یقیناً شیخ معروف سے فیض پانے والی شخصیت اپنی حیات کے حسین آثار ضرور چھوڑ گئے ہوں گے۔

Marfat.com

محمد بن منصور طوسیؒ

محمد بن منصور طوسیؒ بغداد کے صوفیاء میں سے ہو گزرے ہیں۔ اور پایہ کے محدث تھے۔ آپ بڑے بڑے محدثین عثمان بن سعید دارمی، ابوالعباس مسروق اور ابو جعفر حداد جیسے علماء وصلحاء کے استاد تھے(79)۔

نورالدین جامی نے نفحات الانس میں، شیخ عطار نے تذکرہ اولیاء میں اور سید علی ہجویری نے کشف المحجوب میں ان کو منصور عمارؒ کے نام سے پکارا ہے اور سوانحی تفصیلات فراہم کی ہیں۔ آپ درجہ اور مرتبت میں بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے مگر اہلِ خراسان میں مقبولیت حاصل تھی۔ ان کا کلام نہایت درجہ حسین اور ان کا طرزِ بیان نہایت درجہ لطیف تھا۔ وعظ فرماتے تھے اور روایات، درایات، احکام، معاملات کے عالمِ متبحر تھے۔ بعض اہلِ تصوف ان کی تعریف میں بے حد مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں(80)۔

ابوسعید خزاز کہتے ہیں کہ میں شروع سے ہی ان سے ارادت رکھتا تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا اے بیٹے! اپنے ارادت کے مقام کو لازم پکڑو تا کہ ہر چیز کی خبر سے تمہیں آگاہی حاصل ہو(81)۔

حضرت منصور طوسی فرماتے ہیں پاک ہے وہ جس نے عارفوں کے دل محلِ ذکر، زاہدوں کے دل موضعِ توکل، متوکلوں کے دل منبعِ رضا، درویشوں کے دل جائے قناعت اور اہلِ دنیا کے دل محلِ طمع بنائے۔ یہ چیز قابلِ غور ہے کہ باری تعالیٰ نے ہر عضو کی اس کے حس اور فعل میں نسبت رکھی ہے۔ ہاتھوں میں پکڑنے کی قوت ہے، پاؤں میں چلنے کی، آنکھوں میں دیکھنے کی، کانوں میں سننے کی، زبان میں بولنے کی، ان سب کے وجود ظہور میں کچھ تفرقہ نہیں، دلوں کا منہاج الگ الگ ہے۔ جدا جدا ارادے، علیحدہ علیحدہ خواہشیں۔ ایک دل عفت کا مقام ہے، دوسرے میں بہ جز گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ ایک قناعت سے لبریز ہے۔ دوسرے میں صرف طمع ولالچ ہے۔ علی ہذا القیاس دل قدرتِ حق کا عجیب مظہر ہے (82)۔

آپ صاحبِ کرامات بزرگ تھے۔ مشائخ میں ان کا مقام بہت اونچا تھا۔ واقفِ طریقت وکاشفِ حقیقت تھے اور بے مثال واعظ تھے۔ اکثر صوفیاء نے آپ کی تعریف وتوصیف میں بیان لکھے ہیں۔ آپ دراصل عراق کے رہنے والے تھے۔ بعض آپ کو بصرہ کے رہنے والے بتاتے ہیں۔

Marfat.com

ابوجعفر الکربی

علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ ابوجعفر الکربیؒ حضرت شیخ معروف کے تلامیذ میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی کے اچھے تعلق داروں میں سے تھے۔ ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر، شعبہ دینیات جامعہ الازھر تاریخِ بغداد کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ حضرت جنید کا عراق کے ان علماء اور صوفیاء سے باقاعدہ تعلق قائم ہوا تھا۔ جو بغداد میں رہتے تھے۔ جن عراقی شیوخ کے ساتھ ان کا تعلق تھا ان میں سے ایک ابوجعفر الکربی بغدادی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں ان کا بغداد کے زاہد مرتاض لوگوں کی اکثریت پر اثر تھا۔ بغداد میں وہ اپنے پیوند لگے ہوئے کپڑوں کی وجہ سے مشہور تھے۔ کہتے ہیں مرنے سے پہلے انہوں نے وصیت کی جس میں انہوں نے اپنا وہ خرقہ اپنے ایک دوست کو مرحمت فرمایا۔ اس نے دیکھا کہ اس کپڑے میں اتنے پیوند لگے ہوئے تھے کہ صرف اس کی آستین کا وزن چھ سات کلو کے قریب تھا(84)۔

جامی لکھتے ہیں کہ آپ نے بڑے بڑے عرفاء مشائخ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور حضرت جنید کے قریبی ساتھی تھے۔ جعفر خلدی لکھتے ہیں جنید بغدادی کربی کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا جس روز اس کا انتقال ہوا۔ سر آسمان کی طرف کیا ہوا تھا۔ ابوجعفر نے کہا! یہ بڑی دور کی بات ہے کہ اپنا سر زمین کی طرف نیچے ڈالا اور کہا یہ بڑی دور کی بات ہے۔ یہ اس بات کی ترجمانی کر رہا تھا کہ اِنَّ الحق اقرب الٰی العبد من ان یشار الیہ فی وجھہ! یقیناً اللہ تعالیٰ بندے کی طرف اس کے چہرے کے اشارے سے بھی قریب ہے(85)۔

بہرحال حضرت شیخ معروف کا یہ شاگرد بڑی عظمتِ مقام کے مالک تھے۔ ان کی زندگی ان کے دوستوں اور شاگردوں کے لئے یقیناً ایک نمونہ ومثال کا کام دیتی ہے۔ ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر لکھتے ہیں۔ وہ اپنے مذہبی مجاہدہ و ریاضت، اپنی خواہشات کی تسخیر اور روح کے ایک صحیح عملِ تطہیر کی بدولت ایک صوفی کی حیثیت سے نہایت ہی بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔ غالباً حضرت جنید ابن الکربی کے فکر و نظر سے اتنے متاثر نہ ہوئے جتنا کہ ان کے عملی تصوف، ان کی عادات اور طرزِ زندگی سے(86)۔

شیخ ابوبکر القنطریؒ

علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ بغداد میں حضرت شیخ معروف کے شاگردوں میں ایک شیخ

Marfat.com

ابوبکر القنطر ی کا تذکرہ ملتا ہے۔ آپ کا پورا نام شیخ ابوبکر بن محمد بن مسلم عبدالرحمان القنطر ی ہے۔
ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر لکھتے ہیں کہ قنطری نے حضرت معروف کرخی، اور بشر بن الحارث الحافی کی صحبت پائی تھی۔ اور بغداد میں اپنے تقویٰ اور درویشانہ زندگی کی بدولت مشہور تھے۔ حضرت جنید اکثر القنطر ی کے ہاں جایا کرتے تھے (87)۔

لکھتے ہیں القنطر ی خلوت پسند اور کم گو آدمی تھے اور کافی نادار تھے اور سفیان ثوریؒ کا مجموعہ احادیث ایک نہایت ہی قلیل معاوضہ پر نقل کر کے اپنی گزر بسر کا سامان کرتے تھے۔ ۲۶۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان حضرات کے علاوہ حضرت شیخ معروف کرخی کے بہت سے شاگرد ہوں گے جنہوں نے آپ سے احادیث وروایات کی تعلیم حاصل کیں اور علم وعرفان کے بحر ذخار سے موتی سمیٹے۔
ابن الجوزی کے علاوہ بعض سیرت نگاروں اور تصوف پر لکھنے والوں نے بھی اظہار کیا ہے کہ حضرت شیخ معروف کے شاگردوں میں حضرت ابوحفص حداد، ذوالنون مصری، سری سقطی وغیرہ ہیں۔

حضرت شیخ معروف قدس اللہ سرّہٗ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے دینِ اسلام کی بڑی خدمات سرانجام دیں۔ ان کی یہ کوشش اور کئی فتنے فرو کرنے میں مددگار ثابت ہوئے۔ چونکہ دوسری صدی ہجری میں فلسفہ ومنطق اور ذہنی انتشار کا دور دورہ تھا۔ یہ سب لامرکزیت کو قلب اور روحانی طاقتوں سے دور کرتے ہوئے اجتہاد واستنباط کا شعور پیدا فرماتے رہے۔ اور علماءِ اسلام کو تحقیق اور اجتہاد کی راہ پر گامزن کرنے میں کامیابیاں حاصل کیں۔ اس سلسلے میں صوفیاء کرام نے بہت قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ دینِ اسلام اُن کی جہدِ مسلسل اور تحاریر وتقاریر اور تبلیغ واشاعت سے خوب پھلا پھولا۔ بغداد کے مدرسہ تصوف نے اس کارِ خیر کی فتوحات میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ اُن میں حضرت معروف کرخی، سری سقطی، جنید بغدادی، ابن الکربی، المحاسی، ابوحفص حداد، القنطر ی، یحییٰ بن معاذ رازی، اور یوسف بن حسین رحمھم اللہ اجمعین سر فہرست ہیں (88)۔

مکتب صوفیہ کی ہیئت

اسلامی تاریخ وسیر کی کتب بینی سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات رسول ﷺ میں جو طبقہ اہل صفہ کی شکل میں موجود تھا اس نے دین حق کو باطل سے خلط ملط ہونے سے بچائے رکھا۔

Marfat.com

آنحضور ﷺ کے روحانی فیوض اور معنوی برکات کی موجودگی میں دین ودنیا کی خوب آسودگیاں حاصل کیں۔شریعت اور طریقت کے علوم کی روشنی میں ریاضت ومجاہدوں کے روح پرور مشاغل کے ذریعے نفس وشیطان کے عوائق سے ہر کوئی بچا رہا۔مسلمان سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند متحد رہے جب لوگوں میں خواہشات کی دنیا آباد ہونے لگی صوفیاء کرام نے دین کے تحفظ کا اچھا انتظام کیا مگر یہ انتظام کسی مادی قسم کا نہیں تھا فقط تزکیہ نفس کا عمل تھا۔

علم تصوف ایک وسیع وعمیق سمندر ہے جس کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ کوئی کامل انسان ہی کرسکتا ہے۔اس مسلک صوفیہ کی ترویج وتعمیر میں دوسری صدی ہجری کے مسلمان اہل عرفان پیش پیش نظر آتے ہیں۔

مدرسہ بغداد کے مشاہیر اولیاء کرام نے اسلام کی حقیقی روح کو پھر سے زندہ کیا۔تصوف دراصل اسلام کی حقیقی روح ہے اور اسلام کا دوسرا خوبصورت نام ہے جس طرح اسلام کی بنیاد شریعت ہے۔تصوف اس کے عملی اظہار کا نام ہے۔تصوف اور صوفیہ کے معانی واشتقاق کی طرف ہر لکھنے والے نے خوب طبع آزمائی کی ہے لیکن ہم یہاں ان اختلافات اور اعتراضات کے الجھنوں میں نہیں پڑتے ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ صوفیہ ان پاکیزہ نفوس اولیاء ذوی الاحترام کا عملی اور اصلی پوشاک ہے۔مسلک تصوف کی تعمیر وترویج اور تعلیمات کو عام کرنے کی طرف توجہ دینے والی ہستیوں کے سوانح وسیر پڑھتے ہیں۔حضرت شیخ معروف کرخیؒ اور سری سقطی کا مقدس وجود نمایاں نظر آتا ہے۔جیسا کہ ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر طبقات اسلمی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

بغداد میں سری سقطی پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے تصوف کے ذریعے توحید کا درس عام کیا اور پہلے پہل حقیقت کا علم لوگوں کو سکھایا وہ اشارات (علم وعرفان) میں بھی اہل بغداد کے رہنما تھے۔

قشیری بتاتے ہیں کہ وہ زہد ورع، بلند فکر اور علم توحید میں یکتائے روزگار تھے۔(جنید بغداد ۴۲)

اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

سری سقطی کہا کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ حاصل ہوا سب حضرت شیخ معروف کرخی کی صحبت کا فیض ہے۔(جنید بغداد ۴۶)

مزید لکھتے ہیں کہ یہ امر قرین قیاس ہے کہ حضرت جنید نے یہ خیالات اور اصطلاحات سری سقطی سے اخذ کی ہیں اور انہوں نے معروف کرخی سے بہر صورت ہمیں معروف کرخی کے اقوال

Marfat.com

میں حق اور صدق کا کافی ذکر ملتا ہے اور یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ بغداد کے اندر معروف کرخی سری سقطی اور جنید پہلے اشخاص تھے جنہوں نے حقائق کے بارے میں گفتگو کی۔ (جنید بغداد ۴۷)

حضرت معروف کرخی مدرسہ صوفیہ بغداد کے اولین معلم ہیں۔ آپ وہ ہستی ہیں جو تصوف کو عرب اور عجم کے تقسیم سے منزہ رکھتی ہے۔ آپ کرخ بغداد سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے کتاب میں آپ کے ابتدائی حالات میں واضح کیا ہے لیکن کتاب جنید بغداد ۴۶ پر حضرت معروف کرخی کو ایرانی نژاد قرار دیا گیا ہے۔ تاہم حضرت معروف مدرسہ صوفیہ بغداد کے معلم ہونے میں کوئی شک تردد نہیں ہے۔ آپ نے زندگی کا آغاز بغداد سے اور عملی زندگی کا عروج طوس ایران سے کیا ہے۔ اس طرح آپ راہ تصوف میں عرب اور عجم کے سنگم پر کھڑے نظر آتے ہیں۔

مدرسہ بغداد کا پہلا معلم:

قشیری لکھتے ہیں کہ:

حضرت شیخ معروف مدرسہ صوفیہ بغداد کے صدر معلم تھے اور آپ کا مسلک صوفیہ تھا۔ آپ قدمائے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں ان کے علاوہ بغداد کے پیش رو مشائخ کی فہرست میں سقطی، جنید بغدادی، ابوعبداللہ الحارث ابن اسد الحاسبی، امام احمد بن حنبل، ابوجعفر محمد طوسی، ابوجعفر الکربنی بغداد کی شیخ ابوبکر محمد بن مسلم، عبدالرحمٰن القطریؒ ابوحفص عمر بن سلمی الحداد نیشاپوری، ابوجعفر یحییٰ بن حصاف رازی، طیفور بن عیسیٰ المعروف بایزید بسطامی ابو یعقوب یوسف بن حسین ابن علی الرازی کے نام آتے ہیں لیکن ان سب کا استاد اور شیخ سقطی تھے اور حضرت سقطی کا مرشد اور استاد حضرت شیخ معروف کرخیؒ ہیں۔ اس طرح معروف کرخی اپنی نظریاتی حصار میں صوفیانہ تعلیمات کا مرکز ومنبع اور رئیس المشائخ ہیں اور وہ حضرت امام علی رضا کے فیضان سے اس منزل کو پہنچے۔ ان کے بعد جن اولیاء کرام کا تعلق تصوف اور مسلک صوفیہ سے ہے ان میں سے اکثر بزرگوں نے تقلید پر تحقیق کو ترجیح دی۔ اسلام کے ساتھ حقیقی رشتہ قائم کرنے کے لیے تصوف کا مسلک اختیار کیا اور دین ودنیا میں بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ علم وفضل میں بڑا نام پیدا کیا ان کا عالم اسلام میں آج بھی عزت وتعظیم کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔

شہر بغداد کے تہذیبی انقلابات کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا تیسری صدی ہجری سے لے

Marfat.com

کرنویں صدی ہجری کے درمیان کئی تحریکوں نے سر اٹھایا۔تاریخ شاہد ہے۔اسلامی کازنے یہاں کئی ارتقائی مراحل طے کیئے۔اجتماعی،اقتصادی،سیاسی اور روحانی وغیرہ سے علاقے خوب متاثر ہوئے۔یہاں گوناگوں تعلقات کے تہذیبی و ثقافتی اثرات نے بڑی تیزی سے اثر انگیزی دکھائی اور قریہ قریہ اور منزل بہ منزل علمی وفنی رجحانات نے درخشاں کارنامے انجام دیئے۔الہیات، فروعات،ادب ولسانیات تاریخ اور فلسفے کے میدانوں میں نمایاں خدمات انجام پائیں۔

ابومحاسن کی النجوم الزاہرہ کے حوالے سے ڈاکٹر علی حسن لکھتے ہیں کہ مذہب کے دائرے میں ایک جدید تحریک سامنے آئی اور وہ تھی بغداد کا مدرسہ تصوف یہ عراقی مدرسہ اپنی ابتداء ہی سے کچھ ایسی خصوصیات کا حامل تھا جو اسے تمام دوسرے مدارس سے ممیز کرتی تھیں۔

بغداد شہر جو اہل عرفان وتصوف کا مرکز اور گڑھ تھا وہاں بہت سارے مشائخ تصوف کی آخری آرامگاہیں ہیں،ان میں سے حضرت شیخ معروف کرخی،حضرت شیخ جنید بغدادی،حضرت شیخ شبلی،حضرت بشر حافی،حضرت حسین منصور،حضرت شیخ بہلول دانا،حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی،حضرت شیخ حارث محاسبی،حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی،شیخ نجم الدین کبریٰ،حضرت شیخ سری سقطی،حضرت نجم الدین رازی،حضرت شیخ احمد مروق،حضرت شیخ داؤد طائی،ابوالحسن الحضرم وغیرہ کے علاوہ دیگر علماء،فضلاء فقہا اور آئمہ عظام کے آستانے موجود ہیں۔

(ریاض السیاحہ بستان السیاحہ ۱۴۶)

بغداد اگرچہ حوادثات زمانہ سے بار بار دو چار ہوتا رہا کئی طرح کے فتنوں نے جنم لیا۔شہر کو نذر آتش تک کیا گیا لیکن سماجی اور روحانی طبقوں نے بغداد میں جنت ارضی بسانے کی مثال قائم کر کے اس شہر کو علم وہنرفن وثقافت،تہذیب وتمدن اور تصوف وعرفان کا گہوارہ بنادیا چنانچہ بغداد کا یہ صوفی مدرسہ ان وقتوں میں نہایت اہم قرار دیا جاتا تھا اور نہ صرف معاصر اسلامی افکار پر اس کے اثرات بہت گہرے تھے بلکہ تمام صوفیہ پر آج کے زمانے تک اس کے اثرات واضح طور پر مرتب ہوتے رہے۔اس مدرسے نے خدا اور انسان کے بارے میں از سرنو بحث واستبصار کا دروازہ کھولا۔ذاتی تجربے کی خوب اہمیت جتائی اور یوں ہر اس روایتی تصور کی چولہیں ہلا ڈالیں جو اس وقت تک مسلمہ سمجھا جاتا تھا لیکن روایتی تصورات کو متزلزل کرنے کے ساتھ اس نے اسلامی روایات کو ایک نئی زندگی اور نیا آہنگ بھی عطا کیا اور انہیں عام سطح سے اٹھا کر نئی اخلاقی تخیلاتی

Marfat.com

بلندیوں پر پہنچا دیا۔ یہ بغدادی مدرسہ تصوف تھا جس نے اخلاقی معیارات اور مسلمانوں کی دینی روح کے ظاہری اور اندرونی جذبات کو بلندترین رفعتوں پر فائز کیا تھا (جنید بغداد ۱۷)۔

حضرت شیخ معروف کرخی اپنے روح پرور عمل عبادات میں مشغول رہے اور امام و مرشد کی خدمات کرتے رہے۔ مگر حیرت یہ ہے کہ ان اوصاف کے باوجود کوئی تالیف یادگار نہ چھوڑ سکے۔

مدرسہ بغداد کا دوسرا معلم

بغداد کے مدرسہ صوفیہ کا دوسرا معلم حضرت شیخ سری سقطی تھے آپ نے علوم شریعت و طریقت کے فیوض حضرت شیخ معروف کرخی سے ہی پائے تھے۔ اس طرح وہ حضرت معروف کا شاگرد، مرید اور خلیفہ مجاز بھی تھے۔ تصوف کی تعلیمات عام کرنے میں زندگی صرف کی۔ آپ نے اپنے گھر کو مرکز فیوض و علوم بنایا تھا۔ ہم ان بزرگان دین کے اسماء گرامی تحریر کرتے ہیں جنہوں نے سقطی کے در فیوض سے شریعت اور طریقت کا علم حاصل کیا اور معرفت الٰہی کے علمبردار اور مکتب صوفیہ کے مشاہیر مشائخ میں شامل ہو گئے۔ ان میں سب سے پہلے سقطی کا اپنے بھانجے حضرت شیخ جنید بغدادی کا نام نامی قابل ذکر ہے۔ سری تمام بغدادیوں کا شیخ تھے بلکہ آپ جملہ مشائخ صوفیہ کے استاد ہیں۔ طبقہ ثانیہ کے مشائع عظام نے آپ کے علمی و روحانی سرچشمے سے فیوض و برکات کے جام بھرے اور وقت کے مقربین کے درجات پر فائز ہو گئے۔

آپ کے شاگردوں میں حضرت جنید بغدادی کے علاوہ حضرت شیخ النوری، حضرت ابن مسروق الطّوسی، حضرت ابراہیم المخزومی اور العباس الشکلی جیسے مشاہیر متصوف کے نام آتے ہیں۔

ڈاکٹر علی حسن لکھتے ہیں:

حکیم یونان سقراط کی طرح سری سقطی نے بھی اپنی کوئی تحریر پیچھے نہیں چھوڑی ان کے اقوال کا بیشتر حصہ ہمیں جنید بغدادی کے واسطہ سے پہنچا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض اوقات جنید نے اپنے ہی مطالب سری کی زبان سے ادا کیے ہوں۔ اس امر کے پیش نظر کہ جنید پر سری سقطی کا اثر بہت گہرا تھا۔ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت جنید کے بغیر ہم سری سقطی کی اہمیت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتے ہیں۔ سری اور جنید کے باہمی تعلق کی تصویر اگر ہم کھینچنا چاہیں تو ہم انہیں سقراط اور افلاطون سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ حضرت جنید نے تصوف کا باقاعدہ نظام مرتب کیا اور اسے

Marfat.com

باقاعدہ تحریر میں لے آئے۔ سقطی تصوف کے مسائل پر تقریباً افلاطونی مکالمہ کے انداز میں صرف زبانی اظہار خیال کرتے رہے۔ وہ بحث چھیڑتے، سوالات کرتے اور اپنے حلقہ میں مسائل کا فہم و شعور پیدا کرتے۔ کوئی شک نہیں کہ وہ ایک علمی اور عملی صوفی تھے۔ اس بناء پر ہم سقطی کو تصوف کے بغدادی سکول کا بانی مان سکتے ہیں۔ یہ سکول شام اور خراسان کے معاصر مدرسہ ہائے تصوف سے کچھ مختلف تھا۔ (جنید بغداد ۴۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں سری سقطی جنید کو جو تعلیم دیتے تھے وہ عموماً بحث کی شکل میں ہوا کرتی تھی۔ سقطی ان کے ساتھ کسی مسئلہ پر بحث کرتے اور پھر جنید سے اسی طرح سوالات کرتے جس طرح سقراط اپنے شاگردوں سے سوالات کیا کرتا تھا۔ جنید اس بارے میں کہتے ہیں۔ جب بھی سری سقطی چاہتے ہیں کہ میں ان کی تعلیم سے کچھ اخذ کروں تو وہ مجھ پر سوالات کرتے ہیں۔

(بحوالہ رسالہ قشیری)

مدرسہ صوفیہ بغداد کا طرۂ امتیاز اس کے اشارات نیز مدارج تصوف اور مقام صوفی کے موضوعات پر ان کی بحثیں تھیں۔ اس سکول کے ممتاز افراد کو اسی لیے ''ارباب توحید'' کا لقب دیا جاتا ہے اور ان کے نمونے ہمیں جنید، النوری اور السقطی میں دکھائی دیتے ہیں۔ اس اسکول کی ایک اور خاص صفت اس وجہ سے ہے کہ اہل عراق یوں بھی اپنی فصاحت و بلاغت میں مشہور تھے۔ اس بارے میں حضرت جنید کا ایک قول ہے کہ شام میں بہادری اور اولوالعزمی ہے۔ عراق میں فصاحت و بلاغت اور خراسان میں وفا و اخلاص ملتا ہے (رسالہ قشیری)۔

کہا جاتا ہے کہ سقطی نے اپنے زمانے کے ممتاز محدثین مثلاً الفضیل، ہیثم، ابن عباس، یزید بن ہارون، سفیان بن عینیہ اور دوسرے لوگوں سے حدیث سنی تھی جس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے وقت کی باقاعدہ مدرسی تربیت کے فوائد حاصل تھے اور یہ کہ ان کا مرتبہ اس وقت کی تعلیمی دنیا میں کوئی انجانی چیز نہیں تھی۔ اس اعتبار سے ان کے تصوف کی بنیاد درسی تعلیم پر تھی اور قرآن حکیم کی عملی اور درسی تعلیم کی مطابقت میں ہی اس نے نشوونما پائی تھی۔ دراصل تصوف کے اس موضوع کا سربستہ راز اور فلسفیانہ مزاج ہی صرف ایک ایسی چیز تھی جو اسلام میں نئی تھی۔ اس کے نتائج اخذ کرنے کا طریق نیا تھا۔ (جنید بغداد ۴۶)

جناب خان آصف صاحب لکھتے ہیں کہ علم حدیث اور فقہ حاصل کرنے کے بارے میں خود

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ یہ بھی میرے ماموں کی محبت اور التفات کا نتیجہ ہے کہ میں ان علوم کی طرف متوجہ ہوا۔ اگر سری سقطی میری رہنمائی نہ فرماتے تو میں حدیث اور فقہ سے نا آشنا رہ جاتا اور مروجہ تصوف کی پر پیچ گلیوں میں ساری زندگی بھٹکتا رہتا۔ میں ایک دن سقطیؒ کی خدمت میں حاضر تھا اچانک ماموں مجھ سے مخاطب ہوئے اور نہایت جذب کے لہجے میں فرمایا کہ:

جنید میں حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں ایسا محدث بنائے جو علم تصوف سے بھی آگاہ ہو مگر ایسا صوفی نہ بنائے جو علم حدیث سے بھی آشنا ہو۔ سقطی کے اس قول کی وضاحت یہ ہے کہ آپ حدیث وفقہ کے علم کو اولیت دیتے تھے۔

جنید فرماتے ہیں۔ میں نے ساری زندگی اپنے محترم ماموں کی اس نصیحت کو پیش نظر رکھا اور سب سے پہلے حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا بعد میں حضرت ابوعبداللہ حارث محاسبیؒ کی صحبت حاصل کی اور یہی میری کامیابی کا راز ہے۔ علم تصوف کو قرآن وسنت کے تابع رہنا چاہیے (اللہ کے سفیر ۱۵)

جنید فرماتے ہیں میں حدیث اور فقہ میں (صاحب) سند کا درجہ حاصل کرنے کے بعد حضرت سری سقطی سے عرض کی کہ اب مجھے کیا حکم ہے؟

حضرت سری سقطی نے فرمایا کہ تم شیخ ابوعبداللہ حارث محاسبیؒ کی خدمت میں حاضری دو اور ہدایت کی ان سے تصوف کی تعلیم حاصل کرو۔ (اللہ کے سفیر ۱۶)

حضرت سری سقطی کے طرز تعلیم کے بارے میں جنید فرماتے ہیں کہ حضرت سری سقطی کے روحانی اسباق بہت سادہ نظر آتے ہیں مگر ان کی گہرائی کو سمجھ کر عمل پیرا ہونا دشوار ہے۔ حضرت جنید بغدادی نے پیرومرشد کے درس کو بغور سنا اور اس پر سختی کے ساتھ عمل کیا۔ یہاں تک کہ آپ پر معرفت کے عجیب عجیب اسرار منکشف ہونے لگے۔ (اللہ کے سفیر ۱۸)

مدرسہ بغداد کے مشاہیر وصوفیوں میں حضرت ابوسعید الخراز، حضرت شیخ ابن عطار الاعظمی، حضرت شیخ ردیم، ابوحمزہ، محمد ابراہیم بغدادی، ابوعبداللہ عمر بن عثمان المکی، ابوالحسن محمد ابن اسماعیل، ابوبکر نساج، ابواحمد مصعب، القلانیسی، ابوالحسن سمنون، ابوالعباس احمد ابن محمد ابن مسروق، ابویوسف الحذاد الکبیر جیسی اہم شخصیات حضرت شیخ سری سقطی کے تلامذہ میں شمار ہوتی ہیں۔

علاوہ ازیں مدرسہ بغداد کے فضلاء کی فہرست میں الجریری، شبلی اور حسین ابن منصور حلاج

Marfat.com

جیسے مشاہیر کے نام ملتے ہیں۔مگر مدرسہ بغداد کا وجود تصوف کے ارتقائی مراحل کے وسط میں ہونا ثابت ہے یعنی یہ پہلی صدی ہجری سے لے کر دوسری صدی ہجری تک کے حلقہ صوفیہ میں مروج تصوف سے ہم آہنگ نظر آتا ہے لیکن مدرسہ بغداد کے اندر معروف کرخی سری سقطی اور جنید بغداد کا وجود صدر نشین لگتا ہے۔حضرت سری سقطی کا طرز تعلیم اور انداز بیان نہایت سادہ مؤثر اور دلکش تھا۔(اللہ کے سفیر ص۲)

مدرسہ بغداد کا تیسرا معلم

اب تک ہم نے جن اسماء گرامی کو مندرجات بالا میں شامل کیا ہے وہ سب کے سب مدرسہ بغداد کے سربرآوردہ شخصیات ہیں اور حضرت جنید کو ان معاصرین زمانہ پر بڑی فوقیت حاصل تھی۔ آپ کو تصوف میں شیخ معروف کرخی اور حضرت سری سقطی کے بعد اونچا مقام حاصل تھا۔جنید کی عالی شان حیثیت نے اہل تصوف کو ایک نئ تحریک اور نئے انقلاب کا راستہ دکھا دیا۔وہ اپنے دور کے اعلیٰ پائے کے صوفی تھے۔حضرت جنید کے شاگردوں اور ان کے ہم عصر بزرگوں نے مدرسہ بغداد کا نام اوج ثریا تک پہنچا دیا بلکہ اسلامی معاشرے میں موجود تمام علمی ذہنی ،معاشرتی ،سیاسی اور اجتماعی جمود کو فروغ تازہ سے باخبر کر دیا اور نمود حیات کا مظہر بنا دیا۔حضرت جنید کا خاندانی نام تو جنید بن محمد تھا کنیت القاسم تھی۔آپ نے فقہ کی تعلیم حضرت ابوثور سے حاصل کی۔تصوف کے رموز ونکات حضرت حارث محاسبی سے سیکھے اور خرقہ خلافت مشہور صوفی بزرگ حضرت سری سقطی سے حاصل کیا جو آپ کا حقیقی ماموں بھی تھے(اللہ کے سفیر ۵)۔

حضرت شیخ عطار لکھتے ہیں کہ:

حضرت جنید بغدادیؒ واقف طریقت ، ماہر شریعت چشمہء انوار الٰہی منبع فیوض لامتناہی تھے۔آپ تمام امور کے ماہر تھے۔اس زمانہ کے لوگوں نے آپ کو شیخ الشیوخ زاہد کامل عالم عامل اور عارف ماہر مان لیا تھا، سب آپ کے مداح تھے ۔آپ کو لوگ سید الطائفہ (صوفیوں کے سردار) لسان القوم، طاؤس العلماء اور سلطان المحققین کے القاب سے یاد کرتے تھے۔

(تذکرۃ الاولیا ۲۴۲)

ڈاکٹر علی حسن تاریخ بغداد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ابوالقاسم جنید ابن محمد ابن الجنید

Marfat.com

الخزاز القواریری اگر چہ بغداد ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی لیکن ان کے آباؤ اجداد ایران میں صوبہ جبال کے شہر نہاوند کے رہنے والے تھے (جنید بغداد ۳۱)۔

آپ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں علماء اہل قلم کا شدید اختلاف پایا جاتا ہے لیکن حضرت میر سید محمد نوربخش آپ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ حضرت جنید صوفیائے کرام کی جماعت کے سردار ہیں۔ القاسم جنید ابن محمد الزجاج ہیں آپ بغداد میں ۲۰۷ ہجری میں پیدا ہوئے ۔آپ اصل میں ملک ایران کے مقام نہاوند سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کے آباؤ اجداد شیشہ گری اور بوتل سازی کا کام کرتے تھے۔آپ ریشمی کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت جنید نے تعلیم وتربیت مکمل کرنے سے پہلے اپنی توجہ تصوف کی طرف مبذول کی اور حارث المحاسبی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا (جنید بغداد ۳۳)۔

تاریخ بغداد کے حوالے سے ڈاکٹر علی حسن لکھتے ہیں کہ متکلمین نے حضرت جنید کو دیکھا اور ان کی تعریف کی تھی کہا جاتا ہے کہ ابوالقاسم نے جو ایک نمایاں معتزلی تھے نے بیان کیا کہ میں نے بغداد میں ایک شیخ کو دیکھا کہ جنید کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔میری آنکھوں نے ان کا مثیل آج تک نہیں دیکھا۔اہل قلم ان کے یہاں اسلوب اظہار سیکھنے کے لیے آتے ہیں۔فلاسفہ ان کے پاس ان کے گہرے خیالات سے استفادہ کرنے آتے ہیں۔شعراء کو ان کے یہاں تصورات ملتے ہیں۔علوم دینیہ کے ماہران کے درس کے مضامین سے کسب فیض کرتے ہیں اور ان کی گفتگو کی سطح بلحاظ شعور اور ادراک علمیت اور بلاغت ان سب کی سطح سے بلند ہوتی ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب ابومحمد بن کلاب نے عبداللہ بن سعید العطان سے تمام دوسرے فرقوں کی تردید میں اپنی کتاب مکمل کروالی تو اس نے دریافت کیا۔کیا کوئی دوسرا فرقہ ایسا ہے جس کی تردید مجھ سے رہ گئی ہو؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں صوفیہ کا فرقہ اس نے پوچھا ان کا رہنما کون ہے؟ لوگوں نے کہا! جنید اور سری۔اس پر ابن کلاب جنید کے پاس گیا اور ان کے عقائد کے بارے میں ان سے کچھ سوالات کیے اور جب ان کے خیالات سنے تو ابومحمد کلاب حضرت جنید کے حلقہ درس میں شامل ہوا (جنید بغداد ۳۸)۔

آپ کے علمی اور شخصی کمالات کے بیان میں حضرت سید محمد نوربخش رقمطراز ہیں کہ:

آپ بڑے ذہین اور ہونہار تھے۔اپنے ماموں سری سقطی کے ساتھ سات سال کی عمر میں

Marfat.com

(پہلا) حج کیا اور آپ نے علم اور فقہ کی تعلیم ابوثور کلبی، ابراہیم بن خالد یمان سے حاصل کی جب آپ بیس سال کے ہوئے تو آپ عالم کامل تھے۔ لوگوں کو فتوی دیتے اور لوگوں کا مرجع بن گئے (مشجر الاولیاء ج۲ص۱۲)۔

حضرت سید علی ہجویری لکھتے ہیں کہ حضرت جنید تمام اہل ظاہر اور اہل باطن دونوں میں مقبول تھے۔ فنون علم، اصول، فروغ اور معاملات میں کامل تھے۔ ابوثور کے مصاحبوں میں شامل تھے عالی کلام اور بلند احوال تھے تمام اہل تصوف آپ کو امام طریقت تسلیم کرتے ہیں اور کسی مدعی یا متصوف کو اس پر اعتراض نہیں (کشف المحجوب ۲۰۷)۔

حضرت شیخ عطار لکھتے ہیں۔ آپ کا مسلک اکثر صوفیہ نے اختیار کیا۔ (تذکرہ ۲۴۳)

اس سے یقین ہوتا ہے آپ کا مسلک صوفیہ تھا اور اسی مسلک میں وقت کا امام اور صاحب روش تھا جو دوسرے تمام فرق میں بھی آپ کو امتیازی مقام حاصل تھا اور سید الطائفہ تھے چنانچہ حضرت میر محمد نور بخش رقم طراز ہیں کہ آپ صلحاء اور طریقہ الی اللہ کے شیوخ کی صحبت میں رہتے مثلاً اپنے ماموں سری سقطی، حارث المحاسبی اور محمد بن علی القصاب بغدادی جیسے بزرگوں کے پاس رہتے اور آپ ظاہری اور باطنی علوم میں جہاں تک پہنچے اس سے ظاہر ہے آپ صوفیاء کے آئمہ کبار میں سے ہوئے صوفیا کے تمام طریقوں کا اکثر سلسلہ آپ ہی تک پہنچتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کو سید الطائفہ کا خطاب دیا گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تصوف کی اکثر جماعتیں اور ان کا سلسلہ حضرت جنید بغدادی تک منتہی ہوتا ہے (مشجرہ الاولیاء ج ۲ ص ۱۲۷) چنانچہ آپ کا سلسلہ تصوف زیادہ طاقتور اور کامل ترین بھی ہے اس لیے آپ کا سلسلہ تصوف ام السلاسل صوفیہ کہلاتا ہے جو عرفانی میدان میں اولیاء کا سنگم اور علم و حکمت میں قرآن و سنت کا مظہر ہے۔

جنید اور طائفہ بغداد

اس میں کوئی شک نہیں کہ بغداد اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھا جہاں سے ہر قسم کے علمی، فنی، سیاسی، سماجی، اقتصادی اور روحانی رجال پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنے زمانہ میں کمال شہرت کی منزلوں تک رسائی حاصل کی۔ ان میں سے بعض نے علم سیاست و اقتصادیات میں، بعض نے فنون سپاہ گری و شہسواری میں، بعض نے خلافت و ملوکیت کے زمام سنبھال رکھنے میں،

Marfat.com

بعض نے تاریخ وعمرانیات میں، بعض نے تصوف وروحانیات میں عظیم کارنامے یادگار چھوڑے ہیں۔اوران میں سے بعض رجالِ حدیث کے، بعض فقہ اوراصول کے، بعض تصوف وروحانیات کے امام گزرے ہیں۔

ہم تصوف اور بغداد کے اُن رجالِ تصوف کو جاننا چاہیں گے جن کی بدولت روحانیات کے میدان میں سفر کرنے والوں کو بڑی رہنمائی ملی۔اسلامی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بغداد کا مدرسۂ تصوف تیسری صدی ہجری میں عروج پر تھا۔تصوف کے بڑے بڑے اولیاءِ کرام بغداد اوراس کے مضافات میں اپنی روحانی اور عرفانی قوت آزمارہے تھے۔لوگوں کواپنے روح پرور مواعظ وارشادات سے اپنا گرویدہ بنارہے تھے۔ان اولیاءِ کرام،متصوفین عظام کی سربرآوردہ شخصیتیں حضرت جنیداوران کے ماموں حضرت سری سقطی اور محاسبی جیسے عابدوزاہدلوگ ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان بزرگوں نے تصوف اورروحانیات کا فلسفہ کہاں سے حاصل کیا۔ان کا مرجع اور منبع کہاں ہے؟اسے معلوم کرنے کے لئے آیئے تاریخ کےاوراق چھانٹتے ہیں۔

معروف شیعی مؤرخ، ماہرعمرانیات اور محدث شیخ عباس قمی لکھتے ہیں۔مشہور ہے کہ طریقت کے سلسلہ کا رأس اور رئیس حضرت شیخ معروف کرخی ہے۔اس کا طریقہ سری سقطی تک پھران سے جنید تک ان سے شبلی تک پہنچتا ہے۔اس میں کوئی تردّد کی بات نہیں کہ جنید بغدادی نے سری سقطی سے اورسری سقطی نے حضرت شیخ معروف کرخی سے سب کچھ حاصل کیا۔جیسا کہ خود سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ حضرت شیخ معروف کرخی کے طفیل سے حاصل ہوا(89)۔

جیسا کہ آپ کی تربیت وتعلیم کی ذیل میں پڑھ چکے ہیں کہ مدرسہ بغداد کے صدرنشین اولیاءِ کرام نہایت جلال ووقاراورعلم وفضل کے حامل لگتے ہیں۔مسندِ ارشاد کے عرش پر متمکن نظر آتے ہیں وہ حضرت جنیدوسری سقطی اور پھران کے وہ عظیم استاد ہیں جن کے طفیل سے تصوف وعرفان کی دبستانِ علم وعمل فلسفۂ توحیدوخشیتِ الٰہی سے معمور بن گئی۔ان ذواتِ مقدسات کے ذریعےاسلامی تصوف نے ارتقائی منزلیں طے کی۔حقیقت یہ ہے قرونِ اولیٰ میں اسلام ایک سیدھا سادہ مذہب تھا۔جسے لوگ اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھتے تھے۔لوگوں کے دلوں میں خداخوفی،ایمان، اورایقان کا جذبہ موجزن تھا۔دین وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مطہر سے سن چکے تھے۔ان کی

Marfat.com

تعلیمات کو دروس ومحافل کی ایمان افروز فضاؤں میں دلوں پر نقش کر چکے تھے۔لیکن پہلی صدی ہجری گزرنے کے بعد لوگوں کی زندگیوں میں نفسانی جذبات نے عروج پایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقیرانہ زندگی کی کثرت عبادات، ذکر وفکر، خدا خوفی اور پارسائی کی روشنیاں ماند پڑ چکی تھیں۔ لوگوں کے مزاج میں کافی تبدیلی رونما ہوگئی تھی۔مسلمانوں کے باہمی نزاع اور اختلافات کے عفریت نے سر اٹھالیا تھا۔فتوحات کی وسعت، دولت کی چکاچوند، ریل پیل نے اسلامی اخلاق وعادات میں نفسانفسی کا طوفان بپا کر دیا تھا۔

ان حالات میں مدرسہ بغداد نے بڑی تیزی سے ایسے مجاہدوں کی روحانی فوج تیار کرلی، جن کے ذریعے اطرافِ عالم دورِ رسالت کی ضیا پاشیوں سے پھر سے فیض یاب ہونے لگے۔اور شیخ معروف کے روحانی ورثے کو انسانی نسل کے پاکیزہ نفوس میں منتقل کرنے لگے۔بغداد کا مدرسہ تصوف جنید بغدادی کی روحانی قوتوں کی مرہونِ منت تھا۔اس مدرسہ کی بنیادوں میں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی کو اولیت حاصل ہے۔اس لئے حضرت جنید فرماتے ہیں۔میں سات سال کا تھا۔اپنے ماموں سقطی کے سامنے کھیل رہا تھا ان کے پاس کچھ لوگ بیٹھے آپ سے ''شکر'' کے بارے میں تبادلۂ خیال کر رہے تھے۔یکا یک میرے ماموں نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا ارے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے شکر سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا شکر سے یہ مراد ہے کہ انسان اس خدا کی نافرمانی نہ کرے، جو اتنے انعامات سے اس کو نوازتا ہے۔اس پر میرے ماموں بولے بہت ممکن ہے کہ خدا کی طرف سے تمہیں جو عطیہ ملا ہے۔وہ تیری زبان ہی ہو۔جنید کہتے ہیں اب بھی جب میں اپنے ماموں کی اس بات پر غور کرتا ہوں تو میری آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں (90)۔

حضرت سری سقطی اپنے زہد اور ورع میں بہت مشہور تھے۔السلمی بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں سری پہلے شخص تھے۔جنہوں نے تصوف کے ذریعے توحید کا درس عام کیا۔اور پہلے پہل حقیقت کا علم لوگوں کو سکھایا۔وہ اشارات میں بھی اہلِ بغداد کے رہنما تھے۔قشیری بتاتے ہیں کہ وہ زہد وورع، بلندی فکر اور علمِ توحید میں یکتائے روزگار تھے۔ان کے شاگردوں میں جنید کے علاوہ النوری، ابن مسروق، الطوسی، محمد بن فضل السقطی، ابراہیم المخرمی اور العباس الشکلی تھے (91)۔

حضرت سری سقطی حضرت جنید کے مرتبہ سے بخوبی آگاہ تھے جس کا ثبوت اس روایت سے ملتا ہے۔ایک دن حضرت سری سے پوچھا گیا۔کیا ایک مرید کا مرتبہ اس کے مرشدِ روحانی سے بلند ہو

Marfat.com

سکتا ہے؟ کہنے لگے، ہاں اور اس کا واضح ثبوت بھی موجود ہے۔ جنید کا مرتبہ مجھ سے بلند ہے (92)۔

اسلامی تصوف کے بغدادی مدرسہ کا بانی سری سقطی ہیں۔ جن کے روح رسا ذہن میں حضرت شیخ معروف قدس اللہ سرہٗ کے درخشاں روحانی اثرات نقش ہو چکے تھے۔ چونکہ آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے جو کچھ حاصل ہوا ہے۔ سب معروف کی صحبت کا فیض ہے۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت معروف نے یہ علم حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے دریفوض سے دربانی کرتے ہوئے حاصل کیا۔ اس فصلِ پُر بہار میں امام علی رضا ہو، معروف ہو، سری سقطی ہو یا جنید بغدادی ہو، سبھی گل ہائے چمن ہیں۔ یہی فضائے تصوف وروحانیت کے آسمان کے درخشاں آفتاب و ماہتاب ہیں۔ جن کی تعلیمات کا مرکز ومنبع اور مرجع علومِ طریقت مرتضوی و شریعتِ مصطفوی ہیں۔

حضرت سید علی ہجویری لکھتے ہیں کہ اس مکتبۂ تصوف کے لوگ ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی کا اتباع کرتے ہیں۔ جنید اپنے زمانہ میں طاؤس العلماء مشہور تھے۔ اس طائفہ کے سردار تھے۔ اور اماموں کے امام (93)۔

آپ کے شاگردوں کی ایک لمبی فہرست موجود ہے جس کی وجہ سے آپ کو سید الطائفہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اصل ارادت تو اپنے ماموں سری سقطی سے درست رکھی مگر حارث محاسبی اور محمد قصاب کی بھی صحبت حاصل تھی۔ آپ کے شاگردوں میں ابوسعید خزاز، ابوالحسن نوری، ابوعلی رودباری، ابوبکر شبلی، روہم بن احمد، عمرو بن عثمان مکی، زیاد الکبیر ہمدانی، ابوبکر کسائی دینوری، ابومحمد جریری، غیلان سمرقندی، ابوجعفر خفار، ابوجعفر فرغانی، ابوبکر واسطی، ابوبکر دقاق، کبیر بصیر، ابوبکر کتانی بغدادی، ابوبکر بن ابوسعدان بغدادی، ابوبکر عطوفی وجعفر بن محمد خلدی، عبداللہ بن محمد رازی شفرانی کے علاوہ بہت بڑی جمعیت آپ کے مرید اور شاگرد گزرے ہیں (94)۔

ان کے علاوہ حضرت جنید کے ساتھ تعلق قائم کرنے والوں کی تعداد بے شمار ہے۔ شیخ ابوبکر محمد القنطری جنہوں نے سری سقطی اور شیخ معروف کرخی کی بھی صحبت پائی تھی۔ ابوحفص عمر بن سلمی حداد نیشاپوری شیخ خراسان تھے۔ یحییٰ بن معاذ، بایزید بسطامی، یوسف بن الحسین وغیرہ نے بھی آپ کی صحبت پائی اور روحانی فیوض حاصل کئے۔

مدرسہ بغداد کے صدر نشین اساتذہ میں شیخ معروف اور سری سقطی نے کوئی تالیف نہیں

Marfat.com

چھوڑی، تاہم جنید اپنے رسائل اور مکتوبات کی بدولت صاحبِ تالیف ٹھہرے۔ آپ کے مکتوبات اور رسائل کو لوگوں نے مختلف ناموں سے موسوم کیا۔ یعنی جس جس ''مکتوب'' یا ''رسالہ'' میں جس مسئلہ پر گفتگو کی گئی ہے انہیں کتاب کا نام دیا گیا۔ کتاب التوحید، کتاب الفناء، کتاب المیثاق وغیرہ ورنہ یہ کوئی منظم تالیفات نہیں ہیں۔ یقیناً اِن ہستیوں کا روحانی مدارج کے معاملات میں استغراق کی بنا پر ظاہری علوم کی نشر و اشاعت کی طرف دھیان نہ گیا۔ جس طرح ابونعیم اصفہانی خود لکھتے ہیں کہ معروف کرخی کو بہت سے علوم حفظ تھے مگر حفظِ علوم نے روایات احادیث بیان کرنے سے روکا ہوا تھا(95)۔

ابن جوزی بھی اس انداز کو اپناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ عبادات و ریاضت میں مصروف رہنے کی وجہ زیادہ روایاتِ حدیث نہ کر سکے(96)۔

لیکن معروف کرخی، سری سقطی اور جنید بغدادی جیسے شیوخ کی ارشاد و فیوض نے عرب و عجم کے تمام صوفیاء کرام کو متاثر کیا۔ عراق، مصر، شام، خراسان، بسطام، ہمدان، نیشاپور، شیراز، سمنان، مزدقان وغیرہ کے علاوہ پاک و ہند کے صوفیاء کرام وحدت الوجودی نظریہ کے قائل ہو گئے۔ اور ان کے ریاضت و مجاہدے کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپناتے رہے یوں طائفہ بغداد نے اسلام کی اصلی روح کو دنیا میں عام کرنے کا بڑا کارنامہ انجام دیا۔

مدرسہ بغداد کے ان سرخیل مشائخ حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی نے جن صوفیانہ عقائد اور اصطلاحات نیز روحانی نظریات کو عام کیا ان سے حضرت ابو حامد محمد غزالی جیسے علماء بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ بغداد کے اندر معروف، سقطی اور جنید پہلے اشخاص تھے جنہوں نے حقائق کے بارے میں گفتگو کی۔

تصوف کے بارے میں حضرت جنید فرماتے ہیں کہ ہم نے اس تصوف کو قیل و قال اور جنگ و کارزار سے حاصل نہیں کیا بلکہ بھوکا رہنے، بے خواب رہنے، اپنی دنیا سے ہاتھ اٹھانے اور نفس کی پسندیدہ چیزوں سے علیحدہ ہو جانے سے حاصل کیا ہے۔ جنید یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک خاص حصہ ہوتا ہے۔ نماز کا خاص حصہ تکبیر تحریمہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جنید ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے جب ان کے بھائی ان کے پاس آئے تو ان کے ساتھ روزہ افطار کرتے تھے اور کہتے کہ بھائیوں سے موافقت کرنے کا اجر روزے کے اجر سے کم نہیں ہے (مشجر الاولیاء ج ۲ ص ۱۲۸)۔

Marfat.com

کہتے ہیں سری کی حیات میں لوگوں نے جنید کو وعظ کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ جب تک میرے شیخ طریقت موجود ہیں میں کلام نہیں کر سکتا۔

ایک رات حضور ﷺ کو دیکھا انہوں نے جنید سے فرمایا۔ لوگوں کو اپنا کلام سناؤ۔ خدا نے تمہارے کلام کو خلق کے لیے ذریعہ نجات بنایا ہے۔ بیدار ہوئے تو دل میں خیال آیا۔ اب میرا مقام شیخ طریقت سے بلند ہو گیا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ صبح ہوئی تو سری نے ایک مرید بھیجا اور حکم دیا کہ جب جنید نماز سے فارغ ہو تو ان سے کہنا کہ مریدوں کے کہنے پر وعظ شروع نہ کیا۔ مشائخ بغداد کی سفارش بھی رد کر دی۔ میں نے پیغام دیا مگر راضی نہ ہوئے۔ اب تو حضور ﷺ کا حکم ہے بجا لاؤ۔ جنید کی آنکھیں کھلیں اور معلوم ہو گیا کہ سری ان کے امور ظاہر و باطن سے واقف ہیں۔ ان کا درجہ بلند تر ہے کیونکہ وہ جنید کے اسرار سے واقف ہیں اور جنید ان کے حال سے بے خبر۔ جنید سری کے پاس حاضر ہوئے توبہ کی اور دریافت کیا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے مجھے حکم کلام دیا ہے؟ فرمایا خواب میں ہاتف غیب نے بتایا کہ حضور ﷺ جنید کو وعظ کرنے کا حکم فرما گئے ہیں تا کہ بغداد کے لوگ مستفید ہوں۔ اس بات کی دلیل ہے کہ شیخ طریقت اپنے مریدوں کے ہر حال سے باخبر ہوتا ہے۔ سید علی ہجویریؒ لکھتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی کے دل میں جو سری کے مرتبہ کے متعلق جو خیال گزراتھا، وہ بالکل کافور ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں مجھے معلوم ہو گیا کہ سری میرے تمام ظاہری اور باطنی حالات سے آگاہ رہتے ہیں اور ان کے مرتبہ مجھ سے بلند تر ہے۔ اس لیے ان کو تو میری باطنی امور کا علم رہتا ہے لیکن مجھے ان کے باطنی مقامات سے آگاہی نہیں ہوتی۔ جنید کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں ان کے گھر گیا اور ان سے دریافت کیا کہ انہیں میرے اس خواب کا کیسے علم ہو گیا جس میں پیغمبر خدا ﷺ کو میں نے دیکھا تھا۔ کہنے لگے میں نے خواب میں خدا تعالیٰ کو دیکھا فرماتے تھے کہ میں نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بھیجا ہے کہ جنید سے وعظ و ارشاد کی بابت کہے حضرت جنید کے اساتذہ بھی بڑے قابل قدر فضائل و اوصاف کے حامل تھے ہر کوئی علم و فضل اور مقامات روحانیت میں ماہر روزگار تھے جن میں بشر بن حارث، سری، ابوثور، محاسبی، القصاب، الکربی، قنطری اور ثوری جیسے وقت کے ممتاز اساتذہ کی صحبت و تعلیم نے آپ کو بہت متاثر کیا۔ ان کے علاوہ بہت سے غیر عراقی صوفیاء کرام اور اہل علم و حکمت کی صحبتوں سے بھی فیض یاب ہوئے۔ ان میں حضرت ابو حفص حداد، حضرت یحیٰ بن

Marfat.com

معاذ رازی، حضرت یوسف بن حسین، حضرت محمد بن علی اور حضرت محمد بن مسروق طوسی اور ابن الحسین ہمدانی وغیرہ کے روحانی فیوض و برکات سے بھی شرفیاب ہو گئے۔ ان کے علاوہ حضرت شیخ یعقوب زیات جیسے کامل صوفی سے بھی اخذ فیض کیا اور ان کی صحبت نیک اثر سے اپنی علمی اور روحانی درجات میں بلند درازی کے گر سیکھے (نفحات الانس)۔

حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میں نے دو سو اساتذہ سے اکتساب علم کیا مگر یہ اہل طلب کی کم نصیبی ہے کہ وہ حضرت جنید بغدادی کے چند ہی استادوں کے حالات اور ناموں سے باخبر ہو سکے باقی بزرگوں کے اسماء گرامی اور حالات زندگی پر گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ تاہم جن اساتذہ کے نام اور علمی کارنامے تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں انہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نابغہ روزگار انسان تھے اور ان کے اسی بے داغ ہاتھوں نے اس لالہ صحرائی کی حنابندی کی تھی (اللہ کے سفیر ۳۰)۔

حضرت سری سقطی نے بڑے عجیب انداز سے آپ کی روحانی تربیت کی وہ آپ کو مختلف انداز تعلیم اور صوفیانہ روحانی اشاروں نیز قلبی واردات کے ذریعے علم و عرفان اور ایمان وایقان کے خزانوں سے باخبر کرتے تھے۔

ان کے علاوہ جن علمی اور روحانی شخصیات نے آپ کو میدان تصوف کے لالہ زاروں سے مطلع کیا سب کے سب اپنی اپنی جگہ قابل رشک واقعات ہیں لیکن عالم تصوف کے اس عظیم امام اور سردار نے مدرسہ بغداد کے معلم ہونے اور پیر شریعت ہونے کے جو روشن کردار انجام دیا اور بہت سے متلاشیان حق کے تاریک سینوں کو انوار فیوض سے سیراب فرماتے ہیں گو اہل ایمان آج بھی ان کی تعلیمات حق شناس سے مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں لیکن جن لوگوں نے آپ کے فیوض علم و فضل اور روحانی بحر ذخار سے علم معرفت حاصل کیں۔ ایسے باوصف افراد کے متعلق حضرت جنید خود نے اپنے راز دار دوست کے نام کسی مکتوب میں لکھا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اللہ کے ذکر سے آباد کر رکھی ہیں اور اپنی عمر عزیز کی مہلتیں پاکیزہ اور بافضیلت اعمال میں بسر کی ہیں۔ اس طرح وہ مخلوق خدا کے لیے اپنے نیک آثار چھوڑ گئے ہیں اور دنیا کے لیے ان کے انوار کی تابانیوں نے نہایت واضح صورت اختیار کی ہے پس جس کسی نے بھی ان کے نور کی تابانی سے روشنی حاصل کی۔ اس نے راہ دیکھ لی اور جو بھی ان کے نقش قدم پر چلا اس نے ہدایت پالی اور جس نے بھی ان کی سیرت کا اتباع کیا وہ بامراد ہوا اور کبھی نامرادی کا منہ اس نے نہ

Marfat.com

دیکھا۔اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کوایک دائمی زندگی جینے کے لیے بخشی ہے اور جب انہیں موت دیتا ہے سلامتی کی موت دیتا ہے (جنید بغدادی ۲۴۷) آپ کی حیثیت کوزمانے کے جن بزرگوں نے پہچان لیا اور ان کی صحبت پائی ان میں سے ابوالحسن منہاج، ابوالعباس سروق، ابوطالب اخمینی، ابویعقوب برجوزی، ابراہیم الخواص، ابوعبداللہ الخاقان، ابواحمد قلانسی، ابوالعباس بن عطا، ابوثابت ابراہیم رازی، ابوعثمان حیری نیشاپوری، محمد بن افضل بلخی، صمشادنیوری، ابوعبداللہ مغربی، محمد بن طاہر مقدس، ابوعمرودمشقی، ابوبکر دقاق، عبداللہ بن محمد الخزاز، ابوحامد برنجی، ابوجعفر صیدلانی ابوالحسن الوراق، ابوالحسن ہاشمی، ابوبکر طاہر ابہری، محمد بن ابراہیم مصری، ابوعلی محمد مشفقی، عبداللہ بن محمد المرتعش بغدادی، ابوالحسین بن ہند فارسی، ابوعبداللہ حنیف شیرازی، یوسف بن الحسین رازی، علی بن سہل اصفہانی وشیخ علی جورجانی کے نام معروف ہیں ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ آپ کے چشمہ فیوض سے فیض پائے (ریاض السیاحہ ۷۷)۔

صوفیہ کا نظریاتی حصار، توحید

بغدادی مدرسہ تصوف کا اصل موضوع یقیناً توحید تھا اور اس مدرسہ کے افراد اپنے معاصرین میں ارباب توحید کے نام سے مشہور تھے۔انہوں نے اس توحید کی معرفت کی تلاش میں بہت سی خطرناک بلندیوں کو جالیا تھا۔اس سلسلے میں انہوں نے اپنے خاص عقائد اور اصول وضع کیے ان کا ایک نظام قائم کیا اور حقیقی طور پر ان کی تعلیم دینے لگے اس رازداری کو قائم رکھنے کی خاطر وہ اپنے خیالات اور تعلیمات کا اظہار ایک ایسی اشاراتی زبان میں کرتے تھے جو اس مقصد کے لیے وضع کی گئی تھی (جنید بغدادی ۸۰)۔

یادرہے! یہ اصول وفروغ جس انداز سے وضع تھے اہل تصوف کا اپنی ایجاد قطعاً نہیں تھی بلکہ تصوف کے اصول وفروغ حقیقت میں جتنے عرفانی مباحث ومظاہر ہیں قرآن وسنت سے ماورئی نہیں ہیں بلکہ حیات رسول ﷺ کے چشمہ توحید اور صدق عمل کے ضیاء بار آثار سے مستنیر ہیں۔ان کا عقیدہ تھا کہ تصوف کی بنیاد کتاب وسنت کی تصریحات پر ہے۔ فی هذا الامر لان عندنا مقید بالکتاب و السنة . تصوف کے معاملے میں عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں یہ علم مقید بہ کتاب وسنت ہے (تعلیمات غزالی ۲۰) حضرت جندی سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا مسلک کیا

Marfat.com

ہے؟ تو فرمایا میں محدث اور فقیہ ہوں میرا مسلک قرآن و سنت سے ماخوذ ہے (اللہ کے سفیر ۸۳)

حضرت امام غزالیؒ کتاب مجربات میں لکھتے ہیں کہ امیر المومنین امام المتقین سیدنا و مولانا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جس نے کہا فی اللہ یعنی خدا کے اندر اس نے بیشک خدا کا وصف بیان کیا لیکن اس نے شرک کیا جس نے کہا فیمہ اللہ یعنی اللہ کس چیز میں ہے۔ اس نے اس کو محدود کیا اور جس نے کہا علی مَا اللہ یعنی خدا کس چیز پر ہے اس نے بھی خدا کو محدود کیا جس نے خدا کو محدود کیا اس نے خدا کے ساتھ کفر کیا۔ پس توحید میں یہ انتہا کی نظر ہے (اخرجہ، ابونعیم مجربات غزالی ۲۸)۔ ایسی باریک اور جرأت مندانہ تحقیق میں صوفیاء کرام ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ مدرسہ بغداد کے معروف ہوں یا سری، محاسبی ہوں یا جنید یا ان کے شاگرد اصفیاء سب کے سب توحید الوہیت میں نہایت مخلص اور موحد تھے۔ سنت خیر الانام کے شیدا اور محافظ ومجاہد تھے (مقدمہ نفحات الانس)۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی لکھتے ہیں۔ شیخ عبدالواحد سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک صوفی کون ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک صوفی وہ لوگ ہیں جو اپنی عقل کے حساب سے سنت رسول اللہ ﷺ کے فہم پر قائم ہیں۔ اس لیے آپ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ بس سوائے صوفیہ کے اور کون احیاء سنت کرے (عوارف المعارف ۱۹۱)۔

صوفی وہ ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں سنت نبوی ہو یعنی دل و جان سے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرے (تذکرۃ اولیاء ۲۴)۔

جیسا کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔ علم اسرار ہی علم توحید ہے جس کی صراحت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے جو اس نے رسول اللہ ﷺ کو حکم کیا کہ قل ربِ زدنی علماً اے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔ اس زیادتی علم سے مراد توحید کے ساتھ کثرت اور معرفت خداوندی کے ساتھ تعلق ہونا ہے۔ اس میں اس کی تجدید زیادہ کرنے کی رغبت ہے اور اس کی تجدید پر اس کا فضل بے انتہا زیادہ ہے۔ اس سے زیادہ طلب کرنے کا انقطاع ہے جب کسی کو یہ علوم و اسرار حاصل ہو جائیں تو جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس سے جو بھی اسے پہنچے گا وہ اس کی تائید کرے گا تو بے شک یہ علم توحید کی زیادتی ہے دوسرے علم کی نہیں (فتوحات مکیہ ۲۱۷)۔

اس لیے بہترین مجالس کی وضاحت میں جنید بغدادی فرماتے ہیں:

Marfat.com

اشرف المجالس و اعلاها الجلوس مع الفكرة فی میدان التوحید.

یعنی شریف ترین اور بزرگ ترین مجلس وہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی توحید کے بارے میں فکر کیا جائے جیسا کہ حضرت حذیفہ یمانیؓ فرماتے ہیں کہ:

اجلس ساعۃً حتی اؤمن ایک گھڑی رک جاؤ تا کہ میں ایمان لاسکوں کیونکہ حقیقی ایمان یہ ہے کہ دل کو غیر اللہ سے صاف کرے اور حق تعالیٰ کو یکتا سمجھے۔ (ریاض السیاحہ ۷۷۰)

صوفیہ یہ کہتے ہیں خدا تعالیٰ کی توحید حیطۂ بیان میں نہیں آسکتی۔ حضرت جنید کہتے ہیں کہ توحید کے متعلق سب سے عمدہ قول حضرت ابوبکرؓ کا ہے کہ تعریف ہو خدائے عزوجل کی جس نے اپنے بندوں کو اپنا علم حاصل کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ عنایت نہیں فرمایا۔ سوائے ان کے عجز و بے بسی کے جو انہیں اس کا علم حاصل کرنے میں درپیش آتی ہے۔ اس سے یقیناً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جنید کے نزدیک توحید ادراک عقلی کے دائرے سے ماورا کوئی چیز نہیں۔ یہی مفہوم غالباً حضرت جنید کے ان اقوال کا ہے۔ توحید ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کے رو کنے کے نشانات مٹ جاتے ہیں۔ علامات مدہم پڑ جاتی ہیں اور ذات خداوندی جیسی تھی ویسے ہی رہتی ہے۔ اسی بات کو وہ اور زیادہ وضاحت کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ اگر فہم کا ادراک توحید پر جا کے ختم ہوتا ہے تو یہ گویا ایک حالت ثبات و قرار ہے۔ توحید پر وضاحت کرتے ہوئے حضرت جنید علیہ الرحمہ مختلف انداز اختیار کرتے ہیں۔ توحید ایک ایسا مفہوم ہے کہ باوجودیکہ ان میں اتنا مکمل اور ہمہ گیر علم و عمل ہے۔ اس کی پوری تعریف اور وضاحت ہونا ناممکن ہے۔ دراصل تمام صوفیہ اس حقیقت سے اور اپنی کمزوری سے آگاہ کرتے ہیں کہ وہ توحید کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے نہ اسے زبانی گفتگو میں واضح کر سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک عقل کی مدد سے اس کی تہہ تک پہنچنا ممکن ہے (جنید بغداد ۱۳۱)۔

ایک شخص نے حضرت جنید سے سوال کیا کہ توحید کیا ہے؟

حضرت جنید نے فرمایا! یقین ہی کا نام توحید ہے۔ اس نے پھر سوال کیا کہ یقین کسے کہتے ہیں؟ حضرت جنید نے فرمایا تیرا یہ سمجھنا کہ خلقت کی تمام حرکات و سکنات خدائے وحدہ لاشریک کے حکم سے ہیں۔ جب تجھے یہ عرفان حاصل ہو جائے تو سمجھ لے کہ تو موحد ہو گیا۔ حضرت جنید فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال ہوئے کہ علم توحید کی بساط تہہ کر کے رکھ دی گئی۔ اب تو لوگ صرف

Marfat.com

اس کے گرد و پیش اور آس پاس کی باتوں پر بحث کرتے ہیں (اللہ کے سفیر ۴۳)۔

مدرسہ بغداد کے فضلاء کمال اولیاء کرام میں صوفیانہ طرز فکر کی بہت وسعت تھی۔ حضرت جنید ان سرخیل لوگوں میں شامل ہیں جو علم توحید پر کمال دسترس رکھتا تھا۔ انہوں نے توحید کے وسیع مضمون کو چند جملوں میں سمویا ہے۔ اہل قلم محققین کے ہاں یہ مشہور جملہ متداول طور پر ذکر ہوتا رہا ہے جس کی مختلف اہل عرفان نے اپنے اپنے نقطہ نظر سے تفسیر کی ہے آپ نے فرمایا توحید قدیم کو محدث سے جدا کرنے کا نام ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔

اول: جوہر قدیم کو جوہر محدث سے الگ کرنا۔ دوسرے لفظوں میں جوہر وجود مطلق سے وابستگی رکھنا اور تمام دوسری مخلوق اور اشیاء کو رد کر دینا۔

دوم: جوہر وجود مطلق کی صفات کو تمام دوسری صفات سے الگ کرنا دوسرے لفظوں میں صرف وجود مطلق کی صفات سے وابستگی رکھنا اور تمام دوسری صفات کا ابطال کر دینا۔

سوم: اعمال کو علیحدہ کرنا یعنی اعمال خداوندی کو الگ کر کے باقی جملہ قسم کے اعمال کا رد کرنا۔ وجود مطلق کے صفات اور اعمال بھی دونوں اس کے جوہر میں اس قدر مکمل طور پر مدغم ہیں کہ وہ شخص جسے یہ مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس ''توحید حقیقی'' کا ادراک کر سکے یہ دیکھتا ہے کہ جوہر صفات اور اعمال سب کے سب ذات خداوندی کے جوہر میں پوری پوری طرح مدغم ہیں وہ اس نتیجے پر اس وجہ سے پہنچتا ہے کہ اس مقام پر وہ خود بھی ذات خداوندی میں مدغم ہوتا ہے (جنید بغداد ۱۳۳)۔

حضرت غیاث نور بخش لکھتے ہیں کہ حقیقی توحید کا ادراک کشف کے سوا میسر نہیں اور مکشوفات کے ساتھ عقل کی نسبت ایسی ہے جیسے معقولات کے ساتھ حواس کی نسبت ہے۔

جب وحدت حقیقی کے نور کے ادراک سے عقل عاجز ہے۔ محمود شبستری فرماتے ہیں۔

خرد را نیست تاب نور کہ روئے
برد از بہر خود چشمے دگر جو

اصطلاحی آنکھ سے اسے دیکھا نہیں جا سکتا وہ آنکھ جو حق تعالیٰ کا ادراک کر سکے آنکھ دل کی ہے، جسے بصیرت کے نام سے پکارتے ہیں۔ جب تک ریاضت و سلوک کے کحل الجواہر یعنی موتیوں کے سرمہ سے یعنی نفس کی پاکی دل کی صفائی اور روح کی روشنائی سے آنکھ روشن نہ ہو وہ دوست کے

Marfat.com

جمال کا دیدار شہود کے طریق سے نہیں کر سکتی (شرح گلشن راز ۲۸)۔

حضرت محمود شبستری فرماتے ہیں۔

کلامی کوندارد ذوق توحید

بتاریکی درست ازغیم تقلید

وہ متکلم جس کو ابھی ذوق توحید نہیں ملا۔تقلیدی گھٹا تو اب اندھیروں میں گھرا ہوا ہے۔

یہ لوگ عقلی دلائل نقل کرنے والے ہیں یعنی متکلم جسے توحید حقیقی میں عیانی طور پر ذوق حاصل نہ ہو جس نے وحدت حقیقی کا نور، مکاشفہ والی آنکھ کے ساتھ نہ دیکھا ہو۔صرف تقلید کی رو سے دلائل نقل کرتا ہو وہ اس کی اصل حقیقت سے مطلع ہونے والا نہیں ہے تو وہ اس تقلید کے بادل کی وجہ سے شکوک وشبہات کے اندھیرے میں پڑا ہوا ہے (شرح گلشن راز ۴۰)۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لے اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تو کسی فقیر کو دیکھے تو اس سے علم کی بات پہلے نہ کر بلکہ پہلے نرمی سے پیش آ کیونکہ علم سننے سے وحشت ہوگی اور نرمی سے وہ انس حاصل کرے گا اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ سے غافل ہونا جہنم میں جانے سے زیادہ سخت ہے (مشجر الاولیاج ۲ص ۱۳۷)۔

حضرت میر سید علی ہمدانی لکھتے ہیں۔دنیا کے تمام فہم اور عقول جن سے ہماری مراد فرشتے یا رسول، انبیاء، اولیاء، حکماء، علماء، جن اور انسان ہیں، ان سب نے جو کچھ سمجھا، دیکھا، سنا یا لکھا خدا کی عظمت کے سامنے اور جلال الٰہی کے روبرو اس کا اندازہ ایسا ہے جیسا کہ سمندر کے مقابل قطرہ ہو یا اس سے بھی کم، کمتر اور کمترین جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وما قدروا الله حق قدره ولا يحيطون به علماً.

خدا کی قدر انہوں نے نہ جانی وہ علم کے زور سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے (ذخیرۃ الملوک ۱۳)۔

اللہ تعالیٰ پر اعتقاد رکھنے کے سلسلے میں صوفیہ یوں اظہار کرتے ہیں۔اس بات پر اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ اللہ واجب الوجود بذات خود زندہ ہے جاننے والا ہے، سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، صاحب ارادہ ہے اور صاحب کلام ہے اس کا علم عرش و کرسی ساتوں آسمان وزمین اور ان میں وجود اشیاء سے لے کر ہر چیز پر محیط ہے۔بالائے عرش اس کے علمی وجود کے سوا کوئی بھی چیز نہیں۔وہ مکان کے اعتبار سے نہیں بلکہ شان کے لحاظ سے بلند و بالا

Marfat.com

ہے۔اس کی کوئی انتہا نہیں وہ نور الانوار ہے اس کا نہ کوئی جسم ہے نہ اس کی کوئی کثافت ہے اور نہ ہی اس کا کوئی رنگ ہے وہ تو ان چیزوں سے پاک ہے۔وہ پیغمبروں اور ولیوں کا معبود ہے (اسی طرح سے پیغمبروں اور ولیوں کے نقوش اقدام پر چلنے والے تمام انسانوں کا معبود ہے) اس مقام پر انبیاء علیھم السلام اسے حیؔ اور علیمؔ کے نام سے اولیا کرام حضرت علمیہ کے نام سے حکماء لوگ عقل کل اور نفس کل کے نام سے یاد رکھتے ہیں۔ان گروہوں میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی مختلف اصطلاحی عبارتوں سے مراد صرف اللہ ہی ہے۔وہ اس مقام جبروت میں تمام چیزوں سے بالکل پاک اور ان سے بے نیاز ہے۔اس کا نور آسمان کو روشنی کا فیض پہنچاتا ہے اس مقام پر انبیاء علیھم السلام اسے رب خالق اور رازق کے نام سے یاد رکھتے ہیں۔فیضان نور کے ان مظاہر کو اولیاء کرام صفات انفعالیہ اور ملائکہ سماویہ کے نام سے اور حکماء لوگ عقول فلکیہ ،نفوس فلکیہ ،قوائے فلکیہ ،ملکات اور روحانیات کواکب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔یہ روحانیات عناصر اربعہ (آگ ،پانی ،ہوا اور مٹی) موالید ثلاثہ (حیوانات ،نباتات اور جمادات) کو فیضان کرتی ہیں۔فیضان روحانیات کے اس مقام پر اللہ کے ان مظاہر کو انبیاء علیھم السلام مخلوقات کے نام سے اولیاء کرام صفات آثاریہ اور ارواح منطبعہ کے نام سے اور حکماء لوگ قوائے منطبعہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ان کی اصطلاحی عبارتوں سے اللہ پاک کی ذات وصفات اور آثار مراد ہیں (کتاب الاعتقادیہ ۲۴)۔

ان تمام آثار کے ثبوت میں فلسفی اپنے علم وگیان پر ناز کرتے ہیں جو کہ سراسر خطا اور سزا کے مستحق ہیں جبکہ علم وعرفان حقیقت کے علمبردار قرآن وسنت کو ہی قابل اعتماد اور معتبر سمجھتے ہیں بزبان شاعر۔

فلسفی کو اپنی عقل نارسا پر ناز ہے
مرد مومن کو خدا و مصطفیٰ پر ناز ہے

آپ کا شجرۂ طریقت

حضرت غوث المتاخرین میر سید محمد نور بخش رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابو محفوظ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی سلسلہ نو واسطوں سے مقتدائے عالم پیغمبر اکرم سرور دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔شجرۂ طریقت کی یہ کڑیاں آپ سے اوپر اس طرح

Marfat.com

ہیں۔ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ جو کہ شیوخِ طریقت کی صدارت کے قابل ہیں، ان کے شیخ مشرق و مغرب کے امامِ ہدایت حضرت امام علی رضاؓ ہیں۔ ان کے شیخ آپ کے والدِ ماجد حضرت امام موسیٰ کاظمؓ ہیں۔ ان کے شیخ آپ کے والد ماجد حضرت امام جعفر صادقؓ ہیں۔ ان کے شیخ آپ کے والد ماجد حضرت امام محمد باقرؓ ہیں۔ ان کے شیخ آپ کے والد ماجد حضرت امام زین العابدینؓ ہیں۔ ان کے شیخ آپ کے والد ماجد سید الشہداء حضرت امام حسینؓ ہیں۔ ان کے شیخ آپ کے والد ماجد مرشد و راہنمائے طریقت حضرت امام علی مرتضیٰؓ ہیں۔ ان کے شیخ آپ کے مرشد و مقتدیٰ عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور یہ سلسلۂ طریقت آپ کے بعد سے حضرت امام محمد نور بخشؒ تک اٹھارہ واسطوں سے آ پہنچتا ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید حضرت سری سقطی تھے۔

ان کے مرید حضرت جنید بغدادی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ ابو علی کاتب تھے، ان کے مرید حضرت شیخ ابو عثمان مغربی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ ابو بکر نساج تھے، ان کے مرید حضرت شیخ احمد غزالی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ عمار بدلیسی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ تھے، ان کے مرید حضرت شیخ علی ابن لالا تھے، ان کے مرید حضرت شیخ احمد ذاکر جرجانی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ عبدالرحمان اسفرائنی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ محمود مزدقانی تھے، ان کے مرید حضرت میر سید علی ہمدانی تھے، ان کے مرید حضرت شیخ خواجہ اسحاق ختلانی تھے، ان کے مرید حضرت میر سید محمد نور بخش تھے۔

حضرت سید محمد نور بخش قدس سرہٗ العزیز کا یہی سلسلہ سلسلۂ ذہب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ عالمِ تصوف میں بہرصورت یہ سونے کی زنجیر ثابت ہوتا ہے جس کا تسلسل ید اًبید بلا انفصال حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچتا ہے(97)۔

جناب معروف کا عہد

حضرت معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ کا زمانہ دوسری صدی ہجری کا زمانہ ہے۔ اسلام کے پہلے

Marfat.com

ڈیڑھ سو سال میں زہد کا زور تھا۔اس کے بعد کے زمانہ میں زہد تصوف کی صورت اختیار کرنے لگا۔

رسالہ قشیری میں ہے کہ دوسری صدی کے ختم ہونے سے پہلے صوفی کی اصطلاح عام طور پر استعمال میں آنے لگی۔اور نفحات الانس میں ابوالقاسم قشیری کی نسبت جو ۵۱۰ھ میں فوت ہوئے لکھا ہے۔

''اول کسیکه وی را صوفی خوانند وی بود''۔

یعنی قشیری وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے صوفی کہلائے (98)۔

حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہٗ جن کا زمانہ زہد اور تصوف کا درمیانی زمانہ ہے۔ چنانچہ تصوف کی پہلی تعریف انہوں نے کی۔اور فرمایا کہ تصوف نام ہے اخذ حقائق کا۔یعنی حقائقِ الٰہیہ کا علم۔حضرت معروف کرخی کا زمانہ ہارون رشید کا زمانہ تھا (99)۔

لیکن ملا زین العابدین شیروانی لکھتے ہیں۔

گویند روزے بارادہ بود آں مقدار ازدحام روئے نمود کہ از کثرت خلق صدقہ بآں حضرت رسید وفات یافت وایں در سنہ ودیست در زمانِ خلافت مامون اتفاق افتاد (100)۔

کہتے ہیں ایک دن آپ کسی کام میں مصروف تھے۔کہ اچانک لوگوں کے ایک گروہ نے ازدحام کیا اور کثیر لوگوں سے بزرگوار کو صدمہ پہنچا جس کی وجہ سے وفات پا گئے اور یہ سنہ دو سو ہجری کا واقعہ ہے۔یہ واقعہ مامون کے زمانہ میں پیش آیا۔

بہر حال سابقہ دونوں شزرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہارون الرشید اور مامون الرشید کی خلافت کا زمانہ نہ پایا۔چونکہ امام علی رضا علیہ السلام جب اس دنیائے فانی سے بقائے ابدی اور مکانِ سرمدی کو کوچ فرما کر گئے تو اس پُرحسرت دن کی تاریخ ۲۰ صفر ۲۰۳ھ تھی۔اور ان ایام میں مامون خلیفۂ وقت تھا اور اسی کے عہد میں حضرت معروف کرخی امام موصوف کا روحانی اور باطنی خلیفہ تھے۔

اہل حقیقت و معرفت کے لیے یہ دور انتہائی نازک دور تھا۔ان لوگوں کو بدعات وخدشات کے مختلف چیلنجوں کا سامنا تھا۔اگر چہ کوئی کفر و شرک کا خطرہ نہیں تھا مگر مسلمان نظریاتی بے راہ روی کا شکار ہو رہے تھے اور حقائق سے انکار کر رہے تھے۔نظریہ خلق قرآن کا مسئلہ در پیش تھا۔حکمران علماء ظواہر کے حامی و ناصر تھے۔معتزلین علماء کا سردار ابو ہذیل وغیرہ تھے وہ اس مسئلہ میں پیش پیش

Marfat.com

تھے۔ان کی زبان پر بات پختہ ہوچکی تھی کہ قرآن مجید مخلوق ہے حادث ہے حالانکہ ذات ازلی کا کلام ازلی اور قدیم ہوتا ہے اس کے انکار سے شرک لازم آتا ہے۔اگرچہ مسئلہ خلق قرآن جو کہ بنو عباس کے خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں چل نکلا تھا اور معتزلہ کی تحریک کی بنیادیں استوار ہوگئی تھیں اوران کی دعوت وتبلیغ کا کام شروع ہوگیا تھا۔ہارون اس تحریک کا پشت پناہ نہ بن سکے یوں یہ تحریک زیادہ پروان نہ چڑھ سکی بلکہ بعض فعال معتزلین کو قید و بند سے بھی دوچار کردیا گیا، اور سزائیں دی گئیں لیکن مامون کا عہد اس مسئلہ میں بالکل بدلا ہوا تھا اور معتزلہ کے اثر ورسوخ نے ماموں کو بہت متاثر کیا اس کے دماغ پہ وہ غلبہ پاچکے تھے اور مامون مختلف موقعوں پر مناظرے اور مباحثے کا بندوبست کرتا ہوا اس تحریک کا حصہ دار بن گیا اور سنہ ۲۱۲ ہجری کو اس عقیدہ کو سرکاری طور پر جاری کردیا۔تاریخ گواہ ہے اہل عرفان اس عہد میں موجود تھے جنہوں نے اس فتنہ کو فرد کرنے کے لیے علمی اوراصلاحی انداز کو جاری رکھا اور بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔انہوں نے اس بدعت کا اچھی طرح مقابلہ کیا کیونکہ قرآن کا قدیم ہونا بھی خداتعالیٰ کے صفات کا حصہ ہے اور ذات صفت کلام کے ساتھ ہمیشہ قائم ہے لیکن ان کا جو عہد تھا اسلامی عقائد پر ایک عظیم فتنہ سے کم نہ تھا۔مامون نے مرنے سے پہلے اس عقیدہ خلق قرآن کو عوام پر ٹھونسنے کی کوشش کی اور ایک حکمنامہ جاری کردیا جس میں قاضی سے کہا گیا تھا کہ جو شخص اس مسلک کو تسلیم نہ کرے کہ قرآن مخلوق اور حادث ہے، اس کی عدالت میں گواہی قبول نہ کی جائے اور بہت سے لوگوں کو اس کے اس مسلک کو تسلیم نہ کرنے کی بنیاد پر سرکاری عہدوں سے برطرف کردیا گیا۔

اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ جو لوگ اس کا اقرار نہ کریں کہ قرآن مخلوق ہے، ان سب کو قید کیا جائے پھر بھی لوگ اپنے عقیدے سے باز نہ آئیں تو سب کی گردنیں تلوار سے اڑادی جائیں لیکن ان ایام میں حضرت معروف زندہ تھے انہوں نے اس فتنہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور اس کا اندازہ آپ کے اس جذباتی کلمات سے کرسکتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے۔

واغوثاه بالله القرآن كلام الله غير مخلوق.

خدا کی پناہ ہو قرآن کریم اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

یقیناً اس فتنہ کے سامنے آپ ڈٹ گئے۔مامون کے جبر استبداد کی پرواہ کیے بغیر حق وصداقت کا خوب اظہار فرمایا۔اس سے معلوم ہوا آپ معتزلہ کے سخت مخالف تھے اور اپنے عقیدے

Marfat.com

پر خوب ڈٹے رہے۔تاہم اس نظریہ خلق قرآن پر جداگانہ بحث کی گئی ہے جسے آپ معروف کا عقیدہ کے عنوان کے ذیل میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔لیکن مامون کے سزائے موت کے حکمنامے جاری کرنے کے باوجود حق کے لیے ان کا اس طرح سینہ سپر ہونا خزانہء غیرت کی مضبوطی پر بین ثبوت ہے۔اہل عرفان کی یہی خصوصیت ہے کہ وہ حق پر کسی قسم کی آنچ آنے نہیں دیتے۔جہاں ایسا کوئی موقع پیش آئے تو وہ تن من دھن کی بازی لگا کر حق کی محافظت کرتے ہیں وہ کسی کے جبر واستبداد یا لومتہ لائم کی پرواہ نہیں کرتے۔

دل و نظر کا سفینہ سنبھال کر لے جا
مہ و ستارہ ہیں بحر وجود میں گرداب

اہل حقیقت کا یہ شیوہ ہے کہ وہ ہمیشہ سے عرفانی حقائق کی پاسبانی کرتے رہے ہیں اور ہر دور میں ہر معرکہ میں فتح وظفر سے ہمکنار ہوئے۔حضرت اقبال فرماتے ہیں۔

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

معاصرین معروف

حضرت شیخ معروف اپنے زمانہ کے مشاہیر مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ان کا سلسلہ تمام سلسلہ ہائے تصوف میں کامل ترین اور معتبر ترین مانا جاتا ہے۔آپ کے اساتذہ اور تلامیذ تاریخ اسلام کے روشن ستارے ہیں۔آپ کی زندگی کا ایک حسین ترین پہلو آپ کے مقتدر معاصرین اولیاء کرام کی موجودگی بھی ہے۔اگرچہ ان تمام اولیاء کرام کی تعداد کی صحیح فہرست شاید دے نہ سکوں مگر جن مشاہیر اولیاء عظام کا تعلق طبقہ اولیٰ سے ہے۔سیرت نگاروں کی نظر میں عالیشان مقام و عظمت کے حامل ہیں ان بزرگ سلف صالحین میں درج ذیل مقتدر نامی گرامی پڑھنے کو ملتے ہیں۔ الشیخ ابوسلمان دارانی الشیخ فضل ابن عیاض، الشیخ ابراہیم ادھم، الشیخ داؤد بن احمد دارانی، الشیخ ابراہیم بن سعد العلوی الشیخ بایذید بسطامی الشیخ ابراہیم شنبہ مردی الشیخ ابراہیم الصیاد الشیخ فتح بن علی موصل الشیخ فتح بن شحرف المردزی الشیخ بشر بن حارث ابن عبدالرحمٰن الشیخ شفیق بلخی حارث بن ارس المحاسبی ابوتراب نخشبی حضرت (سری سقطی) ابوجفر السمان، حضرت الشیخ احمد بن خضرو یحیٰی بن

Marfat.com

معاذ رازی الشیخ ابوحفص حداد الشیخ جمندان قصبار، الشیخ عالم بن عنوان الشیخ احمد بن الحا الطواری الشیخ عبداللہ الحتیق انطائی اور احمد بن عاصم اور اسماعیل بن علی بن اسماعیل الخطیبؒ مولانا عبدالرحمان جامی نے نفحات الانس میں ان تمام صلحاء امت کی سوانح حیات پر اچھا تبصرہ کیا ہے عہد اور سن بھی لکھا ہے تاریخ وفات بھی جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ معروف کا زمانہ اولیاء کرام اور صلحاء اعظام کے عروج بہار کا تھا۔

آپ تک پہنچنے والی کُل روایات کا ذکر

حضرت شاہ سید محمد نور بخش ؒ نے مشجر الاولیاء جلد دوم میں اور حضرت علامہ عبدالرحمان بن علی بن الجوزی نے مناقب کرخی میں حضرت شیخ معروف کے سماعِ حدیث اور اَسناد کا صراحت سے بیان فرمایا ہے۔ اور کثیر احادیث کی روایت کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ شاہ سید محمد نور بخش ؒ لکھتے ہیں۔

که حضرت شیخ معروف کرخی قدس الله سرّہٗ استماعِ حدیث از مخدوم ومولائے خود حضرت امام علی رضا علیه السلام وشیخ بکر بن جیشؒ وشیخ ربیع بن صباح رحمة الله علیهم مے کردندواز و روایتِ حدیث شیخ سری سقطی وخلف بن هشام بزاز وذکریا بن یحییٰ مروزی ویحییٰ بن ابی طالب علیهم الرحمة مے کردند. (101)

اور حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ اسرارہٗ حدیث کا سماع اپنے مخدوم اور مولا حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور شیخ بکر بن جیش اور شیخ ربیع بن صباح رحمۃ اللہ علیہم سے کرتے ہیں۔ اور شیخ معروف سے حدیث کی روایت شیخ سری سقطی اور خلف بن ہشام بن نزاز اور زکریا بن یحیٰی مروزی اور یحیٰی بن ابی طالب رحمہم اللہ کرتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن علی الجوزی لکھتے ہیں کہ:

لقد لقیٰ معروف الکرخی جماعة من العلماء والمحدثین وذکر ابو عبدالرحمان بن السلمی انه، صحب داؤد الطائی وقد سمع المعروف الحدیث الکثیر غیر انه اشتغل بالتعبد عن الروایة فلم یضبط من مسانیده الا قلیل. (102)

یقیناً حضرت معروف کرخیؒ نے علماء نور محدثین کی جماعت سے ملاقات کی ہے۔ اور ابوعبدالرحمٰن السلمی نے تذکرہ کیا ہے کہ آپ حضرت داؤد طائی کے ساتھ رہے ہیں اور اُن سے

Marfat.com

احادیث روایت کی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ حضرت معروف عبادات میں مصروف رہے اور اُن کے اَسانید سے بہت زیادہ روایات ضبط نہیں کر سکے۔

السلمی وہ دوسرا متصوف مؤلف ہیں جو ابوالقاسم قشیری کے بعد آتے ہیں۔ ابوسلیمان بن نصیر الکوفی جو کہ محدث ہیں وہ عابد وزاہد فرد ہے جنہوں نے تابعین کی بڑی جماعت سے احادیث سنی ہے۔ اور ان سے شیخ معروف کرخی نے علم سلوک وحدیث اخذ کیا ہے۔ اور شیخ معروف کرخی آپ کے علمی وارث اور ان کے اَسرار کے محافظ ہیں اور اُن کا انتقال ۱۴۰ ہجری میں ہوا ہے۔(103)

سلسلۂ اولیاءِ صوفیہ نوربخشیہ جو کہ اولیاءِ کرام کے اعتماد اور اُن کے اَسناد کی بدولت سونے کی زنجیر قرار پایا ہے، سلسلۂ ذہب کے نام سے ہی مشہور ومعروف رہا ہے۔ چنانچہ میر سید محمد نوربخشؒ لکھتے ہیں کہ:

یہ سونے کی زنجیر ہے جو قیامت تک نہ ٹوٹنے والی ہے اور یہ لوگ معنوی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنوی خلفاء ہیں۔

جیسا کہ حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ وعلی آبائہ السلام نے اپنی مسند میں روایت بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ موسیٰ کاظم بن جعفر نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ جعفر بن محمد نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن علی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ علی بن حسین نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ حسین بن علی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ یہ میرے خلفاء ہیں اُن پر رحم فرما اور تین دفعہ دُعا فرمائی تو آپ سے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے خلفاء کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جو میرے بعد آئیں گے اور میری سنت اور میری احادیث کو بیان کریں گے۔ صوفیاءِ محدثین نے اس مسند کو اور اس جیسی سندوں کو سونے کی زنجیر کہا ہے۔ اور اسی طرح وہ لوگ بھی جو ہاتھوں ہاتھ متصل سند سے بغیر کسی انقطاع کے ہوں۔ ایسی سندوں سے صدق اور ایمان سے تمسک کرتے ہیں۔ خواہ وہ کوئی بھی ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ غالب رہے گی جو اُن کو ذلیل کرنا چاہے وہ ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا۔(104)

حضرت عبدالرحمٰن بن علی ابن الجوزی نے مناقب معروف الکرخی میں صرف سات

Marfat.com

احادیث صراحت سے نقل کی ہیں۔ جو مختلف اسانید سے آپ تک پہنچی اور آپ نے انہیں آگے روایت کیا۔ حضرت شیخ معروف سے احادیث کی کم روایات ملنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی توجہ باطنی علوم اور ریاضت، مجاہدہ کی طرف مبذول رکھی۔ ظاہری علوم کو شاید کم اہمیت دی۔ اس کے باوجود بڑے بڑے حافظانِ حدیث کی جماعت آپ سے احادیث نقل کرتی رہی۔ ابن جوزی نے جن احادیث کو آپ سے نقل کر کے کتاب مناقب میں درج کیا ہے ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ پائے کے حافظِ حدیث تھے۔ یہاں ہم ابن الجوزی کی نقل کردہ احادیث متن کے ساتھ ساتھ ان کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں اور ترجمے میں بالترتیب راویوں کے نام کو چھوڑ کر صرف حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ سے روایت کا ترجمہ کرتے ہیں۔

الحدیث الاوّل

اخبرنا ابو محمد یحییٰ بن علی بن الطراح، قال: اخبرنا ابوالقاسم، یوسف بن محمد المهروانی، قال: اخبرنا ابوالحسن محمد بن احمد بن رزوویه، قال: اخبرنا عثمان بن احمد الدقاق، قال: حدّثنا یحییٰ بن ابی طالب، قال: حدّثنا معروف الکرخی ابو محفوظ، عن بکر ابن خنیس، عن ضرار بن عمرو عن یزین الرّقاشی، عن انس بن مالك، قال عثمان: وحدّثنی محمد بن ابراهیم الشّامی، عن تمیم الدّاری، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلّم ، یقول الله تبارك وتعالیٰ لملك الموت، انطلق الی ولبی فائتنی به، فانی قد ضربته بالسّراء والضّراء فوجدتهٗ حیث احبّ، قال: فینطلق الیه ملك الموت ومعهٗ خمسمائة من الملائکة یحملون معهم اکفانا وحنرطًا فی الجن، معهم ضبابیر الریحان. اصل الریحان واحد. فی رأسها عشرون لونًا، لکل لون ریح سویٰ ریح صاحبه والحریر الابیض فیه المسك، فیاتیه ملك الموت فیجلس عند رأسه وبسط ذلك الحریر والمسك تحت ذقنهٗ، ویفتح لهٗ باب الیٰ الجنةِ، فان نفسهٗ لتعلل مناك مرة بازواجها، ومرة بکسوتهاْ، ومرة بشمارها قال: ویقول ملك الموت: اخرجی ایتها الروح الطیبة الیٰ سدر مخضود، وطلح

Marfat.com

منضود، وظل ممدود، وماء مسكوب ولملك الموت اشدّ بهٖ لطفًا من الوالدة بولدها فيعرف ان تلك الرّوح حبيبة الیٰ ربّه عزوجل. فهو يلتمس بلطفهٖ تجببًا الیٰ ربّهٖ عزوجل، ورضی الربّ تعالیٰ عنهٗ، فتسل روحهٗ كما تسل الشعرة من العجين يقول الله تعالیٰ: ﴿الّذين تتوفّاهم الملائكة طيبين﴾ وقال: فامّا ان كان من المقربين، فروح وريحان وجنّة نعيم.

قال: روح من جهد الموت، وريحان، يتلقّیٰ بهٖ، وجنة نعيم، (ای: ورحمة ونعيم) مقبلة. فاذا قبض ملك الموت روحهٗ، قالب الرّوح للجسد: جزاك الله عنی خيراً، فقد كنت سريعاً بی الیٰ طاعة الله تعالیٰ، بطيئاً بی عن معصيتهٖ عزوجل، فقد نجوت وانجيت. قال: ويقول الجسد للرّوح مثل ذلك. قال: وتبكیٰ عليه بقاع الارض التی كان يطيع الله تعالیٰ عليها. وكل باب من السّماء كان ينزل منهٗ رزقهٗ، وصعد منهٗ عملهٗ اَربعين ليلة. قال: فاذا وضع فی قبرهٖ، جاء ته صلاته، فكانت عن يمينهٖ، وجاءهٗ الصيام (فكان) عن يساره. وجاء ته الزكاة، فكانت عند رأسهٖ وجاء ه مشيه الیٰ الصّلاة، فكان عند رجليهٖ، وجاء ه الصّبرفقام ناحية قبره، فعث الله عنقًا من العذاب، فياتية عن يمينه، فتقول الصّلاة: اليك عنهٗ. فو الله مازال عمره دائبًا، انّما استراح الاٰن حين وضع فی قبرهٖ. فياتيه عن يساره، فيقول الصيام مثل ذلك، وياتيه من عند رأسهٖ، (فيقول القرآن والذّكر مثل ذلك)، وياتيه من قبل رجليهٖ، فيقول مشيه الیٰ الصّلاة مثل ذلك. فلا ياتيه العذاب من ناحيه الّا وجد ولی الله قد اتخذ جنّته عند ذلك.

قال: فيقول الصبر لسائر الاعمال، امّا انّه لم يمنعنی ان اباشره انا بنفسی يعنی: الا انتم، فامّا اذا اجتراتم فانّا ذخرلهٗ عند الميزان والصّراط. قال: ويبعث الله ملكين، ابصار هما كالبرق الخاطف، واصواتهما كالرعد القاصف، وانيابهما كالصياصی، وانفاسهما كاللهب، يطان فی اشعرهما، بين منكبی كلّ واحدٍ منهما مسيرة كذا وكذا، قد نزعت منهما الرافة والرحمة، يقال لهما: منكر ونكير. مع كلّ واحدٍ منهما مطرقة من حديد، لو اجتمع عليها ربيعة ومضرلم

Marfat.com

يقلوها فياتيانهٖ فيقولان لهٗ: من كنت تعبد؟ ومادينك؟ ومن نبيّك؟ قالوا: يارسول الله، فمن يطيق الكلام عند ذلك، وانت تصف من المسلكين ما تصف؟ قال: (يثبت الله الّذين آمنو بالقول الثابت فى الحياة الدنيا وفى الاخرة، ويضل الله الظالمين، ويفعل الله مايشاء). فان كان مومنًا، قال: كنت اَعبدُالله وحدهٗ لاشريك لهٗ، ودينى الاسلام الّذى دانت به الانبياء. ونبى محمد خاتم الانبياء صلى الله عليه وآلهٖ وسلّم، فيقولان لهٗ: صدقت، فيدفعان القبر من بين يديه اَربعين ذراعاً، ومن خلفه اَربعين ذراعاً، وعن يمينهٖ اَربعين ذراعاً، وعن يساره اربعين ذراعاً مثل ذلك.قال: فيقولان لهٗ: ولى الله، انظر تحتك، فينظر تحته، فاذا باب مفتوح الىٰ النّار. فيقولانِ لهٗ: ولى الله، نجوت، آخر ما عليك.

فوالّذى نفس محمد بيدهٖ، انّهٗ ليصل الىٰ قلبه عند ذلك فرحة لا ترتد ابداً، فيقولانِ لهٗ: ولى الله، انظر فوقك، فينظر فوقهٗ، فاذا باب مفتوح الىٰ الجنّة، فيقولانِ لهٗ: ولى الله، هذا منزلك.

قال (رسول الله صلى الله عليه وآلهٖ وسلّم): فوالّذى نفسى بيدهٖ، انّهٗ ليصل الىٰ قلبه عند ذلك فرحة لاترتد ابداً، قال يزيد الرقاشى : قالت عائشة، فيفتح لهٗ تسعة وتسعون باباً الىٰ الجنة، فياتيه من ريحها وبردها حتىٰ يبعثه الله اليها. قال: ويقول الله عزوجل لملك الموت: انطلق الىٰ عدوى فائتنى به، فانّى قد بسطت لهٗ فى رزقى وسر بلته نعمتى، فاتتنى به، فلا نتقمن منهٗ. قال: فياتيه ملك الموت فى اكره صورة راها احد من النّاس، ومعهٗ سفود من نار، كثير الشوك، ومعهٗ خمسمائة من الملائكة يحملون معهٗ سياطًا من نار، لينها لين السياط وهى نار تاجج. فياتيه ملك الموت فيضربه بذلك السفود ضربة تنبعث كل شوكة من ذلك السفود فى كل عرق منه. فتنزع روحه من اظفار قدميه، يلقيها. يعنى فى عقبيه، ويسكر عدو الله عند ذلك يرفه عنه ملك الموت، وتضرب وجههٗ ودبرهٖ بتلك السياط (وينتره ملك الموت نترة، فينزع روحهٗ من عقبيه فى ركبتيه، ويسكر عدو الله سكرة يرفه عنهٗ ملك الموت،

Marfat.com

وتضرب الملائكة وجهه ودبرہٖ بتلك السیاط) ثم كذلك الیٰ صدرہٖ. ثم كذلك الیٰ حلقة، قال: ویقول ملك الموت: اخرجی ایتها الرّوح اللعینة الملعونة الیٰ سموم وحمیم، وظل من یحموم، لابارد ولا كریم.

قال: فیقبض ملك الموت روحهٗ، قالت الرّوح للجسد: جزاك الله عنی شرّاً، فقد كنت سریعاً الیٰ معصیة الله، بطیئًا عن طاعة الله، فقد هلكت واهلكت.

قال: ویقول الجسد للروح مثل ذلك، قال: وتلعنه بقاع الارض التی كان یعصی الله علیها، وكل باب ومن السّماء كان ینزل منه رزقه، ویصعد من عمله اَربعین لیلةً. فاذا وضع فی قبرہٖ ضیق علیه قبره حتیٰ تختلف اضلاعه، فتدخل الیمنیٰ فی الیسریٰ، ولیسریٰ فی الیمنیٰ. قال: ویبعث الله تعالیٰ الیہٖ افاعی وهما كاعناق الابل، فیاخذون باذنیه وابهامی قدمیه فیقر ضانه حتیٰ یلتقین فی وسطہٖ، قال: ویبعث الله تعالیٰ ملكین علیٰ تلك الصفة، ابصارهما كالبرق الخاطف، واصواتهما كالرعد القاصف، وانیابهما كالصیاصی، انفاسهما كاللهب، یطان فی اشعارهما، بین منكبی كلّ واحدٍ منهما مسیرة كذا وكذا، قد نزع منهما الرافة والرحمة، یقال لهما: منكر ونكیر، مع كلّ واحدٍ منهما مطرقة من حدید، لو اجتمع علیها ربیعة ومضر لم یقلوها فیاتینانه فیضربانه ضربة یتطایر شرار فی قبرہٖ، ثم یعود كما كان. فیقولانِ لهٗ: عدوالله. من كنت تعبد؟ وما دینك؟ ومن نبیّك؟ فیقول: لا اَدری. فیقولانِ لهٗ: عدوالله، لا دریت لاتلیت فیضربانه ضربًا یتطایر شرار فی قبرہٖ. ثم یعود كما كان، فیقولانِ لهٗ: عدو الله انظر فوقك، فینظر فوقه، فاذا باب مفتوح الیٰ الجنة، فیقولانِ لهٗ: عدو الله، لو كنت اطعت الله تعالیٰ لكان هذا منزلك.

قال رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلّم: فوالّذی نفس محمد بیدہٖ، انّهٗ لیصل الیٰ قلبہٖ عند ذلك حسرة لاترتد ابداً، فیقولانِ لهٗ: عدوالله: انظر تحتك، فینظر تحتهٗ، فاذا باب مفتوح الیٰ النّار، فیقولانِ لهٗ: عدوالله، هذا منزلك.

قال رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلّم: فوالّذی نفس محمد بیدہٖ، انّهٗ لیصل الیٰ قلبہٖ عند ذلك حسرة لاترتد ابداً، قال یزید الرقاشی: قالت عائشة

Marfat.com

(رضی اللہ عنھا): ویفتح لهٔ تسعة وتسعون باباً الیٰ النّار، فیاتیه من سمومها وحرها حتیٰ یبعثهٔ الله الیها .(105)

پہلی حدیث شریف کا ترجمہ

حضرت شیخ معروف کرخی اپنے اسانید سے اور وہ حضرت انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم الشافی اور تمیم داری نے حدیث بیان کی ہے۔وہ دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ میرے ولی کو میری طرف آزاد چھوڑ دو۔اسے میں نے خوف اور تنگی میں مبتلا کیا ہے۔اور میں نے ایسا ہی پایا ہے۔جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔کہتے ہیں کہ ملک الموت نے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف چھوڑ دیا ہے اس حال میں کہ اس کے ساتھ پانچ سو فرشتوں کی فوج ہے جوان کے لئے جنت کے کفن اور کافور کا بندوبست کر رہے ہیں۔ان کے پاس ریحان کی ٹہنیاں موجود ہیں جن کا ایک ہی تنا ہے۔اس سر پر بیس پھول جن کا رنگ مختلف ہر ایک کی خوشبو اس اصل خوشبو سے مختلف ہے۔اور ایک سفید ریشمی کپڑا بھی ہے اس میں مشک ہے اسے ملک الموت لے آتے ہیں۔اس ولی خدا کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور اس ریشمی کپڑے کو پھیلاتے ہیں۔اور مشک کو اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھولتے ہیں۔چنانچہ اس ولی کا نفس دنیا میں کبھی اپنی بیوی کے ساتھ کبھی اپنے کپڑوں کبھی اولاد واثمار کے ساتھ مشغول تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔ملک الموت کہتے ہیں۔اے پاکیزہ روح بغیر کانٹوں کے بیری کی طرف، ہمیشہ کے سائے کی طرف کیلے کے گچھوں کی طرف، بہتے پانی کی طرف نکلو! اور ملک الموت اس کے ساتھ اتنے پیار ومحبت سے پیش آتا ہے جس طرح ایک ماں اپنی اولاد کے ساتھ۔اور اسے معلوم ہے کہ یہ روح اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عزیز ہے۔اور وہ نہایت مہربانی سے اس سے التماس کر رہا ہے کیونکہ اس کے ساتھ ربانی محبت ہے۔اللہ تعالیٰ اس روح سے خوش ہیں تو وہ اس کو اس طرح جسم سے نکالتا ہے جس طرح مکھن سے بال نکالا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ فرشتے ان کو موت کی پاکیزہ نیند سلا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔یا تو وہ مقربین سے ہیں، ان کے لئے راحت اور خوشیاں نیز انعام کی جنت ہے۔کہتے ہیں موت کے سلسلے میں راحت اور خوشیوں

Marfat.com

کی حالت میں ملاقات کرتے ہیں اوران کی تواضع جنت کے انعامات سے کرتے ہیں۔ پسندیدہ رحمت اورانعام سے نوازتے ہیں۔ جب ملک الموت روح قبض کرلیتاہے توروح جسم سے مخاطب ہوکرکہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے بہترین بدلہ عطا کرے۔ تو میرے ذریعے نیکیوں میں سبقت لیتا رہا اور میرے ذریعے تو گناہوں سے بچتا رہا۔ یقیناً تو کامیاب ہوگیا اور مجھے بھی کامیاب بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسے کلمات جسم نے بھی روح کے لیے کہتے ہیں کہ اس پر زمین رونے لگی جوکہ اس پر وہ نیکی کرتا رہا۔ اللہ کی تابعداری کرتا رہا۔ تو آسمان کے ہر دروازے سے اسے رزق پہنچایا جارہا تھا اور اس کے اعمال چالیس راتیں مسلسل اوپر آسمان کی طرف پرواز کرتے رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جب اس کی نعش قبر میں رکھی جاتی ہے۔ تو اس کے پاس اس کی نماز آتی ہے، وہ اس ولی کے دائیں جانب بیٹھتی ہے۔ اس کا روزہ آتا ہے اور اس کی بائیں جانب بیٹھتا ہے۔ اس کی زکوٰۃ آتی ہے وہ اس کے سرہانے کی جانب بیٹھتی ہے۔ اس کی نماز کی طرف جانے کا عمل آتا ہے وہ اس کے پاؤں کی جانب کھڑا ہوتا ہے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ عذاب کے انواع بھیج دیتے ہیں۔ وہ اس کے دائیں جانب سے آتے ہیں تو اس کی نماز کہتی ہے اس سے تمہارا کیا کام؟ خدا کی قسم یہ زندگی بھر نمازوں کی پابندی کرتا رہا ہے۔ اور ابھی جب اسے قبر میں رکھا گیا تب سکون سے بیٹھا ہے۔ پھر وہ بائیں جانب سے آتے ہیں۔ اس کا روزہ اسی انداز میں بیان کرتا ہے۔ اور پھر وہ اس کے سرہانے کی طرف سے آنے لگتے ہیں تو اس کا قرآن، ذکر ایسا ہی بیان کرتا ہے اور جب وہ پاؤں کی جانب سے آنے لگتے ہیں۔ اس کی نماز کی طرف جانے کا عمل اس طرح کہتا ہے تو اس کی طرف کوئی عذاب نہیں آتا۔ اس طرح یہ خدا کے ولی جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ اس کا صبر سارے اعمال کو کہتا ہے یقیناً اس نے مجھے ہمیشہ ساتھ رکھا ہے۔ اگر تم اس کا بدلہ دیتے ہو تو میں بھی اس کا میزان اور صراط پر مددگار رہوں گا۔ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو فرشتے نازل فرماتے ہیں ان کی آنکھیں تیز بجلی کی طرح چمک رہی ہوتی ہیں۔ ان کی آواز گرجتی ہوئی کڑک کی طرح ہے۔ ان کی دھاڑیں درانتی کی طرح ہیں۔ اُن کا جسم بھڑکتے شعلوں کی طرح ہے۔ ان کے بال ان کے کندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔ اُن کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ اتنی مسافت کا ہے۔ ان میں کوئی شفقت و رحمت

Marfat.com

کی بو بھی نہیں، ان دونوں فرشتوں کو نکیر و منکر کہا جاتا ہے۔ ہر ایک کے پاس لوہے کا گُرز ہو گا۔ اگر اس کے اٹھانے پر قبیلہ ربیع اور مضر کے لوگ جمع ہو جائیں تو بھی ہل نہ پائے گا۔ وہ دونوں اس کے پاس آئیں گے اور اس قبر والے سے پوچھیں گے۔ تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ تمہارا دین کونسا ہے؟ تمہارے نبی کون ہیں؟ صحابہ پوچھتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو کوئی جرأت کر سکے گا ان کے سامنے؟ جن فرشتوں کی صفات آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ کہ وہ بات کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایمان داروں سے دنیاوی اور اُخروی زندگی میں سچی بات نکال دیتا ہے۔ اور ظالم لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور ان کے ساتھ اللہ جو چاہتا ہے کر لیتا ہے۔ اگر وہ مومن ہے وہ کہے گا۔ میں خدا تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ میرا دین وہ اسلام ہے جس پر سارے انبیاء چلے ہیں اور میرے نبی محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ تو وہ دونوں فرشتے کہیں گے تم نے ٹھیک کہا۔ اور وہ دونوں اس کے قبر کو اتنا کھلا کر دیں گے کہ سامنے سے چالیس گز، اس کے پیچھے سے چالیس گز، اس کے دائیں جانب سے چالیس گز، اس کے بائیں جانب سے چالیس گز، پھر وہ دو فرشتے اس سے کہیں گے۔ اے اللہ کے ولی تم اپنے نیچے کی جانب دیکھو تو وہ دیکھتا ہے تو گویا دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔ تو وہ دونوں فرشتے کہیں گے! اے اللہ کے ولی تجھے اس سے نجات دی گئی ہے تم اس کے سزاوار نہیں ہو!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں کہ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اس ولی اللہ کے دل میں ایسی خوشی کی لہر دوڑے گی اس سے پہلے اسے ایسی خوشی نہیں ملی ہوگی۔ اور فرشتے اس سے کہیں گے! تم اپنے اوپر کی جانب دیکھو تو وہ دیکھے گا گویا کہ جنت کا ایک دروازہ اس کی طرف کھلا پڑا ہے۔ وہ فرشتے اس سے کہیں گے! اے اللہ کے ولی یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اس سے پہلے اسے ایسی خوشی حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ (اس پر مزید) رقاشی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتا ہے کہ اس ولی اللہ کے لئے ننانوے دروازے جنت کی طرف کھولے جائیں گے۔ پھر ان سے اسے خوشبو اور ٹھنڈک حاصل ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کی طرف روانہ کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائیں گے! تم میرے دشمن کو میری طرف آزاد کر دو اسے لے آؤ۔ اسے کچھ مت کہو۔ کہتے ہیں

Marfat.com

کہ فرشتے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں لے آتے ہیں۔اس کی ایسی بری شکل ہوگی کہ ایسی کبھی کسی نے نہ دیکھی ہو۔ان کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوگا جس پر بہت سارے کانٹے ہوں گے۔اور ان کے ہمراہ پانچ سو فرشتوں کی فوج آگ کے ہتھیاروں سے لیس ہوگی۔بندے کی حالت یہ ہوگی۔تیز بخار چڑھا ہوا ہوگا۔گویا آگ بھڑک رہی ہو اور فرشتے اسے آتشین ہتھیاروں سے مارتے ہوئے لے کر آئیں گے اور اس کے جسم سے پسینہ جاری ہے۔اس کی جان اس کے پاؤں کے ناخنوں سے نکالی جاتی ہے۔وہ اس کی ایڑیوں کی طرف سے چلتے ہیں اور یہ خدا کا دشمن اس سے بیہوش ہوتا ہے۔ملک الموت اس کے منہ اور پیٹھ پر آتشین ہتھیار سے مار رہا ہے۔ملک الموت اسے گھسیٹتا ہے اور اس کی روح اس کی ایڑیوں سے گھٹنوں کی جانب سلب کرتا ہے۔یہ خدا کا دشمن عزرائیل کے خوف سے بیہوش ہوتا ہے۔فرشتے اس کے چہرے اور پیٹھ پر مار رہے ہیں۔پھر ایسا ہی اس کے سینے پر بھی مارتے ہیں اور پھر اس طرح اس کا گلہ دباتے ہیں۔اور ملک الموت کہتا ہے اے ملعون روح! زہریلے کھولتے ہوئے پانی کی طرف جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں! نہ وہ ٹھنڈی ہوگی اور نہ آرام کہتے ہیں۔اس کی روح قبض کی گئی تو روح جسم سے مخاطب ہو کر کہتی ہے۔اللہ تجھے بہت برا بدلہ عطا کرے۔تو یقیناً خدا کی نافرمانی میں جلد باز تھا۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے بھاگنے والا تھا۔تو خود ہلاک ہوگیا اور مجھے بھی ہلاک کیا۔اور ایسا ہی جسم روح سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔کہتے ہیں تو زمین کے قطعات بھی اس پر لعنت بھیجتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی۔اور آسمان کے ہر دروازے سے اسے خدا کا رزق مل رہا تھا۔اور اس کے اعمال آسمان کی طرف چڑھ رہے تھے یہ سلسلہ چالیس رات جاری رہا۔جب اسے قبر میں رکھا گیا اس کی قبر اس پر تنگ ہوگئی۔یہاں تک کہ اس کے دونوں اطراف آپس میں مل گئے۔اور دائیں بائیں کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس گئیں۔فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف بہت سے ایسے سانپ بھیجتا ہے جن کی حالت اونٹ کی گردن کی طرح ہے۔وہ اس کے کانوں اور پاؤں کے انگوٹھوں سے پکڑتے ہیں اور اسے نوچتے ہیں اور درمیان سے مروڑتے ہیں۔کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر دو ایسے فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ان کی آنکھیں چمکتی ہوئی بجلی کی طرح ہیں ان کی آواز گرجتی ہوئی کڑک کی طرح۔ان کی دھاڑیں تیز درانتی کی طرح ہیں۔ان کا جسم بھڑکتے ہوئے شعلوں کی طرح ہے۔ان کے بال ان کے کندھوں پر اس طرح پھیلے ہوتے ہیں ان کے درمیاں اتنی مسافت ہے۔ان دونوں سے رحم وشفقت

Marfat.com

اٹھالی گئی ہے۔ان دونوں کونکیر ومنکر کہا جاتا ہے۔اور ہر ایک کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوگا۔اگر قبیلہ مضر اور ربیع کے سب لوگ جمع ہو جائیں تو اٹھا نہ سکیں گے۔اور وہ دونوں اس سے مارتے ہوئے آتے ہیں۔اس کی چنگاریاں اس کے قبر میں گر رہی ہیں۔پھر وہ اسے یہ کہتے ہوئے لوٹتے ہیں۔اے خدا کا دشمن! تو کس کی بندگی کرتا تھا؟ تیرا دین کونسا تھا؟ تیرے نبی کون تھا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔اسے فرشتے کہیں گے اے خدا کا دشمن! تو نہیں جانتا؟ اور تو نے کسی سے نہیں سنا؟ اور اسے ایسا مارتے ہیں کہ چنگاریاں اس کی قبر سے باہر نکلتی ہیں۔پھر وہ پوچھتے ہیں کہ تو کس کی بندگی کرتا تھا؟ تیرا دین کونسا ہے؟ تیرا نبی کون تھا؟ پھر وہ وہی جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا! وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اے خدا کا دشمن! تو یہ نہیں جانتا؟ تو نے کسی سے سنا بھی نہیں؟ اور پھر اس کو ایسا مارتے ہیں کہ چنگاریاں اس کی قبر سے باہر نکلتی ہیں۔پھر یہ سوال دہراتے ہیں۔اے خدا کے دشمن! تو اپنے اوپر کی طرف دیکھتا ہے تو گویا جنت کا دروازہ کھلا ہے۔فرشتے اس سے کہتے ہیں۔اے خدا کے دشمن! اگر تو خدا کی اطاعت کر لیتا تو تیرا یہی ٹھکانہ ہوتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں قسم کھاتا ہوں اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اس کے دل میں ایسی حسرت پیدا ہوتی ہے ایسی کبھی اس کے دل میں پیدا نہ ہوئی تھی۔راوی اس پر بیان کرتا ہے۔

رقاشی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ اس کے لئے جہنم کے ننانوے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ان سے اس کی زہریلی بدبو آئے گی۔اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمن کو اپنی طرف اٹھائے گا۔

الحدیث الثانی

انبانا ابو بکر بن ابی طاهر البزاز، قال: انبانا هناد بن ابراهيم النسفی، قال: اخبرنا ابو سعدجامع بن محمد بن علی الجوهری، قال: حدثنا ابراهيم بن عبدالله بن محمد الاصفهانی، قال:حدثنا الحسين بن الحسن الحرانی، قال حدثنا ميمون بن محمد بن عبدالسلام الحرانی، قال: حدثنا معروف بن الفيروزان الكرخی، قال: حدثنا بكر بن خنيس عن ضرار عن انس بن مالك،

Marfat.com

قال: جاء رجل الیٰ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فقال: (علمنی علما یدخلنی الجنة، قال: لاتغضب).

اخبرنا المحمدان، ابن ناصر، وابن عبدالباقی، قالا: اخبرنا حمد بن احمد، قال: حدثنا محمد بن السری الله، قال: حدثنا مخلد بن جعفر، قال: حدثنا محمد بن السری القنطری، قال: حدثنا محمد بن میمون الخفاف، قال: حدثنا ابو علی المفلوج، عن معروف الکرخی، عن بکر بن خنیس، عن ضرار بن عمرو، عن انس بن مالك: ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ، فقال: یارسول اللہ، دلنی علی عمل یدخلنی الجنة، قال: (لاتغضب) قال: فان لم اطق ذلك یارسول اللہ؟ قال: (فستستغفراللہ کل یوم بعد صلاة العصر سبعین مرة ، یغفر اللہ لك ذنوب سبعین عام). قال: فان لم یات علیٰ ذنوب سبعین عاما؟ قال: (یغفر لامك. قال: فان ماتت امی ولم تات علیها ذنوب سبعین عام. قال: یغفر لا قاربك). (106)

دوسری حدیث شریف کا ترجمہ

حضرت شیخ معروف کرخی ضرار سے روایت کرتے ہیں۔ وہ حضرت انس بن مالکؓ سے حدیث بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا اور عرض کی! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے ایسی چیز سکھا دیجئے کہ میں جنت میں پہنچ جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا غصہ پی لیا کر۔

حضرت شیخ معروف کرخی اپنے کئی واسطوں کے بعد حضرت انس بن مالکؓ سے روایت بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ مجھے جنت کی رہنمائی فرمائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ غصہ پی لیا کر۔ اگر اسے ضبط نہ کرسکوں یارسول اللہ؟ تو کیا کروں۔ تو ہر روز عصر کی نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار پڑھ لیا کر۔ اللہ تمہارے ستر سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔ اگر ستر سال کے گناہ ہی نہ ہوتو؟ اللہ تمہاری ماں کے گناہ معاف فرمائے گا۔ اس نے عرض کی کہ اگر

Marfat.com

ماں پہلے ہی فوت ہو چکی ہو تو اس کے بھی ستر سال کے گناہ نہیں بنتا۔ فرمایا گیا کہ تمہارے رشتہ داروں کے گناہ معاف کر دے گا۔

الحدیث الثالث

اخبرنا المحمدان بن ناصر، وابن عبدالباقی، قالا: اخبرنا حمد ابن احمد بن احمد، قال: اخبرنا احمد بن عبدالله الحافظ، قال:حدثنا ابی، قال: حدثنا ابوالحسین بن ابان، قال: حدثنا عبید الله بن محمد بن سفیان، قال: حدثنا معروف ابو محفوظ، قال: حدثنا عبدالله بن موسیٰ، قال: حدثنا عبدالاعلی بن اعین، عن یحییٰ بن ابی کثیر، عن عروۃ، عن عائشۃ، قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلّم :(الشرك اخفی فی امّتی من دبیب النمل علی الصفا فی اللیلۃ الظلماء، وادناہ ان تحب علی شیء من الجور او تبغض علی شیء من العدل، وھل الذین الا الحب فی الله، والبغض فی الله. قال الله تعالیٰ: ﴿قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله﴾. (107)

تیسری حدیث شریف کا ترجمہ

حضرت شیخ معروف کرخی اپنے اسانید سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ کہ میری امت سے شرک چیونٹی کے اندھیری رات میں صفا کی پہاڑی پر چلنے سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ لیکن اس سے ادنیٰ بات کسی پر ظلم کرنے کو پسند کرنا اور عدل کے تقاضا کو چھوڑ دینا ہے۔ دین تو خدا ہی کے لئے محبت کرنا ہے۔ اور خدا ہی کے لئے بغض رکھنا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فرما دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو خدا تم سے محبت کرے گا۔

الحدیث الرابع

اخبرنا ابو منصور عبدالرحمن بن محمد القزاز، قال:اخبرنا احمد بن علی بن ثابت، قال: اخبرنا ابو سعد احمد بن محمد المالینی، قال: اخبرنا ابوالفتح محمد بن احمد بن فارس، قال: ذکر عمر بن محمد بن الفضل، قال:

Marfat.com

حدثنا محمد بن عیسیٰ الدهقان، قال: کنت امشی مع ابن الحسین النوری احمد بن محمد المعروف بابن البغوی الصوفی، فقلت له: ماالذی تحفظ عن السری السقطی؟. فقال: حدثنا السری عن معروف الکرخی عن ابن السماك، عن الثوری، عن الاعمش، عن انس بن مالك، ان النبی صلی الله علیه وآلہٖ وسلّم ، قال: (من قضی الیٰ اخیه المسلم حاجة، کان لهٗ من الاجر کمن خدم الله عمره). قال محمد بن عیسیٰ: فذهبت الیٰ السری فسألته عنهٗ، فقال: سمعت معروفا یقول: خرجت الیٰ الکوفة، فرأیت رجلاً من الزّهاد، ویقال لهٗ: ابن السماك. فتذاکرنا العلم، فقال: حدثنا الثوری عن الاعمش مثله.

اخبرنا ابو منصور القزاز، قال: اخبرنا احمد بن علی بن ثابت، قال: اخبرنا احمد بن جعفر القطیعی، قال: حدثنا علی بن محمد بن الحسن بن المرتزق الطرطوسی، قال: سمعت ابا الحسین احمد بن محمد المالکی، یقول: حدثنا ابوالحسین احمد بن محمد بن محمد النوری، قال: حدثنا السری بن المفلس ابوالحسن، قال: حدثنا معروف الکرخی، قال: حدثنا محمد بن السماك عن الثوری عن الاعمش عن انس بن مالك، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلّم (من قضی لاخیه المسلم حاجة، کان لهٗ من الاجر کمن حج واعتمر). (108)

چوتھی حدیث شریف کا ترجمہ

حضرت شیخ معروف کرخی اپنے اسانید کے بعد حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں۔کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کی اسے ساری عمر خدا کی خدمت انجام دینے کا اجر ملتا ہے۔

(اس حدیث شریف کی دوسری روایت یوں نقل ہوئی ہے)۔

حضرت سری سقطی روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معروف کرخی سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ کوفہ کا سفر اختیار کیا۔ میں نے زاہدوں میں سے ایک آدمی کو

Marfat.com

دیکھا۔اُن سے ابن سماک کہہ رہا تھا۔اس نے ایک علمی مذاکرے میں ہم سے ایسا ہی بیان کیا ہے۔اس حدیث کو ثوری نے اعمش سے بیان کیا ہے۔

(اس حدیث شریف کا ایک اور طریق سے یوں بیان ہوا ہے)۔

حضرت شیخ معروف کرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے اسانید سے سنا ہے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔جس شخص نے ایک مسلمان بھائی کی کوئی ضرورت پوری کردی اس کو اتنا ثواب ملے گا۔جس طرح کسی نے حج اور عمرہ کر کے ثواب کمایا ہو۔

الحدیث الخامس

اخبرنا ابو منصور عبدالرحمن بن محمد، قال: اخبرنا احمد بن علی بن ثابت، قال: اخبرنا محمد بن احمد بن رزق، قال: اخبرنا ابوبکر محمد ابن الحسن النقاش، قال: حدثنا القاسم بن داؤد البغدادی، قال: حدثنا احمد بن اسحاق السکری، قال: حدثنا محمد بن ابراهیم الشامی، قال: حدثنا معروف الکرخی عن بکر بن خنیس، عن ضرار بن عمرو، عن یزید الرقاشی، عن انس، انّ النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلّم قرا :(فروح وریحان). (109)

پانچویں حدیث شریف کا ترجمہ

حضرت شیخ معروف روایت بیان کرتے ہیں وہ بکر بن خنیس سے وہ ضرار بن عمرو سے وہ یزید الرقاشی سے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روح وریحان (راحت اور خوشبو) کی تلاوت کی۔یعنی روح کی را پر زبر کے ساتھ قرأت کی۔اور یہ قرآنی آیت سورۃ الواقعہ میں مذکور ہے۔(یہ حدیث ایک تفسیری موضوع پر تھی جسے نقل کیا گیا)۔

الحدیث السّادس

اخبرنا محمد بن ابی منصور، قال: انبانا الحسن بن احمد النساء، قال: حدثنا ابوالفتح محمد بن احمد الحافظ، قال: قرأت علی عبدالوهاب بن محمد بن الحسن بن هانئ البزاز، قیل لهٗ: حدثکم احمد ابن الحسن المقرئ،

Marfat.com

قال: حدثنا ابو عبدالله، محمد بن یحییٰ الکسائی، قال: حدثنی خلف بن ھشام المقری، قال: حدثنی معروف الکرخی، قال: حدثنا بکر بن خنیس، قال: حدثناسفیان الثوری عن عمر بن دینار عن ابن عباس، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ، قال: (من قال عند منامہ، اللھم لاتومنا مکرک، ولاتنسنا ذکرک، ولاتھتک عنا سترک ولاتجعلنا من الغافلین، اللھم ابعثنا فی احبّ السّاعات الیک حتی تذکرک فتذکرنا ونسألک فتعطینا، وندعوک فتجیب لنا، ونستغفرک فتغفرلنا، الا بعث اللہ الیہ ملکافی احبّ السّاعات الیہ فیوقظہ. فانّ قام والا صعد الملک، ثم بعث الیھن ملکا اخر، فانّ قام والا صعد ذلک الملک، فقام مع صاحبہ الاول، فان قام بعد ذلک ودعا استجیب لہٗ، ان لم یقم، کتب اللہ لہٗ ثواب اولٰئک الملائکۃ). (110)

چھٹی حدیث شریف کا ترجمہ

حضرت شیخ معروف کرخی بکر بن خنیس سے وہ سفیان ثوری سے وہ عمرو بن دینار سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بستر پردراز ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھی۔

''پروردگار مجھے اپنے مکر سے محفوظ رکھ۔ اپنے ذکر کرنے سے فراموش نہ فرما۔ مجھ سے اپنا پردہ نہ اٹھا۔ اور ہمیں غافلوں میں شامل نہ فرما۔ پروردگار ہمیں بہترین ساعات میں بیدار رکھ تاکہ ہم تیرا ذکر کرسکیں اور تو ہمیں یاد رکھ۔ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں تو ہمیں عطا فرما۔ ہم تجھے پکارتے ہیں تو ہماری پکار قبول فرما۔ ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں تو ہمیں بخش دے۔''

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ موکل فرماتا ہے وہ اسے اچھی ساعات میں بیدار کرتا ہے۔ اگر وہ اٹھ گیا تو فبہا ورنہ اللہ تعالیٰ ایک اور فرشتہ کو اس کے بیدار کرنے پر مامور فرماتا ہے (بعض روایات میں ہے۔ پہلا فرشتہ آسمان کی طرف جا کر اس بندے کے حق میں عبادات بجالاتا ہے اور دعا کرتا ہے)۔ اگر وہ اٹھ گیا تو فبہا ورنہ وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ اور پہلے فرشتہ کے ساتھ اس بندے کے حق میں قیام بجالاتا ہے۔ اس کے بعد وہ بندہ نیند سے بیدار

Marfat.com

ہوگیا اور جو بھی دعا مانگ لے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ اگر وہ بیدار ہونے سے رہ گیا تو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں ان فرشتوں کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

الحدیث السابع

اخبرنا المحمدان، ابن ناصر، وابن عبدالباقی، قالا: انبانا حمد بن احمد، قال: اخبرنا احمد بن عبدالله الحافظ، قال: اخبرنا احمد بن نصر بن منصور المقرئ، قال: حدثنا احمد بن الحسن بن علی المقرئ، دبیس، قال: اخبرنا نصر بن داؤد الخلنجی قال: حدثنا خلف المقرئ، قال: کنت اسمع معروف الکرخی یدعوا بهذا الدّعاء کثیراً، فیقول: (اللهم ان قلوبنا وجوارحنا بیدك لم تملکنا منها شیئًا، فاذا فعلت ذلك بهما، فکن انت ولیهما).

فقلت: یا ابا محفوظ، اسمعك تدعوا بهذا الدعاء کثیراً، هل سمعت فیه حدیثاً؟ قال: نعم. حدثنی بکر بن خنیس عن سفیان الثوری عن ابی الزبیر، عن جابر انّ النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلّم کان یدعوا بهذا الدعاء اخبر ان ابو منصور عبدالرحمن بن محمد، اخبرنا احمد بن علی بن ثابت، قال: اخبرنا الازهری، قال: حدثنا سلیمان بن محمد بن احمد الشاهد، قال: حدثنا ابو علی احمد بن الحسن المقرئ، قال: حدثنی نصر بن داؤد، قال: حدثنا خلف بن هشام،قال: کنت اجالس معروفا کثیراً، وکنت اسمعهٗ یقول: (اللهم ان قلوبنا ونواصینا بیدك، لم تملکنا منها شیئًا، فاذا فعلت ذلك بها، فکف انت ولیها واهد ها الیٰ سواء السبیل).

فقلت: یا ابا محفوظ، اسمعك تدعوا بهذا الدعاء کثیراً. هل سمعت فیه حدیثاً؟ قال: نعم. حدثنا بکر بن خنیس، قال: حدثنا سِفیان الثوری، عن ابی الزبیر عن جابر، ان النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلّم کان یدعوا بهذا الدعاء.

هذا الحدیث الذی ذکره ابو عبدالرحمن السلمی، وزعم ان معروفا لم یر وغیره. وقد ذکرنا قبله ستة احادیث:

Marfat.com

ابو محفوظ معروف. قلنا: بخير. قال: لايزال اهل تلك المدينة بخير مابقي فيهم. اخبرنا المحمدان، ابن ناصر، وابن عبدالباقي، قالا: اخبرنا حمد بن احمد، اخبرنا ابو نعيم احمد بن عبدالله.

ومنهم: عبدالوهاب انوراق:

اخبرنا ابو منصور القزاز، قال: اخبرنا ابوبكر احمد بن علی بن ثابت، قال: اخبرنی الازهری، قال: حدثنا عثمان بن عمرو الامام، قال: حدثنا محمد بن مخلد، قال: قرئ علی الحسن بن عبدالوهاب، وانا اسمع، قال: سمعت ابی یقول: (قالوا ان معروفاً الکرخی یمشی علی الماء، لو قیل لی انه یمشی فی الهواء لصدقت).

اخبرنا القزاز، قال: اخبرنا احمد بن علی، قال: اخبرنا الازهری، قال: حدثنا عثمان بن عمرو، قال: حدثنا ابن مخلد، قال: حدثنا عبدالصمد بن حمید، قال: سمعت عبدالوهاب الوراق. (111)

ساتویں حدیث شریف کا ترجمہ

المقری سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ معروف کرخی کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ وہ یوں دعا مانگتے تھے۔

اللهم ان قلوبنا وجوارحنا بیدیك لم تملکنا منها شیئًا فاذا فعلت ذالك هما فکن انت ولیهما. (112)

اے میرے اللہ! یقیناً ہمارا دل اور ہمارے اعضاء تیرے ہاتھوں میں ہیں۔ تو ہمیں ان میں سے کسی کا مالک نہیں بنایا ہے اور تو ان سے جو کرنا چاہے کرسکتا ہے پس تو نے ان کی کارسازی فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے ابومحفوظ! میں آپ سے یہ دعا کرتے ہوئے اکثر سنا ہے کیا اس دعا کے بارے میں کوئی حدیث بھی ہے؟ تو آپ نے فرمایا! ہاں۔ مجھ سے بکر بن خنیس نے وہ سفیان ثوری سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی دعائیہ کلمات سے اپنے اللہ کو پکارتے تھے۔

Marfat.com

(اس حدیث کی دوسری روایت یوں نقل کرتے ہیں)۔

خلف بن ہشام راویت کرتے ہیں کہ میں اکثر حضرت شیخ معروف کرخی کی مجالس میں بیٹھا کرتا تھا۔ میں نے انہیں ان کلمات میں دعا کرتے ہوئے سنا ہے۔

اللهم ان قلوبنا ونواحينا بيديك لم تملكنا منها شيئًا فاذا فعلت ذالك لها، فكف انت وليها. واهدها الىٰ سواء سبيل. (113)

اے میرے اللہ یقیناً ہمارے دلوں اور پیشانیوں کا وجود تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔ تو نے ہمیں ان سے کسی کا مالک نہیں بنایا ہے۔ پس تو ان سے جو کرنا چاہے تو اس کو اپنے اختیار میں رکھ۔ تو اس کا کارساز ہے اسے سیدھے راستے کی رہنمائی فرمائے۔

راوی کہتے ہیں کہ اے ابا محفوظ! میں اکثر دفعہ آپ سے یہی دُعا مانگتے ہوئے سنا ہے۔ کیا اس بارے میں آپ نے کوئی حدیث سنی ہے؟۔ آپ نے فرمایا ہاں! مجھے بکر بن خنیس نے انہیں سفیان ثوری نے انہیں ابی زبیر نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ایسی ہی دعا فرمایا کرتے تھے۔

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ یہ وہ حدیث ہے جس کا عبدالرحمٰن السلمی نے ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی نے صرف اس حدیث کے سوا کوئی دوسری حدیث کی روایت ہی نہیں فرمائی۔

لیکن ہم نے اس سے پہلے جو احادیث بیان کی ہیں۔ ابو محفوظ! ہم کہتے ہیں وہ بہت اچھے ہیں۔ جب تک اس شہر میں شیخ معروف موجود ہیں سب معاملات اچھے ہیں۔

☆☆☆

احادیثِ اسرائیلیات

اخبرنا المحمدان، ابن ناصر، وابن عبدالباقی، قالا: اخبرنا حمد بن احمد، قال: اخبرنا ابونعیم الحافظ، قال: اخبرنا عبدالله بن محمد، قال: حدثنا احمد بن الحسین الحذاء، واخبرنا یحییٰ بن علی المدیر. قال: اخبرنا یوسف بن محمد المهروانی، قال: اخبرنا ابوالحسن ابن ارزقویه، قال: حدثنا عثمان

Marfat.com

بن احمد الدقاق، قال: حدثنا جعفر بن محمد بن العباس.

واخبرنا محمد بن ابی منصور، قال: اخبرنا عبدالقادر بن محمد، قال: اخبرنا ابراهیم بن عمر البرمکی، قال: اخبرنا عبیدالله بن عبدالرحمن الزهری، قال: حدثنی ابوالحسن احمد بن محمد بن یزید الزعفرانی، قال: حدثنا ابوالعباس بن واصل، قال: حدثنا احمد بن ابراهیم الدورقی، قال: سمعت معروفاً الکرخی یقول: (قال الله تبارک وتعالیٰ): (احب عبادی الیٰ المساکین الّذین سموا قولی، واطاعوا امری. فمن کرامتهم علی ان لا اعطیهم دنیا فیلتفتوا عن طاعتی).

وقال المهروانی: فیشتغلوبها عن طاعتی.

اخبرنا ابو منصور القزاز، قال: اخبرنا احمد بن علی بن ثابت، قال: اخبرنا ابو عبدالله محمد بن عبد الواحد، قال: اخبرنا عبدالعزیز بن احمد الخرقی، قال: حدثنا محمد بن ابراهیم بن محمد بن خالد بن یزید.

اخبرنا ابو منصور، قال: اخبرنا احمد بن علی، قال: اخبرنی الحسن بن ابی طالب، قال: حدثنا یوسف القواس، قال: اخبرنا ابراهیم بن محمد بن سهل النیسابوری، واخبرنا القزاز، قال: اخبرنا احمد ابن علی، قال: حدثنا ابن رزق، قال: حدثنا عثمان بن احمد الدقاق، قال: اخبرنا یحییٰ بن ابی طالب، قال: حدثنا معروف ابو محفوظ الکرخی، قال: حدثنا الربیع بن صبیح، عن الحسن، عن عائشة، قالت: (لو ادرکت)، وقال ابن رزق: (لو رأیت، لیلة القدر، ما سالت الله تعالیٰ، الا العفو العافیة).

اخبرنا ابو بکر ابن حبیب الصوفی، قال: (اخبرنا علی بن ابی صادق)، قال: اخبرنا ابن باکویه، قال: حدثنا ابو الفضل العطار، قال: اخبرنا جعفر الخلدی، قال: اخبرنا الجنید، قال: اخبرنا سری السقطی، قال: اخبرنا معروف الکرخی، قال: سمعت جعفر الصادق، یقول: کان سلیمان علیه السلام قاعداً علی سریر ملکه، وبین یدیه عصفوران یلعبان، فضحک. فقیل لهٗ، یا نبی الله، لماذا ضحکت؟ قال: من العصفورین. قال: الذکر للانثیٰ: انی لم اجامعک لحظ

Marfat.com

نفسی، بل اجامعک لیکون بینا ولد یسبح الله عزوجل، ویذکره. ثم حلف وقال: والّذی رفع السّموات وبسط الارض، انی لا ارید ان یکون ولداً لا یسبحه ولی ملک فرعون، وان ولدت ولداً یسبحه کان احب الیٰ من ملک سلیمان الّذی هو قاعد ههنا.

اخبرنا ابن ناصر، قال: اخبرنا رزق الله، قال: انبانا الحسین بن بشران، قال: حدثنا عثمان بن احمد الدقاق، قال: حدثنا اسحاق بن ابراهیم الختلی، قال: حدثنی الحسن بن عیسیٰ ابن اخی معروف الکرخی، قال: سمعت عمّی معروف بن الفیروزان، یقول: سمعت بکر بن خنیس، یقول: کیف تتقی وأنت لاتدری ما تتقی.

اخبرنا المحمدان، ابن ناصر، وابن عبدالباقی، قالا: اخبرنا حمد بن احمد قال: اخبرنا ابو نعیم احمد بن عبدالله، قال: حدثنا عبدالله بن محمد بن جعفر، قال: حدثنا احمد بن الحسین بن ناصر، قال: حدثنا احمد بن ابراهیم الدورقی، قال: حدثنی معروف ابو محفوظ، قال: سمعت بکر. یعنی ابن خنیس، یقول: کیف یکون تقیاً من لایدری ما یتقی، ثمّ قال معروف: اذا کنت لاتحسن تتقی اکلت الربا، واذا کنت لاتحسن تتقی، لقیت امراة لم تغض بصرک، واذا کنت لاتحسن تتقی، وضعت سیفک علی عاتقک.

ثم قال: ومجلسی هذا، لعله کان ینبغی ان تتقیه، ومجیئکم معی الیٰ المسجد الیٰ ههنا، کان ینبغی لنا ان نتقیه، الیس جاء فی الحدیث.
(فتن للمتبوع، وذلة للتابع).

اخبرنا ابو السعادات، احمد بن احمد بن المتوکلی، قال: اخبرنا ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، قال: اخبرنا ابوالحسن محمد بن احمد بن رزق، وابوالحسین علی بن محمد بن بشران، قالا: اخبرنا اسماعیل بن محمد الصفار، قال: حدثنا ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ بن اسد المروزی، قال: حدثنا معروف الکرخی، قال: قال بکر بن خنیس: ان فی جهنم لوادیا تتعوذ جهنم من

Marfat.com

ذلك الوادی كل يوم سبع مرات. وان فی الوادی لجبا يتعوذ الوادی وجهنم من ذلك الجب كل يوم سبع مرات، يبدا بفسقة حملة القرآن، فيقولوا: ای رب بدئ بنا قبل عبدة الاوثان؟. قيل لهم: ليس من يعلم كمن لايعلم.

اخبرنا اسماعيل بن احمد، قال: اخبرنا محمد بن هبة الله الطبری، اخبرنا علی بن محمد بن بشران، قال: حدثنا الحسين بن صفوان، قال: حدثنا ابو بكر بن عبيد، قال: حدثنا ابو حفص عمر بن موسیٰ، قال: اخبرنی معروف الكرخی، قال: جاء نی شاب، فقال: يا ابا محفوظ، رأيت ابی فی النوم، فقال لی: يا بنی، مايمنعك ان تهدی لی، كما يهدی الا حياء الی امواتهم؟ قلت: يا ابتی، ما اهدی اليك؟ قال: تقول: ياعليم، يا قدير، اغفرلی ولوالدی، انك علی كل شیءٍ قدير. قال: فجعلت اقولها، فرأيت ابی بعد ذلك فی النوم، فقال: يابنی وصلت الينا هديتك. (114)

مناقب معروف الکرخی میں علامہ ابن جوزی نے چندایسی روایات درج کردی ہیں جو اسرائیلیوں سے منسوب ہیں۔یعنی بنی اسرائیل کے صلحاء اکابراور کتبِ معتبرہ سے ماخوذ روایات جن سے ہمارے اسلاف نے مسائل و واقعات کی تشریح اور استنباط کے سلسلے میں استفادہ کیا ہے۔اور انہیں احادیث میں شامل کیا گیا ہے۔لیکن مندرجہ ذیل تمام روایاتِ حدیث صرف حضرت شیخ معروف کرخی سے بیان کئے گئے ہیں۔ہم اہمیت وافادیت کے پیشِ نظر ترجمہ ومتن کو شاملِ کتاب کررہے ہیں۔لیکن راویوں کی اس طویل فہرست کواُردو ترجمہ میں اس لئےنہیں دیا جارہاہے جومتن کی عبارات میں درج ہوئی ہے۔

پہلی روایت یہ ہے کہ احمد بن ابراہیم الدورقی حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کوسنا ہےآپ فرماتے ہیں۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے ہاں میرے بندوں میں سے عزیز ترین بندے وہ ہیں جومساکین ہیں۔انہوں نے میری باتوں کوسنا میرے امر کی اطاعت گزاری کی۔بس ان کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ان کو میں نے دنیانہیں دی تاکہ کہیں وہ میرےامر کی اطاعت گزاری سے نہ رہ جائیں۔مگر شیروانی روایت کرتے ہیں۔تاکہ وہ میری اطاعت کوچھوڑ کردنیا میں مشغول نہ ہوجائیں۔

Marfat.com

یحییٰ بن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف الکرخی نے حدیث بیان کی ہے۔آپ نے ربیع بن صبیح سے اورانہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں۔اگر میں نے پایا۔ابن رزق کی روایت ہے۔اگر میں شب قدر کو دیکھ لیتا تو خدا تعالیٰ سے عفوو عافیت کے سوا کچھ بھی نہ مانگتا۔

حضرت سری سقطی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شیخ معروف کرخی نے کہا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے شاہی تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ان کے سامنے دو چڑیاں کھیل رہی تھیں۔جس پر حضرت سلیمان ہنس پڑے۔ کسی نے پوچھا اے خدا کے پیغمبر! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا۔دو چڑیوں میں سے ایک چڑا چڑیا سے کہہ رہا ہے میں تجھ سے اپنی ذاتی غرض سے میل جول نہیں کرتا۔بلکہ تجھ سے ملاپ اس لئے کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان ایسی اولاد ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی تسبیح اور اس کا ذکر کرے۔پھر اس نے قسم کھائی اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بلند کیا اور زمین کو ہموار۔یقیناً میں نہیں چاہتا کہ ایسی اولاد ہو، جو خدا کی تسبیح بیان نہ کرے اور مجھے فرعون کی مملکت حاصل ہو۔اگر اولاد ہوئی تو ایسی ہو جو خدا تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی رہے تو مجھے وہ بات زیادہ پسندیدہ ہوتی، اس سلیمانی مملکت سے جس پر وہ بادشاہت کر رہے ہیں۔حضرت شیخ معروف کا بھتیجا حسن بن عیسیٰ روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ معروف کرخی سے سنا ہے۔آپ کہتے ہیں کہ میں نے ابن خنیس سے سنا ہے وہ کہتے ہیں۔تم کیسے تقویٰ اختیار کرتے ہو جبکہ تم نہیں جانتے کیسے تقویٰ اختیار کرنا ہے۔

احمد بن ابراہیم دروقی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت شیخ معروف سے حدیث سنی ہے۔شیخ نے برک بن خنیس سے روایت کی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ وہ کیسے متقی ہو سکتا ہے؟ جو یہ نہیں جانتا کہ تقویٰ کیسے اختیار کیا جاتا ہے؟ پھر شیخ معروف کہتے ہیں۔میں دیکھ رہا تھا کہ تم نے اچھی طرح تقویٰ اختیار نہیں کیا۔ربا کا مال کھایا۔اور کسی عورت کو دیکھا لیکن اس سے تم نے اپنی نظروں کو نیچا نہیں کیا (اسے خوب دیکھتے رہے) گویا کہ تم نے اپنی تلوار کو اپنے آزاد کنندہ پر چلا دی۔پھر آپ نے فرمایا اب میری مجلس سے اٹھو۔اس کو چاہئے کہ وہ صحیح طرح تقویٰ اختیار کرے۔اگر تم کو میرے ساتھ اس مسجد میں آنا ہوا تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اسے بچائیں۔کیا حدیث میں نہیں آیا ہے کہ متبوع کی آزمائش تابع کے لئے ذلت کا باعث ہے۔

Marfat.com

شیخ مروزی روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کرخی بکر بن خنیس سے روایت بیان کرتے ہیں۔ یقیناً جہنم میں ایک وادی ایسی ہے جس سے جہنم ہر روز ستر مرتبہ خدا کی پناہ چاہتا ہے۔اور وادی میں ایک ایسا گھڑا ہے اور جہنم اس گھڑے سے ہر روز ستر مرتبہ خدا کی پناہ چاہتا ہے۔جو فاسق حاملینِ قرآن کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو وہ کہیں گے۔اے ہمارے پروردگار کیا تو نے ہمیں بت پرستوں سے پہلے اس میں ڈال دیا؟ تو ان سے کہا جائے گا۔ جاننے والا انجان کی طرح کیسے ہوسکتا ہے۔ابو حفص عمر بن موسیٰ روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں مجھے شیخ معروف نے خبر دی ہے۔آپ فرماتے ہیں۔میرے پاس ایک نوجوان آیا۔اور کہا اے ابو محفوظ! میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا۔وہ مجھے کہہ رہے تھے۔اے بیٹے کس چیز نے تجھے میرے تحفوں سے روک دیا کیا زندہ لوگ مرنے والوں کے لئے تحفے نہیں بھیجتے ہیں؟ میں نے پوچھا! میں آپ کو کیا تحفہ بھیج سکتا ہوں ابا جان؟ انہوں نے کہا کہ تم یہ کہا کرو!

یا علیم یا قدیر اغفرلی ولوالدیّ انّك علیٰ کلّ شیءٍ قدیر (برحمتك یا اَرحم الرّاحمین)

اے جاننے والے،اے قدرت والے پروردگار تو مجھے اور میرے والدین کی بخشش فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے تو میں نے یہ دعا شروع کردی۔تو بعد میں ایک دفعہ میں نے اپنے مرحوم والد کو خواب میں دیکھا۔وہ بتا رہے ہیں۔بیٹا تم نے مجھے اپنا تحفہ پہنچا دیا۔(115)

☆☆☆

گلہائے عقیدت

جب کسی شخص کے ذاتی اَوصاف وکمالات لوگوں میں معروف ہوجائیں تو اہلِ کمال آخر کار معترف ہوجاتے ہیں۔اسی طرح حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہٗ العزیز اپنی روحانی عظمت وبزرگی کا لوہا منوا چکے تو دنیا کے کئی معروف ومشہور عرفاء صلحاء اور علماء نے آپ کے حق میں کلماتِ ثنا کہے اور آپ کے ساتھ ارادت ومحبت کے وجودی ثبوت پر عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔ذیل میں ہم اُن صلحاء کے ناموں کے ساتھ ساتھ اُن سے ارادت ومناقب اور مدح وثنا کے

Marfat.com

کلمات درج کرتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف بن فیروزان الکرخی قدمائے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں حلیمی طبع اور خلوص اطاعت میں مشہور ہیں (کشف المحجوب ۱۹۰)

حضرت معروف بن فیروز الکرخی رضی اللہ عنہٗ قدماء وسادات مشائخ میں سے تھے۔آپ جواں مردی میں معروف، تقویٰ وانابت میں مشہور تھے۔آپ کے مناقب وفضائل بہت ہیں۔فنونِ علم میں آپ مقتدائے قوم تھے۔(116)

حضرت سید محمد نور بخشؒ لکھتے ہیں۔

بکامل مکمل بجمیع اسماء وصفات موصوف شیخ معروف. (117)

تمام اسماء وصفات سے موصوف کامل اور مکمل مرشد شیخ معروف ہیں۔

دیگر شیخ معروف کرخی بود شعر که صدر شیخی بود. (118)

پیران پیر میں حضرت شیخ معروف تمام شیوخ کے صدر ہونے کے قابل ہیں۔

حضرت شیخ فرید الدین ابراہیم عطار فرماتے ہیں۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے طریقت پیشوائے حقیقت تھے۔(119)

حضرت نور الدین عبدالرحمان بن احمد جامی لکھتے ہیں۔

معروف کرخی قدس الله سرهٗ از طبقه اولیٰ است واز قدماءِ مشائخ است استاد سری سقطی و کنیت ابومحفوظ است. (120)

حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ طبقۂ اوّل کے صوفی ہیں اور قدیم مشائخ میں سے ایک فرد ہیں۔آپ سری سقطیؒ کے استاد اور کنیت ابو محفوظ ہے۔

حضرت شیخ علی ابن موفق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ میں نے خواب میں دیکھا۔گویا کہ میں جنت میں داخل کیا گیا ہوں۔میں نے ایک آدمی کو دستر خوان پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور اس کے دائیں بائیں دو فرشتے تھے۔اس کے منہ میں اچھی اچھی چیزیں ڈالتے جاتے تھے اور وہ کھا رہا تھا۔ اور میں نے جنت کے دروازے پر ایک آدمی دیکھا جو لوگوں کے چہرے غور سے دیکھتا ہے۔بعض کو تو جنت میں داخل کر دیتا ہے اور بعض کو واپس کر دیتا ہے۔پھر وہ اُن سے گزر کر خدا تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچا۔میں نے عرش کے پردے میں ایک آدمی کو کھڑے ہوئے دیکھا۔وہ اللہ تعالیٰ کی طرف

Marfat.com

دیکھ رہا تھا اور آنکھ بھی نہ جھپکتا تھا۔ میں نے رضوان سے پوچھا یہ کون آدمی ہے؟ تو اس نے کہا معروف کرخی! اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محض اللہ کو خوش کرنے کے لئے کی ہے نہ اسے آگ کا ڈر تھا نہ جنت کا لالچ بلکہ صرف خدا کی محبت تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو قیامت تک اپنی طرف دیکھنے کی اجازت دے دی۔ دوسرے لوگ بھی اولیاء میں سے ہی تھے۔ (121)

حضرت شاہ نعمۃ اللہ ولی لکھتے ہیں۔

باز شیخ سری بود معروف　　　چوں سری او بود مکشوف
او زموسیٰ چو از احسان یافت　　　کفر بگزشت راہِ ایمان یافت
یافت درخدمت امام مجال　　　بود دربان در گہش دہ سال

(122)

جان محمد صدقدسی لکھتے ہیں۔

نسبت او شیخ معروف است
کہ باوصاف صدق موصوف است

(123)

مشہور ایرانی محقق ڈاکٹر قاسم غنی لکھتے ہیں۔ معروف پہنچا ہوا، عبادت گزار، اور رسومِ شرعی کا پابند شخص تھا۔ سید محمود قاسم لکھتے ہیں۔ آپ عبادات و ریاضت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ نیز کشف و کرامات میں اور خوارقِ عادات آپ کے بے حد بے پایاں ہیں۔ (124)

حضرت سفیان عیینہ فرماتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت سفیان نے ہم سے فرمایا کہ تم کہاں سے ہو؟ تو ہم نے عرض کی ہم بغداد والے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ مافعل ذاك الاجل الّذی منکم؟ وہ عظیم دینی پیشوا کیا کر رہے ہیں جو تمہارے ہاں ہوتے ہیں؟ ہم نے پوچھا وہ کون ہیں؟ فرمانے لگے کہ معروف! اُن سے بڑھ کر میں نے کسی زاہد کو نہیں دیکھا۔ جن کی تعریف اہلِ ریاضت کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ توبان راہب نے کہا کہ میں نے تمہارے معروف کو دیکھا ہے۔ جس کے تم فضل و کرامت کا تذکرہ کرتے رہتے ہو۔ تو میں خوش ہوا کہ وہ میرے ساتھ موجود ہیں اور وہ معروف کو چاہتے ہیں۔ تو ہم نے ابو محفوظ سے ملاقات کر لی۔ آپ مسجد میں بیٹھے تھے۔ میں نے

Marfat.com

اُن کوسلام کیا۔ میں نے کہا یہ آپ کوسلام کرنے اور ایک عہد کا تذکرہ کرنے آیا ہے۔ تو حضرت معروف نے اس سے فرمایا۔ کہ تمہارے اندر اس اسلام کی کیا قدر ومنزلت ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ہم نے اسے عظیم پایا ہے۔ حضرت معروف نے فرمایا۔ اے راہب! خدا کی قسم خدا کے ہاں اسلام تو بہت عظیم ہے۔ پھر حضرت معروف نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

انّ الدّین عند الله الاسلام. (125)

اللہ کے ہاں پسندیدہ دین تو اسلام ہے۔

یہاں تک کہ مکمل آیت پڑھی۔ پھر فرمایا اے راہب! تم مسلمان ہو جاؤ۔ یقیناً تجھے یہی زیبا ہے۔ کہ تمہاری واپسی ہم پر اسلام لائے بغیر نہیں ہونی چاہئے۔ جس پر راہب رو پڑا۔ پھر اس نے کہا آپ کی بات میرے دل تک جا پہنچی ہے۔ پھر اس نے کلمہ پڑھا۔ پھر ہم وہاں سے لوٹ آئے جب وہ ہم سے جدا ہو رہے تھے تو اس نے کہا اے زاہد میں نے زمین میں ان سے بڑھ کر کوئی صالح مرد نہیں دیکھا۔ میرے کلام کا مقصد جسے میں نے شروع میں کہا تھا کہ وہ یہی معروف تھے جو تمہارے اندر موجود ہیں۔ جو شخص ان کا سا موجود ہو تو انہیں مضبوطی سے اپناؤ۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے اُن جیسا دنیا میں کسی کو نہیں دیکھا۔ اگر وہ پھر سے لوٹے تو اُن سے پھر کلمہ پڑھوں گا۔ اور میں یہ سمجھوں گا۔ کہ وہ مجھے اس دین سے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔ جو عیسائی مذہب میرا اور میرے باپ دادا کا ہے جس پر ہم موجود تھے۔

طبقاتِ حنابلہ کے حوالے سے منقول ہے کہ جب حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کوئی آسمانی خبروں میں سے کوئی خبر بتائے تو (حضرت امام احمد بن حنبلؒ) اس پر یقین کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے مؤرخین نے آپ کے بارے میں لکھا ہے سب نے آپ کی صحیح ترجمانی کی ہے اور سب نے اتفاق کیا ہے کہ یقیناً آپ مستجاب الدعوات تھے۔ نیک لوگ آپ کو گھیرے رکھتے تھے۔ عارف لوگ آپ کی زیارت سے شرف یاب ہوتے تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں اور آپ زہد اور نیکی میں اور ترکِ دنیا میں معروف تھے۔ (126)

نقل ہے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تمہیں کچھ مانگنا ہو تو کہو۔ اے اللہ! بحق معروف کرخی مجھ کو عطا کر تو ضرور دعا قبول ہوگی۔ دوسری جگہ مرقوم ہے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں

Marfat.com

نے خواب میں آپ کو عرش کے نیچے اس حالت میں دیکھا کہ آپ بے ہوش ہیں اور ندائے غیبی ہوئی یہ کون ہیں؟ ملائکہ نے کہا! یا اللہ آپ ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھر ندا ہوئی یہ معروف کرخی ہے جسے ہماری دوستی نے بیخود کر دیا ہے۔ جب تک کہ ہمارا دیدار حاصل نہ ہوگا، وہ ہوش میں نہ آئے گا۔(127)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے مداح تھے۔ احمد بن علاؤ بغدادی سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ ابن احمد بن حنبل سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کا ذکر میرے والد کی کسی مجلس میں چھیڑا گیا۔ تو کسی نے کہا کہ وہ کم علم والے تھے۔ تو اسے میرے والد نے کہا۔ امسك عفاك الله ٹھہرو! اللہ تجھے معاف کردے۔ تم علم کا پوچھتے ہو۔ معروف نے جو پایا ہے وہ کسی نے نہیں پایا ہے۔

ابن جوزی نے طبقاتِ حنابلہ سے نقل کیا ہے۔ کہ عبدالعزیز بن منصور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے دادا سے سنا کہ وہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں موجود تھے۔ مجلس میں معروف کرخی کا تذکرہ ہوا۔ تو بعض حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ هو قصير العلم. وہ کم علم رکھتے تھے۔ ٹھہرو! تمہیں خدا معاف کرے۔ علم سے جو مراد لی جاتی ہے۔ وہ صرف معروف نے حاصل کیا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ عبداللہ ابن احمد بن حنبل نے اپنے والد محترم سے پوچھا! کیا معروف کوئی عالم تھا؟ تو آپ نے فرمایا۔ اے بیٹے! ان کو علم کی اصل حاصل تھی۔ کان معهٔ رأس العلم، خشية الله. ان کو علم کی جڑ یعنی خدا کا خوف حاصل تھا۔(128)

حضرت معروف کرخی اپنے باطنی اور روحانی کمالات کی وجہ سے اس درجہ ہر دلعزیز تھے کہ لوگ معروف کے نام سے اپنے بچوں کا نام رکھتے تھے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کے ساتھ ہم نامی کا شرف اور برکت حاصل کریں۔

علامہ ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت سفیان بن عیینہ کی خدمت میں بغداد کا ایک وفد حاضر ہوا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ بغداد سے۔ بغداد کا نام سن کر آپ نے دریافت کیا کہ اس عالمِ اجل کا کیا حال ہے؟ تو اہلِ وفد نے استفسار کیا کہ حضرت وہ کون سی شخصیت ہیں؟ حضرت سفیان نے فرمایا۔ ابو محفوظ کرخی۔ بغدادیوں نے کہا وہ حضرت بخیریت ہیں۔ حضرت سفیان نے ارشاد فرمایا کہ وہ جب تک اہلِ بغداد میں رہیں

Marfat.com

گے اہلِ بغداد بخیریت رہیں گے۔(129)

حضرت بشرابن حارث بھی آپ کے مداح ہیں۔حضرت بشر بن حارث مشہور اور قدیم مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔آپ ابونصر بشر حافی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ابونصر تمارؒ روایت کرتے ہیں۔کہ میرے ماموں حضرت بشر بن حارث فرماتے ہیں کہ کرخی معروف بسیط معرفت کے بل بوتے پر پاک کھانا کھاتے ہیں۔اور میں قبض ورع سے چھوڑ دیتا ہوں۔اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ:

معروف الكرخي من الابدال وهو مجاب الدعوة.(130)

معروف کرخی ابدال میں سے تھے اور بڑے مستجاب دعوات شخص تھے۔

ان کے علاوہ بہت سارے بزرگوں اور اہلِ علم نے ان کی بزرگی کا اعتراف پُرزور الفاظ میں کیا ہے۔خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ وہ زہد اور دنیا سے اعراض کے بارے میں اور عبادت وورع میں ساعی ہونے کی وجہ سے مشہور ہیں۔لوگ ان کی زیارت اور اُن کی ملاقات سے برکت حاصل کرنے کے لئے اُن کے پاس آتے تھے۔

ہجویری لکھتے ہیں۔کہ مناقب وفضائل ان کے بہت ہیں۔فنون وعلم میں وہ مقتدائے قوم ہیں اور حضرت شیخ عطار کا قول ہے۔کہ بے شک تحریر میں بے ہمتا ہیں۔سید محبانِ وقت خلاصۂ عارفانِ عہد تھے۔کرامت، ریاضت، فتوت اور تقویٰ میں آیت تھے اور اُنس وعشق میں انتہا تک پہنچے ہوئے تھے۔(131)

علامہ جوزی حضرت شیخ معروف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بغداد میں ایک عالم باعمل مجاہد موجود ہے وہ حضرت شیخ معروف کرخی کی ذات گرامی ہے۔امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کرخی زاہدوں کے امام ہیں۔(مناقب معروف)

خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔

ان کے اچھے اخلاق اور سیرت کے متعلق اچھی اچھی باتیں لوگوں نے جمع کی ہیں جیسا کہ سیتانی نے ان کے بارے میں لکھا۔ وله اخبار محسنة حمده الناس ان کے اچھے واقعات ہیں اور لوگوں نے ان کی خوب تعریف کی ہیں۔ابن جوزی نے معروف کے نام سے کتاب لکھی ہے!۔۔۔۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ ماضی کے اصحاب عرفان اہل باطن اور اولیاء اللہ اہل حال ہوتے ہیں ان کے احوال ومقامات کے کوائف تفسیر وتعبیر سے بالاتر ہیں (مقالات محمد شفیع ج۔ا ص ۲۰۷)

قاضی نور اللہ شوستری رقمطراز ہیں کہ الشیخ عارف ومعروف الکرخی حضرت امام ہمام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کا دربان تھے علوم ظاہری وباطنی کا استفادہ ان ہی سے کیا مستجاب دعوات ہونے میں مشہور ومعروف تھے۔ان کے مرقد منور کے واسطے سے لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں "مرقد المعروف تریاق مجرب" یہ جملہ عوام وخواص میں ضرب المثل ہے (مجالس المومنین ج ۲ ص ۲۷)۔

شیخ محمد بن شریف الدین اسفرانی مدح سرا ہیں۔

حضرت شیخ معروف کرخی صفدر میدان کار ہیں ان کا شیخ داؤد طائی اور ان کا شیخ حبیب عجمی ہیں عرب میں ہوتے ہوئے وہ عجم سے منسوب ہیں (رسالہ در سفر)۔

کتاب بحر الاسرار میں ظفر علی شاہ کرمانی لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف صاحب فنون امام ہیں وہ اس دنیا میں سمندر سے بھرے ہوئے ساحل کی مانند ہیں۔وہ طائفہ صوفیان کا رئیس وپیشوا ہیں۔آپ کی ذات سے تصوف کے کئی سلسلے چل نکلے ہیں۔امام ربانی حضرت شیخ معروف کا سلسلہ ام السلاسل سے پکارا جاتا ہے۔آپ عرفا کے درمیان معروف بادشاہ ہیں گویا ساحل سکون ہیں۔اولیاء کرام ان کے روحانی مقام سے خوب آشنا ہیں۔جس طرح ان کو بلخ کا علم ہوتا ہے۔ تمام شہروں اور صوبوں کے لیے ساحل فیوض سے نہریں جاری ہو چکی ہیں۔(السیاحہ ۵۲۸)

اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مدرسہ بغداد کے معلمین سب کے سب صلح کل اور تصوف کے داعی تھے۔جنید بغداد کا مترجم محمد کاظم اظہار خیال کرتا ہے کہ تیسری صدی ہجری کے جن متصوفین کا ذکر ہوا یہ سب بغداد ہی کے مدرسہ تصوف سے تعلق رکھتے تھے اور انہی کے درمیان وہ ہوشمند، متوازن مزاج اور صلح کل صوفی شخصیت پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنید تھا۔جنہوں نے اپنے عمل، اپنی تعلیمات اور اپنے اقوال ومکاتب میں ایک دفعہ پھر سے علم ظاہر وباطن دوسرے لفظوں میں شریعت اور طریقت کو باہم قریب لا کر ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی اور اس میں اپنی ذاتی حد تک کامیاب ہوئے۔حضرت جنید کا یہ مقام تھا کہ وہ سری سقطی اور معروف کرخی جیسے اصحاب کے تلمیذ تھے (جنید بغداد ۱۳)

اکثر مورخین نے حضرت شیخ معروف کی تعریف کی ہے۔علماء سلف صالحین نے جو روایات

Marfat.com

ان کے متعلق تواتر سے بیان کیا ہے جن پر سب کا اتفاق ہے یعنی آپ مستجاب الدعوات تھے۔ بزرگوں نے آپ کو خوب پایا۔ عارفوں نے آپ کی زیارت کی سعادت حاصل کی ان سے کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ دنیا سے زہد اور غربت میں مشہور تھے (عبداللہ الجبوری)۔

ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین اسلمی کہتے ہیں۔ وہ قدیم مشائخ میں عظیم حیثیت کا مالک ہے۔ ورع اور فتوت میں قابل ذکر مقام رکھتے تھے (مقدمہ مناقب معروف)۔

سمعانی آپ کی اس طرح تعریف کرتے ہیں کہ وہ زہد میں مشہور مجتہدین میں سے ایک ہیں۔ ان کی تعریف کی جاتی رہی کہ وہ مستجاب الغواث تھے۔

الفرج عبدالرحمٰن آپ کو رجال حدیث کہتے ہیں۔

حضرت امام ذھبی آپ کو ان الفاظ میں یاد کرتے ہیں کہ

علم الذھا د بر کة العصر ، ابومحفوظ بغدادی۔ ابومحفوظ بغدادی زاہدوں کا علم اور زمانہ کے لیے باعث برکت ہیں۔

امام موصوف آپ کی عالی مرتبت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

عارف باللہ الشھیر و مظھر الکرامات العلیة و الا حوال السنیة.

یعنی آپ مشہور عارف باللہ ہیں۔ بڑی بڑی کرامات اور بلند احوال کے مالک ہیں (المقدمہ مناقب معروف)۔

دانایانِ مشرق کرخی کے در پر

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے زمان اور عارفِ دوراں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی روحانی زندگی اور فقر وفنا کا اعتراف سبھی کرتے ہیں۔ اس بنا آپ کی زیارت کرنے کے لئے کوسوں دور سے لوگ سفر کر کے آتے اور فیضِ دیدار پا کر لوٹ جاتے۔ قلب و روح کی تازگی کا ساماں لے کر فرخندہ حیات منزل سے آشنا ہو جاتے تھے۔ عام طور پر لوگ آپ کی زیارت کو آتے تھے جو ایک واقعی معمول تھا۔ لیکن جن معروف مشہور اکابرین اور فقہاء محدثین کی جم غفیر نے آپ کی زیارت روح افزا کا شرف حاصل کیا۔ ان میں سے چند مشاہیر کے نام یہ ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ، بشر بن حارثؒ، یحییٰ ابن معینؒ، محمد بن منصور طوسیؒ اور ابوجعفر الکرنبیؒ جو زاہدوں، عابدوں، صالحوں

Marfat.com

اور ثقہ محدثوں میں شمار ہوتے ہیں۔اسی طرح ابو اسحاق دولانی رب سے تعلق رکھتے تھے، اجلۃ الابدال میں شمار ہوتے تھے۔ان سے کئی کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور حضرت معروف کرخی کے فضل وکرامت سے بڑے متاثر تھے۔وہ بھی ان کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔عبداللہ الجبوری کے مطابق جعفر بن محمد اور ابو محمد الخلدی الخواص البغدادی اپنے وقت کے شیخِ صوفیاء تھے۔انہوں نے بھی طویل سفر کر کے احادیث کا سماع کیا اور ایسے بڑے بڑے مشائخ اور محدثین سے ملاقاتیں کیں۔وہ نہایت ثقہ راویوں میں سے تھے جو احادیث بیان کرتے تھے۔کہتے ہیں کہ بغداد کی مجلسوں میں تین افراد ایسے تھے جو مشہور تھے۔اشاراتِ شبلی، نکتہ ہائے متقش، حکایاتِ جعفر۔ایسے ہی ابو ذکریا المری، الانباری بھی بڑے بڑے رجالِ حدیث میں سے تھے۔ثقہ راوی ورع اور زہد میں بے مثل تھے۔انہوں نے بھی حضرت شیخ معروف کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

ابن الجوزی کے مطابق محمد بن منصور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ معروف کرخی کی زیات کو گیا تو وہ مجھ پر افسوس کرنے لگے اور فرمایا! کاش اگر ابو اسحاق دولانی اس موقع پر ملاقات کرتے تو مجھے مان لیتا۔جس پر میں اٹھ کھڑا ہوا، تو آپ نے فرمایا۔بیٹھ جاؤ اب تو وہ اپنے گھر میں پہنچا ہوا ہوگا جو موضع رت میں ہے۔ابن جوزی نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ حضرت یحییٰ معین اور احمد بن حنبلؒ حضرت معروف سے کتابتِ حدیث کی غرض سے آیا کرتے تھے۔کیونکہ ان کے پاس ابی خادم والی کسی روایت کا کچھ حصہ تھا جو کہ آپ کی روایات میں گزر چکی ہے۔حضرت احمد بن حنبلؒ کے بیٹے عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت یحییٰ بن معین میرے والد (احمد بن حنبل) کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابا عبداللہ! ہم معروف کرخی سے ملنے کو جائیں گے اور ان سے ان کے کلام سنیں گے۔اگر چاہتے ہو تو تم بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھو ہم اکٹھے جائیں گے۔انہوں نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ ہم ان کے لئے خلل نہ بن جائیں۔اس نے کہا نہیں! (یعنی ایسا نہیں ہوگا)۔پھر ہم ان کے پاس گئے اور جب حضرت شیخ معروف کرخی نے میرے والد کو دیکھا تو ان کی بڑی عزت وتکریم کی اور خوش آمدید کہا اور لمبی گفتگو کرتے رہے۔جب واپسی کا ارادہ کرنے لگے تو یحییٰ معین نے کہا۔کہ اپنی بات ظاہر کرو یعنی سجدہ سہو کے بارے میں مسئلہ دریافت کریں (تو جس پر انہوں نے) فرمایا کہ تم جیسے لوگوں نے بھی نماز میں ایسا کیا۔تو انہوں نے جلدی سے کہا۔ہاں! صرف دل کو سزا دینے کے لئے فرمایا اُٹھ جاؤ (اللہ) معاف کرے کہ تم بھولے! تو کیوں

Marfat.com

بھولے! جبکہ وہ تو تمہارے سامنے ہے۔ تو میرے باپ نے کہا۔ اے اباز کریا یہ تمہارے علم میں ہے یہ تمہاری کتابوں میں ہے۔ اور یہی تمہارے اصحاب کی کتابوں میں پایا جاتا ہے؟(132)

اس قصہ کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ اور ابن معینؒ دونوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور وہ دونوں اس بارے میں حضرت معروف سے پوچھنا چاہتے تھے۔ چونکہ ظاہری علوم میں ان دونوں جیسا کوئی نہ تھا۔ اس لئے حضرت معروف نے فرمایا کہ تم لوگ بھی اس طرح کرتے ہو؟ تو ان دونوں نے کہا کہ ہم کیا کریں۔ جب مسئلہ قرآن وسنت میں نہیں ملتا تو ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق صالحین سے دریافت کررہے ہیں۔(133)

واقعۂ بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت معروف وہ عظیم ہستی ہیں جن کے پاس بڑے بڑے اہلِ علم دین ودنیا کی معرفت حاصل کرنے کے لئے آتے اور ان کے فیوضِ ایمان افروز سے سرفراز ہوجاتے تھے۔ اسی اعتراف میں فقہاء نے آپ کو امامِ کرخی کے نامِ نامی سے یاد کیا ہے۔

آپ کا زہد

خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ وہ زہد اور دنیا سے اعراض کے بارے میں اور عبادت وورع میں کوشش کرنے کی وجہ سے مشہور ہیں۔ لوگ ان کی زیارت اور اُن کی ملاقات سے برکت حاصل کرنے کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔

عبدالوہاب کہتے ہیں کہ:

میں نے زہد میں ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔(134)

روایت ہے کہ حضرت محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ سے پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے بخش دیا۔ حضرت محمد بن حسینؒ نے پوچھا کہ آپ کو اللہ سے زہد کی وجہ سے بخشا۔ فرمایا نہیں بلکہ میں نے ابن سماکؒ کی نصیحت پر عمل کیا تھا۔ کہ جو کوئی دنیا سے قطع تعلق کرکے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اللہ بھی اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ نے مجھے بخش دیا۔(135)

جس شخص کے دل نے خشیتِ ربانی سے استیلا پالیا ہو۔ اس کی نظر میں دنیاوی لذائذ اور

Marfat.com

مرغوبات کی کیا وقعت ہوسکتی ہے؟ چنانچہ حضرت شیخ معروف بھی دنیا سے بالکل بے تعلق رہتے تھے۔ انتہا یہ ہے کہ ان کی وفات ہونے لگی تو لوگوں نے اصرار کیا کہ کچھ وصیت کیجئے۔ تو فرمایا کہ میں مرجاؤں گا تو میرا کفن کا بھی صدقہ کردینا۔ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جاؤں تو جس طرح یہاں برہنہ آیا تھا۔ اسی طرح یہاں سے برہنہ ہی جاؤں۔ (136)

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ سے سوال کیا کہ لوگ اب اللہ کی اطاعت پر قادر ہوسکتے ہیں؟ تو فرمایا کہ اسی وقت جب دنیا کی محبت ان کے دلوں سے خارج ہوجائے۔ اگر دنیا کی محبت سے ان کے دل فارغ نہیں تو ان کا ایک سجدہ بھی درست نہیں ہوسکتا۔ آپ عمر کے ایک لمحہ کو بھی ضائع دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ خود اس پر عامل تھے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہے۔ ایک دفعہ ان کے پاس چند آدمیوں کی ایک جماعت آکر بیٹھ گئی۔ اور دیر تک بیٹھی رہی۔ آخر کار آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اب مجلس ختم کردوں۔ حالانکہ آفتاب جس رفتار سے چل رہا ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔ (137)

آپ خود فرماتے ہیں کہ دنیا کی محبت ترک کرنے والا اللہ کی محبت کا مزا پاتا ہے اور محبت اس کے فضل سے ملتی ہے اور فرمایا ہے کہ عارف سراپا نعمت ہے اسے مال و دولت کی ضرورت نہیں۔ (138)

اس لیے صوفیاء کرام کے ہاں زہد ایک اہم موضوع ہے۔ ان کے ہاں زہد سے مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حلال طیب چیزوں کو حرام قرار دے۔ دراصل حقیقی جوہر کی بنیاد اسلام ہے۔ خدا سے ڈرتے رہنا اور سختی اور تنگی میں نفس کا محاسبہ کرتے رہنا اور دل کو کسی بھی چیز کی طرف جھکنے نہ دینا اس معاملے کے بارے میں حدیث وارد ہے کہ:

الزاهد فی الدنیا لیس بتحریم الحلال و اضاع المال. ولکن الذهاد ان لا تکون بمافی یدك اوقف ممافی بالله وان تکون فی ثواب المصیبه اذاانت اصبت بها ارغب فیها لو اتعابغیث طلب .

زہد کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں حلال کو حرام کرتے پھریں اور مال (میسرہ) کو ضائع کریں لیکن زہد یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے ہاتھ میں ہو اس پر زیادہ اعتبار کرنا بہ نسبت ان کے اس سے جو

Marfat.com

اپنے ہاتھ میں موجود ہے کسی بھی پہنچنے والی مصیبت کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس کے اجر وثواب پر نظر رکھنا ہے اور اس سے رغبت کرنا۔ اگر چہ وہ ہمیشہ کے لیے کیوں نہ ہو۔ اس طرح زہد ایک مکمل زندگی ہے جو اخلاص اور تقویٰ حاصل کرتا ہے اور امر ونواہی کا تابع رہتا ہے چنانچہ زاہد لوگ اجتماعی امراض کے علاج کے لیے اچھے فیوض اور تجلیوں کے بندوبست کے لیے کوشاں ہوتے ہیں۔ یہ قول وعمل دونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے متلاشی ہوتے ہیں اور بس!

صوفیاء فرماتے ہیں کہ زہد امیدیں کم رکھنے کا نام ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ زہد ذخیرہ اندوزی کم کرنے کا نام ہے۔ پوچھا گیا کہ زہد کی اور کیا تعبیر ہے؟ تو فرمایا یہ بات سمجھ لو کہ پیٹ ہی بندے کی دنیا ہے۔ اب جس قدر وہ پیٹ پر قابو رکھے گا اسی قدر وہ زہد کا مالک ہوگا اور جس قدر پیٹ اس پر غالب ہوگا اسی قدر دنیا اس پر غالب ہوگی۔ (قوت القلوب ج ۴ ص ۴۱۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کون دریائی لہروں پر مکان بنائے گا؟ بس دنیا یہی ہے تم اسے اپنا مستقل ٹھکانہ سمجھو آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ ہمیں ایسا عمل بتائیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا بنا لے۔ آپ نے فرمایا تم دنیا سے عداوت رکھو اللہ تم سے محبت رکھے گا۔

حضرت ابوداؤد۔ سے روایت ہے کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے۔

(مکاشفۃ القلوب ص ۲۲۵)۔

یقیناً زہد دنیا سے اعراض کرنے اور رغبت نہ رکھنے کا نام ہے اور اس کے چاہنے والوں سے انحراف واختلاف اختیار کرنے سے عبارت ہے۔ طول امل سے باز رہنے کا نام ہے۔ دنیا سے جی چرانا ہی زہد ہے۔ اس علائق سے دور رہنا مقصد ہے۔

انماز هد الفتی قصر الامل لایاکل المر لایلبس الثمل.

یقیناً زہد یہ ہے کہ بندہ طول امل سے بچے رہے نہ کہ کڑوی کھائے اور چادر میں اوڑھتا رہے۔

زہد کی حقیقی صورت یہ ہے کہ سات صالحین ؒ اجمعین کا طریقہ تھا کہ وہ خود اپنی پسند کی اشیاء خرید کر لاتے اور انہیں گھروں میں جمع کر کے رکھتے، لوگوں کے سامنے راغبین کا سا حال ظاہر کرتے مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ زاہد تھے (مال صدقہ کرتے زہد کو چھپاتے) انہیں کھاتے نہ تھے بلکہ جاہلوں کے دلوں میں اپنا مقام گراتے اور دیکھنے والوں پر اپنا حال پوشیدہ رکھتے۔ ناقلین

Marfat.com

کی توجہ اپنی جانب سے ہٹا دیتے اور اس کے ذریعے کئی مقامات قطع کرتے اور اجر و ثواب حاصل کرتے۔ اس لیے یہ اس کا مقام ہے جس نے اشیاء میں زہد اختیار کیا اور زہد کو پوشیدہ رکھا صفائے زہد کی انتہا یہ ہے کہ اس کے برعکس معاملہ ظاہر کرے اور ہر چیز لے کر اس سے نفع حاصل نہ کرے اور اس سے خود لطف اندوز نہ ہو (مہمانوں کو کھلائے کسی غریب نادار پر خرچ کرے) یہ بات نفس پر مجاہدے سے بھی زیادہ سخت شاق گزرتی ہے۔ اس لیے اس میں دو باتیں سخت گراں ہیں۔ ایک لذت روکنے کی دوسری اپنا مقام گرانے کی (قوت القلوب ج۴ص۴۲۲)۔

حدیث میں آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے حضرت سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ انہوں نے گھر میں ایک پردہ لٹکایا ہے اور ان کے ہاں کچھ زیادہ ضرورت کی چیزیں جمع ہوگئی ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر آپ واپس ہوگئے اور مکان کے اندر جلوہ افروز نہیں ہوئے اور زمین پر بیٹھ کر آپ زمین کو کریدتے ہوئے فرما رہے تھے کہ:

مالی وللدنیا و مالی وللدنیا

میرا دنیا سے کیا تعلق میرا دنیا سے کیا تعلق تو سیدہ فاطمہ الزہراؓ نے جان لیا کہ حضور اکرم ﷺ ان چیزوں کی وجہ سے واپس چلے گئے تو آپ نے وہ تمام چیزیں سمیٹ کر حضرت بلال حبشیؓ کے ہاتھوں آنحضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیج دیا اور پیغام بھیجا کہ یہ تمام چیزیں صدقہ کر چکی ہوں۔ اب آپ جہاں چاہے خرچ کر دیں۔ حضرت بلال وہ چیزیں لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے چیزیں پیش کر دیں اور پیغام بھی پہنچایا کہ ان کو صدقہ کر دیا ہے۔ آپ انہیں جہاں چاہیں کسی مصرف میں استعمال کریں۔

آنحضور ﷺ یہ سن کر فرمایا! والدین کی قسم میں نے ان چیزوں کو خیرات کر دیا حضرت بلالؓ سے فرمایا انہیں لے جاؤ اور بیچ ڈالو (عوارف المعاف) اور اس کی قیمت وصول کر کے رقم اہل صفہ پر خرچ کر ڈالا۔ یقیناً ایسے ہی نیک خصلتوں کی تعریف میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

انا جعلنا ما علی الارض زینۃً لھا لنبلو ھم ایھم احسن عملاً

یقیناً ہم نے جو کچھ زمین پر بنایا ہے انہیں زمین کے لیے زینت بنایا ہے تاکہ ہم آزمائیں کہ کون

Marfat.com

اچھے اعمال انجام دیتا ہے؟

قصہ ایک گھوڑے کا:

ایک دفعہ حضرت شیخ معروف نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے پاس اپنا ایک قیمتی گھوڑا باندھا ہوا تھا وہ کسی کے کھیت میں چرنے لگا اور آگے نکل گیا۔ آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو گھوڑے کو اسی کھیت کے اندر چھوڑ دیا اور فرمایا میں نے گھوڑے کو ہی کھیت کے مالک کو بخش دیا۔ جس سے وہ چرتا رہا۔ (سلک السلوک)

خوفِ خدا کا غلبہ

حضرت شیخ معروف کرخی پر خدا تعالیٰ کے خوف کا بے حد غلبہ رہتا تھا۔ حق بھی یہی ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ

رأس الحکمة مخافة الله. دانائی کی جڑ (راز) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے۔ اور یہی تمام نیکیوں اور سعادتمندیوں کا سرچشمہ ہے۔

حضرت یحییٰ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت شیخ معروف کرخی کو دیکھا کہ اذان دے رہے تھے۔ جب اشهد ان لا اله الّا اللّٰه کہا تو دہشت وخوف کے مارے ان کے داڑھی اور سر کے بال کھڑے ہو گئے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اذان دیتے تھے اور اقامت بھی کہہ لیتے تھے۔ لیکن نماز پڑھانے کی جرأت کبھی نہ کرتے تھے۔

ابوبکر یحییٰ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آپ کی مسجد گئے۔ اس وقت آپ اپنے مکان پر موجود تھے۔ وہ ہمارے ساتھ نکل آئے جبکہ ہم پوری جماعت کے ساتھ تھے۔ علیک سلیک کے بعد اس دعائیہ کلمہ کا اضافے کے ساتھ فرمایا۔ حيّاكم اللّٰه فى دار السّلام ونعمنا وايّاكم بالاحزان. اللہ تعالیٰ تم کو دار السلام میں جگہ عطا کرے اور ہم سب کو یہ انعام حالت غم میں (خدا خوفی کے نتیجے میں) عطا کیا ہے۔(139)

اذان میں اضطراب کی شدت سے آپ کی حالت غیر ہو گئی۔ یہاں تک کہ خوف تھا کہ اذان پوری نہ کر پائیں گے۔ آپ جھک گئے یہاں تک کہ آپ مرنے کے قریب ہو گئے۔

حضرت شیخ معروف نے ایک آدمی سے فرمایا کہ اللہ پر بھروسہ رکھ یہاں تک کہ وہی تیرا استاد اور

Marfat.com

شکوہ کرنے کی جگہ ہو اور موت کی یاد ہر وقت تیرے ساتھ رہنی چاہئے جو کبھی جدا نہ ہو۔ اور جان لے کہ تجھ پر جو بھی مصیبت اترے اس کو شفاء سے مخفی رکھنا ہے کیونکہ لوگ نہ تجھے نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ نہ تجھے کچھ دے سکتے ہیں نہ کسی چیز کو روک سکتے ہیں۔

آپ سے کسی مخلص دوست نے پوچھا کہ اے ابومحفوظ! آپ کو عبادت کرنے پر اور مخلوق سے کنارہ کشی پر کس چیز نے آمادہ کیا تو آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر کہا کہ موت کی یاد نے۔ اس نے سوال کیا کہ موت کیا ہے؟ تو فرمایا کہ قبر اور دوزخ کا ذکر۔ اس نے پوچھا کہ قبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا آگ کا خوف اور جنت کی امید۔ اس نے پوچھا تو یہ دنیا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تمام ملک اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تیری اللہ تعالیٰ سے عداوت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ تجھے بھلا دے گا۔ اور اگر تیرے اور اس کے درمیان محبت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ ان سب سے تجھے کفایت کرے گا۔(140)

استغراق فی التوحید

کمالِ توحید یہ ہے کہ انسان اپنے تمام معاملات میں صرف خدا کی طرف رجوع کرے۔ اور اس کے سوا کسی اور سے اپنی کوئی حاجت متعلق نہ سمجھے۔ حضرت معروفؒ ایک دفعہ کوفہ کے بازار سے گزر رہے تھے، وہاں انہوں نے دیکھا کہ وہاں اس عہد کے مشہور واعظ ابن سماکؒ کہہ رہے تھے۔ کہ جو شخص اللہ سے بالکل اعراض کرتا ہے اللہ بھی اس سے بالکل اعراض کرتا ہے۔ اس وعظ کا اتنا اثر ہوا کہ وہ صرف خدا ہی کے ہو کر رہ گئے۔ اور فنافی الشیخ ہو گئے۔ زندگی امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں صرف کر دی۔ اور فنافی التوحید کے جامِ جان نواز سے اتنے سرشار و مست رہے کہ غیر اللہ سے انہیں کوئی علاقہ ہی نہ رہا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے نصیحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پر توکل کرو۔ یہاں تک کہ وہ تمہارا جلیس بن جائے۔ اور وہی تمہاری شکایتوں کا مرجع ہو اور تم موت کا ذکر زیادہ کرو۔ یہاں تک کہ تمہارا جلیس سوائے خدا کے کوئی اور ہو ہی نہ سکے۔ اور ہاں یہ سمجھ لو کہ لوگ تم کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ضرر۔ وہ تم کو کوئی چیز دے سکتے ہیں اور نہ ہی کسی چیز سے منع کر سکتے ہیں۔ اس فنافی التوحید کا یہی نتیجہ تھا کہ وہ خدا کی رحمت کے تصور سے بار بار دل کو تسکین دیتے اور

Marfat.com

یاس وناامیدی کو غالب نہیں ہونے دیتے تھے۔ بسااوقات علی الصباح اُٹھ کر یہ شعر پڑھتے تھے۔

ای شئ نذ یر من الذنوب　　شغفت لی فلیس عنی تغیب

ما یضر الذنوب لو اعتقتنی　　رحمة لی فقد علانی المشیب(141)

☆ ان گناہوں نے آخر میرے متعلق کس چیز کا ارادہ کیا ہے؟ کہ مجھ سے چمٹ گئے ہیں اور مجھ سے غائب نہیں ہوتے۔ اچھا اگر اللہ کی رحمت نے مجھ کو آزاد کر دیا تو اب جب کہ مجھ پر بڑھاپا غالب ہو گیا ہے تو یہ گناہ مجھ کو کیا نقصان پہنچا سکیں گے۔

آپ کا توکل

حضرت شیخ معروف قدس سرہ مقام توکل ویقین کے مرتبے پر فائز تھے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ پر اس حد تک یقین واعتماد تھا کہ کھانے پینے، رہنے سہنے اور دوسرے دھندوں سے دور ہی رہتے تھے۔ بلکہ آپ کو دنیاوی چیزوں کا خیال تک نہیں رہتا تھا۔ اس سلسلے میں اہتمام وانصرام میں مصروف رہنے والوں کو آپ بہت ناپسند کرتے تھے۔

ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ معروف کرخی نے کسی کے پیچھے نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد امام صاحب نے آپ سے پوچھا۔ کیا کام کرتے ہو؟ اور کہاں سے کھاتے ہو؟ آپ نے جواب دیا۔ ذرا ٹھہریئے مجھے پہلے ذرا نماز دوبارہ پڑھنے دیجیے۔ امام صاحب نے پوچھا کیوں ابھی ابھی تم نے نماز نہیں پڑھی؟ فرمایا کہ اس لئے کہ جو شخص رزق میں شک کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رازق ہونے میں بھی شک کرتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ چنانچہ آپ نے نماز دوبارہ پڑھی اور اپنی راہ لی۔(142)

حضرت شیخ معروف ارشاد فرماتے ہیں۔ خدا پر توکل کرتا کہ خلق تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ تمام چیزیں اللہ سے مانگو یہ بھی آپ کا ارشاد ہے۔ کہ اس بات کا خوف کرو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔(143)

طولِ امل سے گریز

کتاب صفوۃ الصفوہ کے حوالے سے علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ سری بن یوسف انصاری بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت شیخ معروف کرخی نے نماز کے لئے اقامت کہی اور

Marfat.com

آپ نے محمد بن ابی توبہ سے فرمایا کہ آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔ وہ خود امامت نہیں کیا کرتے تھے۔ البتہ اذان دیتے تھے۔ تکبیر پڑھتے تھے اور دوسرے کسی کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کیا کرتے تھے۔ تو انہوں نے (محمد بن ابی توبہ) سے کہا کہ یہ نماز تو میں پڑھاؤں گا لیکن آئندہ کوئی نماز تمہیں نہیں پڑھاؤں گا (لا اصلی بکم صلوٰۃ اخریٰ) اس پر حضرت شیخ معروف نے فرمایا۔ تم یہ توقع کرتے ہو کہ تم پھر کوئی نماز پڑھا (پڑھانے تک زندہ رہ) سکو گے۔

نعوذ بالله من طول الامل. طول الامل یمنع خیر العمل! ہم طولِ امل سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ کیونکہ وہ نیک عمل کو روکتا ہے۔

طول امل یعنی لمبی امیدیں انسان کو موت سے فراموشی کے زمرے میں پہنچادیتی ہے۔ جسے اہلِ عرفان وتصوف روحانی گراوٹ اور کمزوری سمجھتے ہیں۔ بلکہ موت کو بھولنا خدا کو بھول جانے کا مترادف ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے اہلِ سلوک اور اولیاءِ عظام ہمیشہ موت کو یاد رکھتے ہیں۔ ان کے دل پر ہر وقت موت کی آمد کا خدشہ طاری رہتا ہے۔ چنانچہ وہ زہد وتقویٰ، عبادات ومعاملات میں احسان واحتیاط کو اور صفائی اور طہارت کو پیشِ نظر رکھتے ہیں اور تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تخلیۂ روح کے سلسلے میں کمال پیدا کرنے کی سعی جاری رکھتے ہیں۔

طبقات سلمی اور تاریخِ بغداد کے حوالے سے علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ احمد روقی نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ہم دجلہ کے قریب تھے۔ معروف نے وضو کی جگہ تیمّم کیا تو کسی نے کہا کہ پانی آپ کے نزدیک ہے وہاں جا کر وضو کریں تو آپ نے فرمایا کہ شاید میری زندگی اتنی نہ ہو کہ میں وہاں تک پہنچ سکوں۔ (لعلی لا اعیش حتی ابلغہٗ) مؤلف کہتے ہیں کہ شاید راوی نے حضرت شیخ معروف کو نہیں سمجھا ہو کہ وہ کیا کر رہے تھے۔ ممکن ہے وہ استعمال کے لئے پتھر اٹھائے ہوئے ہوں تو راوی نے کہا۔ انہوں نے تیمّم ہی کیا ہے جبکہ تیمّم پانی کی موجودگی میں کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ مناقب الابرار کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جن کا اسماعیل بن احمد نے اعتراف کیا اور ان تک جو روایت پہنچی تھی اس کی تصدیق بھی کی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ۔

انّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لهدیق الماء یتمسح بالتراب. فأقول یارسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الماء منك قریب فیقول ومایدرینی لعلی لا ابلغه.

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کے جوار میں تھے۔اس کے باوجود تیمم فرمایا۔تو میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی آپ کے نزدیک ہے۔(آپ وضو کر لیجئے تیمم کیوں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم مجھے نہیں پاسکو گے کہ میں شاید وہاں تک پہنچ جاؤں گا؟(144)

معلوم ہوا کہ حضرت شیخ معروف آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ کی ہم مشربی کا ثبوت پیش کر رہے تھے اور ان کا یہ عمل طول امل سے گریز تھا۔گویا اس میں بھی پیروی نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملحوظِ نظر رکھا گیا۔ایسا ہی ایک اور واقعہ مذکور ہے کہ منصور بن طوسی بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضرت شیخ معروف کے پاس موجود تھے کہ ایک بھکارن (سائلہ عورت) آگئی۔اس نے کہا کہ مجھے افطاری کے لئے کوئی چیز دیجیے میں روزہ دار ہوں۔تو حضرت شیخ معروفؒ نے ان کو بلا کر فرمایا۔اے میری بہن! تم نے تو اللہ کے بھید کو ظاہر کیا۔تو تم امید رکھتی ہو کہ تم شام کے وقت تک زندہ رہو گی؟(145)

دیکھیے کہ حضرت شیخ معروف کس حد تک اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمیشہ موت سے ڈرتے رہتے تھے۔اور آپ طول امل سے کس طرح گریز کرتے رہتے تھے اور لوگوں کو بھی عبرت کا درس دیتے تھے۔اگر یہی طریقہ آج کے انسان بھی اپنائیں تو بعید نہیں کہ وہ اللہ کے مقربین میں شامل نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو طول امل سے بچنے اور موت کا ہمیشہ خوف کھانے کی توفیق عطا کرے اور نیک اعمال انجام دینے کا موقع بخشے۔آمین یاربّ العالمین۔

آپ کا ذکر وفکر

ذکر وفکر سے مراد خدائے لم یزل کی یاد اور آخرت کے بارے میں فکر کرنا ہے حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ذکر وفکر کرنے کے عادی تھے۔آپ باری تعالیٰ کی یاد کرنے کو زندگی کی منزل ومقصود سمجھتے تھے۔اس لئے ساری زندگی ذکر وفکر، ریاضت ومجاہدات میں مشغول رہے اور شب وروز عبادتِ الٰہی، ذکر خداوندی اور قیام اللیل وصیام النھار میں مصروف رہے۔ خوفِ خدا کی کیفیت اور موت کی یاد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔چنانچہ آپ کو جب بھی موت کی یاد آتی تو عبادت وریاضت اور ذکر ووظائف اور مخلوق سے کنارہ کشی کا جذبہ موجزن ہو جاتا تھا۔

حلیۃ الاولیاء کے حوالے سے علامہ ابن الجوزی عبید بن محمد بن وراق سے روایت بیان

Marfat.com

کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضرت شیخ معروف کرخی کی مجلس میں موجود تھے۔ ہم نے آپؒ سے بڑھ کر کوئی متفکر شخص نہیں دیکھا۔ اسی طرح دوسری روایت منقول ہے کہ یحییٰ بن ابو طالب کہتے ہیں کہ ہم نے معروف سے بڑھ کر کسی شخص کو مسلمانوں کے لئے نصیحت کرنے والا نہیں پایا۔ اور ان سے زیادہ سخت فکر کرنے والا نہیں دیکھا۔ ان کا تفکر دراصل قلبی گہرائیوں سے مربوط ہوتا تھا۔(146)

سیر النبلاء الاعلام کے حوالے سے حضرت عبیداللہ بن محمد بن محمد وراق بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت ابو محفوظ کے ساتھ ایک مجلس میں جمع تھے۔ وہ بیٹھے ہوئے سوچ رہے تھے۔ پھر وہ اچانک چیخنے لگے واغوثاہ باللّٰہ . اے اللہ میری مدد فرما۔(147)

نقل ہے کہ حضرت شیخ معروف الکرخی اپنے نفس کو ہمیشہ ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے یانفس کم تبکین اخلصی تخلصی! اے نفس تو کب تک روتا رہے گا۔ تم مجھے خلاصی دو تا کہ تم نجات پاؤ۔ ابو نعیم حافظ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے کسی خط میں پڑھا کہ حضرت شیخ معروف اپنے نفس کو ہمیشہ ملامت کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ یامسکین کم تبکی وتندب، اخلص تخلص. اے غریب نفس تم کب تک روتے رہو گے اور فریاد کرتے رہو گے۔ تو مجھے خلاصی دے تو تجھے نجات حاصل ہوگی۔(148)

نقل کیا ہے کہ ایک بار عشق و مستی کی حالت میں ایک ستون سے ایسے لپٹ گئے کہ قریب تھا وہ ستون پارہ پارہ ہو جائے۔(149)

دنیا سے بے رغبتی:۔

حضرت شیخ معروف کرخی فرماتے ہیں کہ عارف دنیا کی طرف مجبوراً رجوع کرتا ہے اور مفتور اختیاری طور پر۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اطاعت میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ فرمایا کہ اپنے دلوں سے دنیا کی محبت نکال باہر کردو۔ اگر دنیا کی معمولی چیز بھی تمہارے دل میں رہ جائے تو یہ سمجھو کہ جب بھی تم خدا کو سجدہ کرو در حقیقت تم سجدہ اس چیز کو کر رہے ہو جس کی تم محبت رکھتے ہو۔ دنیا کی محبت سے دور رہو ورنہ تیرا کوئی سجدہ خالص نہیں ہو سکتا۔(150)

منقول ہے کہ ایک دن آپ عالمِ محویت میں ایک ستون کے ساتھ لپٹ گئے۔ قریب تھا کہ وہ ستون گر کر برباد ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تین چیزوں میں جوانمردی ہے۔ پہلا: ایفائے

Marfat.com

عہد۔دوسرا: بےلوث سخاوت۔تیسرا: عطائے بے سوال۔آپ نے فرمایا۔تصوفِ ظاہر سے عاشق کو فائدہ نہیں ہوتا۔آپ نے فرمایا دنیا کی ملامت ترک کرنے والا اللہ کی محبت کا مزہ پاتا ہے اور محبت اس کے فضل سے ملتی ہے۔اور فرمایا کہ عارف سراپا نعمت ہے اسے مال و دولت کی ضرورت نہیں۔(151)

نقل ہے کہ ایک مسافر آپ کے ہاں آیا اور نماز پڑھنے لگا لیکن سمت قبلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے دوسری طرف نماز پڑھی۔نماز سے فراغت کے بعد اسے قبلہ کی صحیح سمت معلوم ہوگئی۔اس نے آپ سے کہا کہ جب میں نے دوسری سمت نماز پڑھنے کا قصور کیا تو آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ کعبہ اس طرف ہے۔آپ نے فرمایا کہ درویشوں کو دوسرے کے کاموں میں دخل دینے کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے کہ انہیں اپنے کاموں سے فرصت ہو۔

اظہارِ محبت

حضرت شیخ معروف اظہارِ محبت کو کسی رنگ میں بھی اچھا نہیں سمجھتے تھے۔بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے بعض دیوانوں سے ایسی بات دیکھی جو اسے پسند نہ آئی تو اس نے حضرت معروف کرخی کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے تبسم کیا۔پھر فرمایا کہ میرے بھائی مجھ سے محبت کرنے والے لوگوں میں کچھ چھوٹے ہیں کچھ بڑے ہیں۔کچھ عقلمند اور کچھ دیوانے ہیں۔سو یہ جو تم نے دیکھا ہے یہ دیوانوں کی بات ہے۔آپ محبت ظاہر کرنے کو بہت برا سمجھتے تھے۔اس لئے کہ محبت کرنے والا عارف ہو اور ملائکہ کے حالات جانتا ہو۔جن کی محبت ہمیشہ اور شوق لازمی ہے۔وہ دن رات تسبیحات بیان کرتے ہیں اور تھک نہیں جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں تو، تو اپنے نفس اور اس کی محبت کے اظہار کو عار جانے اور اسے یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ وہ سب محبت کرنے والوں میں سے زیادہ کمینہ ہے اور اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں میں سب سے زیادہ ناقص محبت ہے۔(152)

اس کا مطلب یہ تھا کہ صرف محبت جتاتے ہوئے جاسوسی کرنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ کیونکہ محبت کا مرکز دل ہے جب دل ہی اس نعمت سے خالی ہے تو صرف زبانی کلامی اظہارِ محبت کو کون پسند کرتا ہے۔حکماء کہتے ہیں کہ ہر جگہ لالہ نہیں اُگتا۔اور ہر درخت پھل دار نہیں ہوتا۔اس

Marfat.com

لئے ہرزبان حقیقی محبت کی ترجمانی نہیں کرتی۔محبت کے بارے میں آپ سے کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ محبت خلق کی تعلیم سے حاصل ہونے والی چیز نہیں ہے۔یہ تو بس اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی دی ہوتی ہے۔(153)

اللہ والوں کی باتیں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ان کی باتوں کو اہل اللہ ہی پہچان سکتے ہیں کہ حضرت فضیلؒ کا قول ہے کہ جب تجھ سے پوچھے تو اللہ سے محبت کرتا ہے تو چپ ہو جا۔اگر تو نے نفی میں جواب دیا تو وہ کفر ہوگا۔اگر ہاں کہا تو تیرے اندر عاشقوں جیسی صفت موجود نہیں۔لہذا تو جھوٹا سمجھا جائے گا۔بس خاموشی اختیار کرو اور ناراضگی سے بچ جا۔(154)

آپ کا جلال

حضرت شیخ معروف اتنے پاکیزہ فطرت تھے کہ فروتنی،صبر،رحمدلی اور شفقت نیز رقیق القلبی کا مالک ہونے کے باوجود بعض دفعہ جلال میں آتے ہوئے بھی دیکھے گئے ہیں۔مگر اس کی اصل وجہ آپ کی نفسی اور ذاتی جذبات سے نہیں بلکہ حق اور رحمانی جذبات اور جواز شرعی کا عمل دخل تھا۔ان کے غضبناک ہونے کا موجب روحانی جلال تھا۔

چنانچہ حلیۃ الابرار کے حوالے سے ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ سید بن النصر ابوالحکم بغدادی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ معروف کرخی نماز کو جارہے تھے۔کہ راستے میں ایک جوان کو دیکھا کہ ایک بچے سے چمٹا ہوا تھا اور اس بچے کی ماں روتی ہوئی فریاد کررہی تھی۔جب آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہے۔اس نے جواب دیا کہ یہ جوان میرے بچے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔آپ یہ سن کر متعجب ہوئے اور فوراً فرمایا اللہ! اللہ! ایسی بات ہے۔تو آپ نے جوان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔چھوڑ دو اسے۔جوان نے جواب دیا کہ جاؤ اور اپنا کام کرو۔آپ نے دوسری دفعہ فرمایا کہ چھوڑ دو اسے۔جوان نے پھر کہا۔جاؤ اپنا کام کرو۔آپ نے تیسری دفعہ فرمایا کہ چھوڑ دو اسے۔جوان نے پھر وہی جواب دیا۔اس وقت آپ کو سخت جلال آ گیا اور فرمایا۔تم مجھے میرے کام کے بارے میں بتاتے ہو۔اور ایک تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا۔تو وہ ایسا گر پڑا کہ بے ہوش ہو گیا۔آپ نے اس عورت سے فرمایا۔لے اپنے بچے کا ہاتھ پکڑ لے اس جوان کے سرہانے کے ساتھ بیٹھ جا۔جب اسے ہوش آ گیا تو جوان سے آپ نے پوچھا کہ پھر ایسا کرے گا تو

Marfat.com

نوجوان نے عاجزانہ کہا بس نہیں۔(155)

صبر و تحمل

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ معروف کرخیؒ کے بلند اخلاق، حلم و بردباری کا ذکر کرتے ہوئے بوستان میں ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ کہ ان کے پاس ایک مہمان آیا جو بیماری کی شدت میں مبتلا اور قریب المرگ تھا۔ رات کو دم بھر نہ سوتا تھا۔ اور اس کی فریاد وزاری کی وجہ سے گھر میں کوئی بھی سو نہ سکتا تھا۔ بیماری نے ان کی طبیعت درشت بنادی تھی۔ اس کے کراہنے ، فریاد اور زاری سے شیخ معروف کے گھر والے بے زار ہو گئے اور سب اِدھر اُدھر ہو گئے۔ اور گھر میں صرف وہ بیمار اور شیخ معروف ہی رہ گئے۔ یہ رات بھر اس کی خدمت میں جاگتے اور کمر بستہ ہو کر اس کی ہر بات کو پورا کرتے رہے۔ یوں ایک رات آپ کچھ زیادہ تھکے ہوئے تھے۔ اتفاق سے اس رات آپ کی آنکھ لگ گئی۔ اور بیمار جس پر کوسنے لگا اور سخت ست کہا۔ کہنے لگا کہ یہ دھوکے باز ، پارسائی فروش کیا جانیں اس بے چارہ بدحال کا جو لمحہ بھر سو نہیں سکتا۔ شیخ نے یہ باتیں سن کر کوئی پرواہ نہ کی۔ مگر بیمار درویش کی سخت کلامی سے گھر والے سخت تنگ آچکے تھے۔ کسی نے کہا سنا۔ یہ درویش مریض کیا کہہ رہا ہے؟ اسے کہہ دیجئے کہ یہاں سے کہیں اور چلا جائے اور بے شک دور ہو جائے۔ کہ ایسے لوگوں سے نیک برتاؤ بے معنی ہے۔ حضرت شیخ معروف یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اس کی بیماری اور بے چارگی سے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے اس کی باتیں بری نہیں لگتی ہیں وہ بے چارہ بے قراری سے سو نہیں سکتا۔ اس کا سخت ست کہنا بے اختیاری ہے اسے مجبوری سمجھیں۔

چنانچہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ اس واقعہ کی روشنی میں لوگوں کو ناصحانہ انداز میں ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

چو خود را قوی حال بینی و خوش ۔۔۔ بشکرانہ بار ضعیفاں بکش
دگر پرورانی درخت کرم ۔۔۔ بر نیک نامی خوری لاجرم
نہ بینی کہ در کرخ تربت بسی است ۔۔۔ بجز گور معروف، معروف نیست

☆ اگر خود کو قوی حال اور خوش پاتے ہو تو شکرانہ کے طور پر ضعیفوں کا بوجھ برداشت کرو۔

Marfat.com

☆ اگر مہربانی کے درخت کی پرورش کرو گے تو ضرور نیک نامی کا پھل کھا سکو گے۔

☆ دیکھتے نہیں کہ کرخ میں قبریں تو بہت ہیں مگر معروف کرخی کے مقبرے کے سوا کسی کی قبر مشہور نہیں ہے۔

اس سے مطلب یہ نکلتا ہے کہ انہوں نے لوگوں اور ضعیفوں کے ساتھ جو سلوک اختیار کر رکھا تھا۔ جس کی بدولت ان کی وفات کے بعد اُن کا یہ طرزِ عمل اُن کی شہرت اور نیک نامی کا سبب بنا۔ یہاں حضرت معروف کے گھر والوں کا ذکر ہوا ہے جو گھر سے بھاگ گئے تھے۔ اس سے مراد ان کی بیوی نہ تھی، اس لئے کہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ انہوں نے شادی نہ کی تھی۔(156)

بہر حال صبر و تحمل کے ضمن میں ان کا یہ قصہ ان کی زندگی کا عظیم کارنامہ معلوم ہوتا ہے۔ جو صرف خدمت خلق کی خاطر اخلاص اور نیک جذبہ کی موجودگی کا پتہ دیتا ہے۔ اور اہلِ عرفان کا شیوہ ہوتا ہے وہ کبھی کسی انسان کو بے بس دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ اگر کوئی انسان جہاں بے یار و مددگار ہو وہ اس کی خدمت اور خاطر مدارات کو فرض عین سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ معروف نے بے چارے مریض کی حالت زار پر ترس کھاتے ہوئے انسانی ہمدردی کا بے عیب ثبوت فراہم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی روش نصیب کرے۔ آمین۔

منقول ہے کہ ایک بار آپ اپنا قرآن اور مصلیٰ مسجد میں رکھ کر دریا پر طہارت کرنے کے لئے چلے گئے۔ مسجد میں ایک بڑھیا آئی اور قرآن شریف اور مصلیٰ اٹھا کر لے چلی۔ راستے میں اُس کا حضرت معروف سے سامنا ہوا۔ آپ نے گردن جھکا کر فرمایا کہ کیا آپ کا کوئی بچہ قرآن پڑھتا ہے؟ بڑھیا نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو یہ قرآن مجھے دے دیجئے اور مصلیٰ میں نے آپ کو بخش دیا۔ بڑھیا آپ کی اس بردباری سے متاثر ہوئی اور شرمندہ ہو کر دونوں چیزیں آپ کو واپس کر دیں۔

ریا کاری سے اجتناب

حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ نہایت عبادت گزار شخصیت کے مالک تھے۔ اس کے باوجود وہ اپنی عبادت کو چھپاتے تھے۔ آپ شب و روز عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن ریا کے خوف سے انہیں قطعاً ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ حتی الامکان اسے پوشیدہ رکھنے کی کوشش

Marfat.com

کرتے تھے۔

تاریخ بغداد اور طبقات حنابلہ کے حوالہ سے علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ آپ واقعی طور پر صائم النہار اور قائم اللیل تھے۔ ان کے مرض وفات میں ان سے ایک شخص نے پوچھا۔ کہ آپ اپنے روزوں کی نسبت مجھ سے کچھ بیان فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا ایسا روزہ رکھتے تھے۔ سائل نے مزید پوچھا کہ میں آپ کے روزوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت داؤدؑ اس طرح روزے رکھتے تھے۔ اس پر سائل نے پھر اپنے سوال کو دہرایا۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح روزہ رکھتے تھے۔ سائل نے پھر اسی سوال کو دہرایا تو فرمایا کہ میں تو ہمیشہ روزے سے رہتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی شخص میری دعوت کرتا تو میں کھانا کھا لیتا تھا اور یہ نہیں کہتا تھا کہ میں روزہ سے ہوں۔ حضرت شیخ معروف نہایت عبادت گزار تھے۔ وہ کسی ساعت کو بھی خدا کے ذکر سے خالی جانے نہیں دیتے تھے اور آپ ہمہ وقت ذکر و فکر کے عادی تھے۔

چنانچہ ایک واقعہ یوں نقل ہوا ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی حجام کے پاس جا کر خط بنوا رہے تھے۔ حجام جب آپ کی مونچھوں کو چھوٹا کر رہا تھا اور قینچی کے استعمال کے دوران بھی آپ تسبیح پڑھ رہے تھے تو اس پر حجام نے کہا کہ آپ اپنے لبوں کو روکے رکھیں تاکہ آپ کی مونچھوں کی کٹائی کر دوں آپ نے حجام سے فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تو اپنا کام کرتا رہے اور میں اپنے کام میں کوتاہی کروں۔(158)

نقل ہے کہ محمد بن منصور نے ایک دن حضرت معروف کرخی کی خدمت میں حاضر ہو کر دیکھا۔ کہ ان کے چہرے پر زخم کا نشان ہے۔ میں نے چاہا کہ میں ان سے اس کی وجہ دریافت کر لوں۔ لیکن ان کے رعب و جلال کی وجہ سے ہمت نہ ہوئی۔ ان کے پاس ایک اور شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جو مجھ سے جری تھا۔ اس سے رہا نہ گیا اور زخم کا سبب پوچھ بیٹھا۔ حضرت شیخ معروف کرخی نے بات کو ٹالنے کے لئے فرمایا کہ بھائی تم اپنا کام کرو۔ اس قسم کے سوالات سے تم کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ اس نے دوبارہ اصرار کیا۔ اس مرتبہ بھی حضرت معروف نے وہی جواب دیا۔ مگر جب تیسری بار اس نے زیادہ اصرار کے ساتھ سوال کیا تو آپ کو فرمانا پڑا۔ کہ میں گزشتہ رات خانہ کعبہ چلا گیا تھا۔ جب زمزم کے کنویں پر پانی پینے کے لئے حاضر ہوا تو وہاں سے پاؤں پھسل گیا۔ یہ نشان اسی وجہ

Marfat.com

سے ہے۔(159)

اُن دِنوں آپ علیہ الرحمہ بغداد میں ہی قیام پذیر تھے اور عزم سفر کرتے ہوئے دیکھا نہ گیا تھا۔

اس واقعہ سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز صاحب کرامت بزرگ تھے۔ وہاں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ اپنے احوال کا بہت اخفا کرتے تھے۔اس طرح اپنی ذات کی نمود اور عبادت وریاضت کی نمائش وغیرہ سے سختی سے اجتناب فرماتے تھے۔لہذا ہم کو بھی چاہئے کہ ہم اپنے نیک اعمال کو ریا وسمع سے پاکیزہ رکھیں اور اپنی عادات اور اخلاق کی خوشبوؤں کو خوب سے خوب تر بنانے کی سعی کریں اور اپنے احوالِ روحانی کو زیادہ سے زیادہ پوشیدہ اور مخفی رکھنے کی کوشش کریں تاکہ دین اور دنیا دونوں میں حقیقی طور پر نامور اور کامران ہوجائیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری وباطنی تمام امراض سے صحت تامہ عطا فرمائے۔آمین یا اللہ العالمین۔

آپ کی سخاوت کا بیان

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ وقت کے ان عظیم صوفیاء میں سے ہیں جو سخاوت وکرم میں بھی شہرت تامہ رکھتے تھے۔اور دوسرے انسانوں کے ساتھ ایثار اور ہمدردی میں مثالی رویہ کے قائل تھے۔ جہاں وہ اپنے دور کے عظیم فقراء میں شمار ہوتے تھے۔ وہاں بذل وایثار اور کرم کے سلسلے میں نہایت وسعت قلبی اور تمنا کا مظاہرہ بھی کرتے تھے۔

حسن بن علی الوشا سے منقول ہے کہ وہ ایک دفعہ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا۔انہوں نے افطار کے لئے ایک روٹی اور گوشت کا ایک ٹکڑا پکا کر تیار کر رکھا تھا۔ایک سائل آیا تو انہوں نے اس تیار شدہ کھانے سے ایک حصہ سائل کو عطا کیا۔دوسرا حصہ خود تناول فرمایا اور یہ بھی منقول ہے کہ ایک دفعہ کوئی سائل آکر آپ سے یوں مخاطب ہوا کہ آپ مجھے یوں، یوں دعادیں اور دعا بھی ان کو سکھائی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کبھی رد نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی تو ایک انسان نمودار ہوا جس نے اسے مطلوبہ چیز عطا کردی۔

ابوشعیب بغدادی حضرت شیخ معروف کرخی کے دوستوں میں تھے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی حضرت شیخ معروف کے پاس آیا اور آپ سے بصلیۃ کا تقاضا کیا۔ آپ نے

Marfat.com

اس کو اپنی جگہ بٹھا دیا اور خود سبزی والے کے پاس چلے گئے اور تھوڑے پیسے نکال کر فرمایا۔ کہ اس کے بصلیۃ (کھانے کی ایک مشہور قسم) دے دو۔ سبزی فروش نے کہا کہ اے ابومحفوظ! سبزی فروش کے پاس بصلیۃ نہیں ہوتا بلکہ اسے بنانا پڑتا ہے۔ جو دودھ، گوشت، ایک قسم کی سبزی کے ساتھ پیاز کو پکا کر تیار کیا جاتا ہے۔ تو آپ نے ایک پورا درھم دے ڈالا۔ فرمایا جاؤ بصلیۃ تیار کر کے مسجد میں لے آنا۔ وہ اس کھانے کو تیار کر کے مسجد لے آیا اور بصلیۃ کے خواہشمند کو کھلایا۔ پھر حضرت شیخ معروف نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے اس سے پہلے کبھی بصلیۃ نہیں کھایا تھا۔ اس طرح آپ کے ایک اور دوست ابوعلی الھثیم بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ایک آدمی دس درہم لے کر شیخ معروف کرخیؒ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص نے آپ کو بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا یہ اسی کو واپس کر دو۔ اس نے کہا کہ میں یہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے وہ اسے محسوس کرے گا۔ آپ وصول کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا اچھا پھر اپنے پاس رکھ لو۔ اس نے اپنے پاس رکھ لئے۔ اتنے میں ایک سائل سوال کرتا ہوا وہاں آنکلا۔ آپ نے فرمایا کہ درہم اسے دے دو۔ اس نے کہا کیا سارے دے دوں؟ حضرت شیخ معروف نے فرمایا۔ سارے دے دو۔ پھر پوچھا سارے دے دوں؟ آپ نے پھر فرمایا ہاں ہاں۔ سارے دے دو۔ کیا بھیجنے والے نے سارے مجھے نہیں بھیجے؟ اس نے کہا ہاں جی۔ آپ نے فرمایا تو پھر میں یہی کہہ رہا ہوں کہ دس کے دس درھم اسے دے دو۔ پس اسے دے دیئے گئے۔ (160)

حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ عید کے دن میں نے آپ کو کھجور چنتے ہوئے دیکھا اور اس کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ یتیم لڑکا رو رہا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کے ہم جولیوں نے آج نئے کپڑے پہنے ہیں اور اس کے پاس نہیں ہے۔ میں اس لئے کھجوریں چن رہا ہوں کہ ان کو بیچ کر اس کے لئے نئے کپڑے (جوڑا) بنا دوں۔ میں نے عرض کی، اس کام کو میں انجام دوں گا۔ آپ اس قدر تکلیف نہ فرمائیں۔ پھر میں اس لڑکے کو ساتھ گھر لے گیا اور نئے کپڑے پہنائے۔ اس کے صلے میں مجھے وہ نور عطا ہوا جس کی وجہ سے میری حالت ہی اور ہو گئی۔ (161)

ایک دفعہ حضرت معروف کرخی کے پاس ایک سائل آیا۔ اس کو دینے کے لئے اپنی جوتی کے سوا اور کچھ نہیں پایا۔ تو اپنی جوتی ہی دے دی۔ بعد ازاں آپ کو معلوم ہوا کہ اس نے جوتا

Marfat.com

فروخت کر کے اس کی قیمت کا کوئی پھل خریدا ہے۔آپ نے فرمایا الحمدللہ۔ شاید اس کا دل میوے کو چاہتا تھا۔بس ہم نے اس کی قیمت دے کر غم خواری کی۔(162)

شرم وحیا کا ذکر

حضرت شیخ معروف کرخیؒ کے ماموں حاکم شہر تھے۔ایک بار انہوں نے صحرا میں آپ کو دیکھا کہ ایک کتا آپ کے پاس بیٹھا ہے اور آپ ایک نوالہ خود کھاتے ہیں اور دوسرا کتے کو کھلاتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم کتے کو کھلا رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ شرم ہی کے مارے میں کتے کو کھلا رہا ہوں۔پھر آسمان کی طرف دیکھا تو ایک پرندہ فضا سے اتر کر آپ کے ہاتھ پر آ بیٹھ گیا۔لیکن اس نے اپنی آنکھ اور چہرے کو پروں میں چھپالیا۔جس پر آپ نے اپنے ماموں سے فرمایا۔کہ جو شخص اللہ سے شرم کرتا ہے۔اس سے ہر چیز شرم کرتی ہے۔(163)

آپ کا طعام

صوفیاءکرام کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ کھانے پینے میں بے حد سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اکثر اوقات روزے سے ہی گزارتے ہیں۔روکھی سوکھی پر گزر اوقات کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے۔اس بے اعتنائی کی بدولت ان کا قیمتی وقت عبادت خداوندی میں گزر جاتا ہے۔لیکن شیخ معروف کرخیؒ ایک بار بڑی خوشی کے ساتھ کوئی چیز تناول فرمارہے تھے۔کسی نے پوچھا ایسی کیا چیز ہے؟ کہ آپ اتنی مسرت کے ساتھ کھا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری مسرت کی وجہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوں اور وہ جو عطا فرماتا ہے میں اسے خوشی کے ساتھ کھالیتا ہوں۔(164)

حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ معارفِ حقیقت کے شہسوار تھے۔آپ بعض اپنے فرامین، مواعظ اور پند و نصائح میں حکمتوں اور معنی خیز نکتوں اور جملوں سے مزین کلام کرتے تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ دنیا چار چیزوں پر مرکوز ہوتی ہے۔مال، کلام، نوم اور طعام۔ان چیزوں کی حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔مال: انسان کو بغاوت پر اکساتا ہے۔کلام: فضولیات کی طرف لے جاتا ہے۔نوم: (نیند) غفلت کی طرف اور طعام: قساوتِ قلبی کی طرف لے جاتا ہے۔تاہم طعام کی کثرت کو کسی بزرگ نے پسند نہیں فرمایا ہے۔بلکہ خالی پیٹ عرفان کی طرف اور پُرشکمی فساد قلب کی طرف لے جانے کا سبب ضرور ٹھہرایا گیا ہے۔اس لئے حضرت شیخ معروف

Marfat.com

نے اس کی عام صورت کو سامنے رکھ کر فرمایا ہے۔ طعام کی بدولت انسان کا دل سخت بن جاتا ہے۔ وہ رحم و رقت سے عاری ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ نے دنیا کے تین خسیس اثرات کا تذکرہ فرما کر ان سے بچنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔(165)

تالیف قلوب

عام لوگوں کا قاعدہ یہ ہے کہ خوشی اور شادمانی کے موقعوں پر خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ مختلف رسومات ادا کر کے برملا اپنی خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر اسراف و تبذیر کی تمام حدیں پار کر لیتے ہیں اور بھول کر بھی کسی غریب، معذور، مجبور محتاج کو یاد نہیں کرتے لیکن خدا رسیدہ لوگوں کے ہاں خوشی و غم کے مواقع آتے ہیں تو وہ نہ اس حد تک خوشی مناتے ہیں نہ غم کا اہتمام کرتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر ستم رسیدہ، محروم محتاج اور نادار طبقے کے لوگ انہیں یاد رہتے ہیں اور اُن کی ضروریات پوری کر کے انہیں سکھ پہنچانے کی سعی کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت شیخ معروف کرخی کا کردار ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اگر چہ یہ قصہ گزر چکا ہے لیکن اس کا اعادہ تجدید ایمانی کا باعث ہوگا۔ جب آپ عید کے روز کھجور چن رہے تھے تو آپ سے پوچھا گیا کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں کہ عید کے دن کھجور چن رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک بچے کو روتا ہوا دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو تو اس نے کہا کہ میں ایک یتیم ہوں، میرا ماں باپ کوئی نہیں ہے۔ دوسرے بچوں نے نئے نئے کپڑے پہن رکھے ہیں اور میرا کوئی نیا کپڑا نہیں۔ اور دوسرے بچے تو اخروٹ سے کھیل رہے ہیں میرے پاس اخروٹ بھی نہیں۔ میں اس لئے کھجوریں چن رہا ہوں کہ اسے بازار میں بیچ کر اس کی قیمت سے کپڑے اور اخروٹ خرید کر اسے دوں تاکہ وہ دوسرے بچوں کی طرح خوش ہو جائے اور محرومی کا احساس جاتا رہے۔ اور اس کا ٹوٹا ہوا دل جڑ جائے۔ اور یہی عمل میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انجام دیا ہے۔(166)

کمالاتِ روحانی

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے روحانی، علمی اور عرفانی مراتب میں نہایت باکمال تھے۔ بہت سارے کمالات جن کا ذکر دوسرے عنوانات کے ضمن میں مندرج ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

ان کی تکرار طوالت کا سبب ہوگی۔ مگر حضرت ابوبکر خیاط کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن خواب میں دیکھا۔ کہ میں ایک قبرستان میں داخل ہو رہا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اہلِ قبر اپنی اپنی قبر پر سوار بیٹھے ہیں اور اُن کے سامنے گلِ ریحان کھلے ہیں۔ اُن میں جناب شیخ معروف کرخیؒ بھی ہیں مگر وہ اِدھر اُدھر گھوم پھر رہے ہیں۔ میں نے حضرت شیخ معروف سے پوچھا کہ اے ابومحفوظ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو انہوں نے جواب میں یہ شعر کہا۔

موت التقی حیات لا نفاد لھا

قدمات قوم وھم فی الناس احیآء

☆ پرہیزگاروں کی موت بھی حیاتِ جاودانی ہے اور کچھ لوگ مر چکے ہیں حالانکہ وہ لوگوں میں زندہ ہیں۔

محمد بن حسن فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد حسن سے سنا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے حضرت شیخ معروف کرخی کو خواب میں دیکھا۔ ان سے میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا کہ مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا زہد وتقویٰ کی وجہ سے؟ فرمایا فقراء کی وجہ سے اور فقراء کو دل سے پسند کرنے کی وجہ سے۔ ایک مرتبہ بازار سے گزر رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک بہشتی یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ! جو میرا پانی پی لے اس کی مغفرت فرما۔ چنانچہ نفلی روزے کے باوجود انہوں نے پانی پی لیا۔ جب لوگوں نے کہا کہ آپ کا روزہ تھا تو فرمایا کہ میں نے بہشتی کی دعا پر پانی پی لیا۔ پھر انتقال کے بعد آپ کو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ تو آپ نے ان کے استغفار پر فرمایا کہ میری بہشتی کی دعا سے مغفرت فرمادی گئی۔ (167)

علامہ ذھبی سیر النبلاء العلام میں لکھتے ہیں کہ:

علم الزهاد بركة العصر، ابو محفوظ البغدادى. ابومحفوظ بغدادی کا ارشاد ہے کہ زاہدوں کا علم زمانہ کے لئے باعث برکت ہے۔

مرأة الجنان میں عبداللہ بن اسعد الیافعی لکھتے ہیں۔

الولى الكبير، العارف بالله الشهير. مظهر الكرامات العلية والاحوال السنية.

آپ بڑے ولی، اللہ کے مشہور عارف تھے۔ بڑی بڑی کرامات کے مظہر اور بلند احوال کے مالک تھے۔

ان تمام محولات کے علاوہ یقیناً حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ کامل ومکمل انسان اور

Marfat.com

عارف بے بدل تھے اور نامی گرامی محدث و مبلغ حقیقت تھے۔ آپ روحانی طور پر ان تمام منازل کو طے کرتے ہوئے منزل مقیم کو پا چکے تھے۔ جس طرح دیگر تمام عرفاء اسلام کی طرح آپ کو بھی سکون و تمکنت کی بے پایاں وسعتیں حاصل تھیں اور علم و حکمت کے گرانقدر خزانوں سے حصہ وافر کے مالک تھے۔ ریاضت و مجاہدوں کے جملہ کمالات پر رسائی حاصل کرنے والے، کشف و شہود، فقر و فنا اور سیر الی اللہ کی جولانیاں طے کرنے والے تھے۔ آپ لباس فقر کو پہننے والے وہ حقیقی پیشرو تھے جن کے نقش قدم پر چل کر بڑے بڑے مشاہیرِ اسلام نے فقر و سلوک کی رعنائیاں پالیں اور اَطوارِ سبعہ قلبیہ اور اَنوارِ متنوعیہ غیبیہ سے باخبر اور تمام حقائق و معارف کے منازل عروج سے ہمکنار ہو گئے تھے۔

ابو منصور خزاز فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ معروف پانی پر چلتے ہیں، تو میں یہ سمجھتا ہوں اگر کوئی یہ کہے کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے تو وہ سچ کہتا ہے۔ (169)

بیان سابق آپ کی کسر نفسی اور اخفائے کمال پر دلالت کرتا ہے مگر مظہر کی تردید نہیں ہے۔

آپ کا عقیدہ

مشاہیر صوفیاء کرام و صلحاء عظام اور اولیاء سلف صالحین کی بڑی تعداد نے ایمان اور اسلام کے ارکان و بنیادوں پر بحث کی۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی اَرکانِ اسلام اور بنائے ایمان پر تفصیلات ملتی ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف اور رشف النصائح الایمانیہ میں اور حضرت ابو نجیب سہروردیؒ نے آداب المریدین میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذخیرۃ الملوک اور حضرت شاہ ہمدان نے دعواتِ صوفیہ میں اَرکانِ ایمان اور اَرکانِ اسلام پر قرآن و سنت کی روشنی میں بحث کی ہے۔

اولیاء کرام کی معتد بہ تعداد نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کرنے، دل سے تصدیق کرنے اور اعضاء و جوارح سے عمل انجام دینے اور سنت خیر الانام کی پیروی کے لئے جو اصول منضبط کئے گئے ہیں، اُن پر کاربند رہنا ہے۔ جس کا بزرگانِ سلف نے یوں اظہار فرمایا ہے کہ شریعت میں اقوالِ پیغمبر کو اختیار کرنا۔ طریقت میں افعالِ پیغمبر کو اپنانا۔ حقیقت میں احوالِ پیغمبر پر اعتماد کرنا۔ صوفیاء کرام کے عقیدے کی پیروکار ہمیشہ انہی کے گرد گھومتی ہے۔ اس

Marfat.com

لئے بصد اعتبار لکھا جاتا ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی کے عقیدے میں مظہرات بالا کے علاوہ درج ذیل مفاہیم کے پائے جانے میں کوئی تردد وتامل نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ معروف کرخی ایک دفعہ کوفہ جا رہے تھے۔ ایک منزل پر دیکھا کہ ابن سماک علیہ الرحمہ وعظ کر رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں میں بھی اس وعظ میں جو کلماتِ پند ونصائح کے انداز میں تھے، شریک ہوا۔ آپ بتاتے ہیں کہ ابن سماک علیہ الرحمہ نے اپنے وعظ میں کہا کہ اسلام کی بنیادیں یہ ہیں:۔

کلمہ شہادت: یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔

صلوٰۃ الخمس: پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی کرنا۔ صوم رمضان: رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ زکوٰۃ المال: مال کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ حج البیت: استطاعت ہونے کی صورت میں حج بیت اللہ کرنا۔

ایمان کے بنیادی اصول یہ ہیں:۔

میں اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا ہوں۔

آپ کہتے ہیں کہ ابن سماک کا کلام میرے دل میں بیٹھ گیا اور میں نے اللہ رب العزت کی طرف توجہ کی۔(170)

یہی وہ کلمات ہیں جنہیں شیخ معروف نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہاتھوں اسلام قبول کرتے ہوئے سیکھا۔(171)

حضرت علامہ عبدالرحمان ابن علی بن الجوزی نے مختلف روایات کی روشنی میں لکھا ہے کہ جب کسی نے آپ سے قرآن کریم کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ واغوثاہ باللہ القرآن کلام اللہ غیر مخلوق. یا اللہ میری مدد فرما۔ قرآن تو اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ الجبوری نے مناقب المعروف کے حاشیہ میں یہ صراحت کی ہے کہ یہ عقیدہ آپ کا نہیں ہے۔ معتزلہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔ یہ بہت بڑا معاملہ ہے اس کے باوجود ہماری تاریخ میں حضرت شیخ معروف کی بڑی تعریف ملتی ہے۔

ضرب المثل ہے۔ العالم العامل المجاهد فيه. یعنی بغداد میں ایک عالم باعمل مجاہد

Marfat.com

موجود ہے۔ وہ حضرت شیخ معروف کرخی کی ذات گرامی ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ معروف کرخی زاہدوں کے امام ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ کے بارے میں یہ اظہار کیا ہے کہ یہ آپ کی طرف منسوب بڑا بہتان ہے۔ ان کا ایسا عقیدہ نہیں تھا کہ قرآن قدیم ہے۔(172) اس زمانے میں قرآن قدیم ہونے یا حادث ہونے کے بارے میں معتزلہ اور دیگر علماء وفقہائے اسلام کے درمیان اختلاف پایا جاتا تھا۔ بعض کہتے تھے کہ قرآن مجید قدیم ہے اور بعض کہتے تھے کہ قرآن مجید حادث ہے۔ یعنی قرآن مجید کے مخلوق اور غیر مخلوق کا مسئلہ درپیش تھا۔ اس لئے آپ سے بھی یہی پوچھا گیا۔ اس مسئلہ کا حل دراصل یہ ہے کہ معانی ومطالبِ قرآن کے قدیم ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن قرآن کی کتابی شکل وصورت اور بین دفتین (جلدوں کے درمیان) موجود اَوراق، تحریر اور روشنائی حادث ہے، مخلوق ہے۔

حضرت شیخ معروف کے سلسلہ کا مشہور ومعروف فقیہہ ومتکلم حضرت میر سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ اس مسئلہ کی تمام امکانی صورتوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جو کوئی قرآن کے قدیم ہونے کا قائل ہے تو ایک اعتبار سے وہ حق بجانب ہے اور جو کوئی قرآن پاک کے حادث ہونے کا قائل ہے تو وہ بھی ایک اعتبار سے درست ہے۔ اور اگر ان دونوں قائلین، دونوں اعتبار سے ہر حالت میں قرآن پاک کو قدیم ہونے یا ہر اعتبار سے حادث ہونے کے قائل ہوئے تو اس صورت میں دونوں بطلان کے مصداق ہیں۔(173)

واضح ہوا کہ قرآن پاک من وجہ قدیم ہے اور من وجہ حادث۔ حضرت شیخ معروف نے یقیناً اس موقع پر (سائل کے جواب میں) قرآن کے معانی ومطالب کے پیش نظر اسے قدیم، غیر مخلوق ہونے کا اظہار فرمایا ہو۔ جبکہ قرآن مجید کے بارے میں آپ کے عقیدہ پر شہادت امام احمد بن حنبلؒ دے چکے ہیں، اُن کو آپ کے عقیدہ کا صحیح علم تھا جو کہ دوسرے اعتبار سے درست ہی ثابت ہوتا ہے۔ یعنی قرآن کی مادی صورت سیاہی، کاغذ اور گتہ وغیرہ کا مجموعہ حادث اور مخلوق ہے۔ اہلِ عرفان وحقیقت کی نظر ہمیشہ معنوی کیفیات پر ہوتی ہے۔ اس لئے یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ معروف نے حقیقت بیانی سے کام لیا ہے۔ ظاہر پرستوں کے عقیدے کے اعتبار سے اس کی شدت سے تردید فرمائی ہے۔ کہ قرآن تو اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے۔

Marfat.com

وضو کا اہتمام

حضرت شیخ معروفؒ جہاں باطنی طہارت و پاکیزگی کو ضروری اور لابدی سمجھتے تھے وہاں ظاہری پاکیزگی اور صفائی کے گرانقدر فوائد واثرات پر بھی نظر رکھتے تھے۔ آپ کی نظر میں طہارتِ ظاہری کی اتنی اہمیت تھی کہ آپ پل بھر بے وضو رہنے کو گوارا نہیں کرتے تھے۔ اُن کی وضو اور ظاہری طہارت کی جتنی پابندی کرنے کی عادت تھی وہ تزکیۂ نفس کے میدان کا بے مثال سنگ میل معلوم ہوتی ہے۔ جہاں زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت میں آپ اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ طہارت و وضو کی افادیت وفضیلت کے حصول میں بھی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے تھے۔ اس لئے آپ وضو کے سخت پابند تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا وضو جائے فراغت پر ہی ٹوٹتا تھا۔ یعنی آپ بے وضو ہونے سے پہلے ہی وضو کیا کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ وضو بالائے وضو فرمایا کرتے۔ کیونکہ اہلِ عرفان وتصوف اس بات کے قائل ہیں۔ وہ فضیلت وبرکات کے حصول میں قدرے پیش قدمی سے کام لیتے ہیں اور نیکی میں وہ زیادہ حریص پائے گئے ہیں۔ عبادات میں ان کا طرزِ عمل سیرتِ نبوی ﷺ کا نمونہ ہے۔ اس لئے شیخ معروف کی طہارت اور پاکیزگی کا عمل بھی مثالی اور سبق آموز ہے۔

طبقات السلمی کے حوالے سے علامہ جوزی لکھتے ہیں۔ کہ ایک دن آپ بے وضو ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا دریائے دجلہ کے کنارے وضو ٹوٹ گیا۔ تو آپ نے وضو کے لیے جانے کی بجائے تیمم کر لیا پھر وضو کرنے کھڑے ہو گئے۔ جبکہ دریائے دجلہ سامنے ہی بہہ رہا تھا تو کسی نے اس بات پر استفسار کیا کہ حضرت! یہاں تیمّم کی کونسی ضرورت درپیش آ گئی؟ جبکہ دریا قریب سے بہہ رہا ہے آپ وہاں تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ ہوسکتا ہے کہ میں وہاں پہنچنے سے پہلے ہی زندگی سے ہار جاؤں اور میں بغیر وضو کے رہ جاؤں۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ معروف پل بھر بے وضو ہونے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ ہر وقت اپنی موت اور خالقِ حقیقی سے جا ملنے کی تیاری میں مستعد رہتے تھے۔ اور یہ گوارا نہیں فرماتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے خالقِ حقیقی کے سامنے بے وضو حالت میں چلا جاؤں۔ (174)

آپ کی نماز

یوں تو حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے زاہد وعابد گزرے

Marfat.com

ہیں لیکن ان کی نمازوں کی یہ حالت تھی کہ لوگ آپ کو نوافل پڑھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ آپ اخفائے عبادت پر سختی سے کاربند رہتے تھے۔ اگر کوئی بغرض آگاہی آپ کی عبادت کے بارے میں مطلع ہونا چاہتا تو آپ اسے موزوں انداز میں اظہار کر کے ٹالنے کی کوشش کرتے تھے۔ اگر زیادہ اصرار کیا جاتا تو آپ مجبوراً بتا دیتے تھے۔ کہیں قلبِ سائل محسوس نہ کر بیٹھے۔ چونکہ آپ کی یہ عادت نہیں تھی کہ کسی کو بلا وجہ ناخوش کرے۔ عبادت و اعمال میں آپ کی محنت کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ آپ شب زندہ دار، زاہد اور عبادت گزار عابد ہستی تھے۔ آپ کی نمازوں اور نوافل کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نمازوں کی امامت نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ دوسروں کو نماز پڑھانے کی تلقین کرتے تھے۔ خطیب بغدادی کے حوالے سے مولوی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ حضرت معروف کرخی بچپن سے ہی بچوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے اور اپنے والدین کو بھی اسلام کی ترغیب دیتے تھے مگر والدین ان کو جھڑک دیا کرتے تھے۔(175)

ایک دفعہ حضرت شیخ معروف کرخی کے سامنے مؤذن نے اقامت کہی۔ ایک صوفی کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کرنے لگے۔ اس نے امامت کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا مجھے خوف ہے کہ میں نماز پڑھاتے ہوئے مر جاؤں اور لوگوں کی نماز متاثر ہو۔ لوگوں نے اصرار کی اس نے کہا میں اس شرط پر نماز پڑھاتا ہوں کہ دوسری نماز نہ پڑھاؤں گا۔ شیخ معروف کرخی نے کہا۔ اے دوست! پیچھے ہٹ جا تو دیوانہ ہے۔ پہلے تو نماز میں مر جانے سے ڈرتا ہے۔ پھر تیرے دل میں خیال آتا ہے کہ تو دوسری نماز تک زندہ رہے گا، پھر آپ نے دوسرے کسی کو امام بنایا۔ اس نے جماعت کی نماز پڑھائی۔(176)

ابونعیم کی روایت کے مطابق علامہ جوزی لکھتے ہیں کہ عبید بن محمد الوراق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ معروف کو کبھی نفل پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مگر صرف جمعہ کے دن ہلکی سی دو رکعتیں۔ آپ فرماتے ہیں جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعات نوافل پڑھ لے تو اس بندے کی چالیس سال کی خطائیں معاف کی جائیں گی۔(177)

یہ چھ رکعات نماز اوّابین کی نیت سے پڑھی جاتی ہے۔ فرمانِ رسالت کے مطابق اس نماز کا ثواب بارہ سال کی عبادت کے برابر ہے۔ آدمی کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اگر چہ سمندروں کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ پاک جنت میں دو ایسے محل عطا فرمائے گا کہ اگر پورے

Marfat.com

پورے دنیا والے جمع ہوں تو ایک محل میں ہی سما سکیں گے۔اس نماز کی بدولت انسان سے دن کی روشنی میں جو بے اعتدالیاں سرزد ہوتی ہیں وہ نامہ اعمال سے مٹادی جاتی ہیں۔(178)

روزے کی پابندی

ایسے ہی کسی نے آپ کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو بھی آپ نے بطور احتراز اپنے روزوں کے بارے میں اطلاع دینے سے گریز کرنے کی کوشش کی۔آپ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے اور راتیں نمازیں پڑھ کر گزارتے تھے۔اس کے باوجود عبادات کے اخفا کے سلسلہ میں کوتاہی نہ کرتے تھے۔کسی کے اصرار پر آپ فرماتے ہیں۔ میں ہمیشہ سے روزہ رکھنے کا عادی تھا مگر کوئی شخص میری دعوت کرتا تو میں کھانا کھالیتا تھا اور میں یہ نہیں کہتا تھا کہ میں روزے سے ہوں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ بھوک کو پسند کرتے تھے بعض بزرگوں نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ آپ نے روزے کو مخفی رکھنے کے بھی ثواب بتائے اور اس کے تحت عبادات میں اخفا کے عمل سے کام لیتے تھے۔اور اسی حالت میں روزے توڑ کر کھائے بھی مگر ایسے روزوں کو جو توڑ دیئے گئے ہوں ان کی نیت سے پھر روزہ رکھے تو اس کا بھی اجر وثواب بیان فرمایا ہے۔

علامہ جوزی لکھتے ہیں۔کہ بعض شیوخ نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت معروفؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کے بھائیوں میں سے کوئی ایک آدمی آیا اور سلام کرنے کے بعد بیٹھ گیا تو اسے شیخ معروفؒ نے کہا کہ اگر تم پسند کرتے ہو تو میں عصیدہ (ایک قسم کا کھانا جو گھی اور آٹا ملا کر پکایا جاتا ہے) تمہیں کھلاؤں؟ اس آدمی نے کہا اے ابا محفوظ! میرا روزہ ہے۔حضرت معروفؒ نے فرمایا۔کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جس نے ایک دن روزہ رکھا پھر کسی مسلمان بھائی سے پردہ پوشی کے لئے روزہ توڑ ڈالا تو اس کو ایک ہزار دنوں کے روزوں کا ثواب مل جاتا ہے، پھر اگر وہ اس کھائے ہوئے روزے کی نیت سے پھر ایک روزہ رکھتا ہے تو اسے دو ہزار دنوں کے روزے کا ثواب مل جاتا ہے۔(179)

حج بیت اللہ

غوث المتاخرین حضرت میر سید محمد نوربخش قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ چند بار بیت اللہ کی زیارت کے لئے گئے اور ساری زندگی کی مدت میں ریاضت ومجاہدات کا شغل رکھا اور دین کے قواعد جاری کرنے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے اور اہل

Marfat.com

ظواہر کی خشکی کو تابع کر لیتے تھے اور آپ مشہور مستجاب الدعوات تھے۔(180)

آپ کے حج اور اسفار پر مزید معلومات دستیاب نہیں ہیں۔چونکہ آپ کی زندگی کا اکثر حصہ بغداد میں ہی گزرا اور وہیں عبادات و ریاضت اور بیعت وارشاد کے ذریعے خلقِ خدا کی رہنمائی فرماتے رہے۔آپ پر لکھنے والوں نے ابھی تک ان ممالک اور علاقوں کی تفصیل نہیں لکھی۔جہاں سے آپ نے کبھی گزر فرمایا۔ایسا معلوم ہوتا ہے۔کہ حضرت شیخ معروفؒ کو جہانِ معنوی کی گہری سیاحت نے دنیائے دنی کی ظاہری سیاحت سے باز رکھا۔ذکر وفکر اور خلوت نشینی میں ہی انہوں نے خوب عافیت دیکھی۔حج کے اسفار میں جن علاقوں سے گزر کر مدینہ منورہ اور حجاز مقدس کو جانا ہوتا تھا۔ظاہر ہے انہوں نے ان شہروں کو ضرور دیکھا ہے اور نظریہ طریقت کی سیاحت کو بھی بڑی خوبی سے انجام دیا ہے اور حضرت امام رضاؑ کی خدمت بھی۔لہذا یقین کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے کرخ اور حجاز مقدس کے راستے میں آنے والے مواضع کا ضرور نظارہ کیا ہوگا۔چونکہ آپ نے چند بار حج کا سفر کیا ہے لہذا انسانی تجسس و تحقیق کا یہی اصول بھی ہے کہ وہ ہر بار نئی چیز کو دیکھنے اور نئے راستے سے گزرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ممکن ہے اس طرح انہوں نے مختلف شہروں کی سیاحت کی ہو۔لیکن ایک صوفی منش شخصیت سے یہ بھی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ منزل و مرادِ حقیقی کی نسبت ظاہری منازل و مقاصد کی طرف چنداں رغبت نہ رکھے۔اس لئے ان کے اسفار میں سیر و سیاحت کا ذکر نہیں ملا۔اسفارِ حج کے علاوہ آپ حضرت امام علی رضاؑ کی خدمت کی خاطر کرخ اور بغداد سے طوس، خراسان، تہران وغیرہ گئے۔

اقوالِ معروفؒ

اولیاءِ کرام اور انبیاءِ عظام کی طرح حضرت شیخ معروفؒ کے اقوال بھی اسلامی تعلیمات اور حکمتوں سے بھرپور مطالب و معانی پر مشتمل ہیں۔علوم وحکمت کے دانشوران کے اقوال کو درس عبرت اور سبق آموزی کے سلسلے کی کڑی سمجھتے ہیں اور حسب تحقیق ان کو یکجا کر کے پیش کیا ہے۔مولانا رحمت اللہ سبحانی لدھیانوی نے اقوالِ معروف کرخیؒ کے عنوان سے آپ کے تمام اقوالِ زرین جمع کر دیئے ہیں، ان میں سے چند ملاحظہ ہوں:۔

Marfat.com

1۔ بغیر عمل جنت کی آرزو گناہ ہے۔ بغیر ادائے سنت اُمید شفاعت رکھنا محض غرور اور دھوکا ہے اور بغیر فرمانبرداری کے امیدوارِ رحمت ہونا محض جہالت اور حماقت ہے۔

2۔ دولت کے بھوکے کو کبھی حقیقی راحت نہیں مل سکتی۔

3۔ ایسی گفتگو کرنا جس سے کسی کا فائدہ نہ ہو علامتِ ضلالت و گمراہی ہے۔

4۔ جس طرح تو برائی سننے کو ناپسند کرتا ہے اسی طرح اپنے آپ کو مدح سرائی سے بھی بچا۔

5۔ حق تعالیٰ جب کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو حسنِ عمل کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے۔

6۔ آنکھ سب کی طرف سے بند کرلے خصوصاً بری نگاہ سے کبھی نہ دیکھ۔

7۔ محبت ایک چیز ہے۔ جو سیکھنے یا کسی کے بتانے کی نہیں ہے۔

8۔ حبِ دنیا ترک کردو۔ کیونکہ اگر دنیا کی ذرا سی چیز بھی تمہارے دل میں ہوگی تو سجدہ کرنے میں بھی تم اس کو فراموش نہ کرسکو گے۔

9۔ جو کچھ رنج و مصیبت تم کو پیش آئے اس کی کشود کار اس کے پوشیدہ رکھنے ہی میں ہے۔ (181)

10۔ دنیا کا لفظ دنایت سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں، خواری، ذلت، کمینگی، اس سے اندازہ لگاؤ کہ دنیا کیا چیز ہے؟۔

11۔ وہ بنیاد جو کبھی ویران نہ ہو عدل ہے۔ وہ تلخی جس کا آخر شیرینی ہو وہ صبر ہے۔ وہ شیرینی جس کا آخر تلخ ہو وہ شہرت ہے۔ بیماری جو علاج پذیر نہ ہو ابلہی ہے۔ وہ بلا جس سے لوگوں کو بھاگنا چاہئے عیش ہے۔

12۔ شرکِ ظاہر بتوں کی پرستش اور شرکِ باطن مخلوق پر بھروسہ رکھنا ہے۔

13۔ تواضع یہ ہے کہ جس سے بھی تو ملے اپنے سے بہتر جانے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ عالم ہو یا جاہل، مومن ہو یا کافر۔

14۔ عقلمند وہ ہے جس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو اوّل روز وہی کرے جو وہ تیسرے روز کرے گا (یعنی صبر واستقامت اختیار کرے)۔

15۔ آپ سے پوچھا گیا کہ مصائب دنیا کی کیا دوا ہے؟ فرمایا کہ خَلق سے دور اور خُلق سے نزدیک رہنا۔

Marfat.com

16۔ طالبِ حق عورت کا مرشد اس کا شوہر ہے۔ اگرچہ اس کا شوہر طالبِ حق ہی نہ ہو۔

17۔ درویشی یہ ہے کہ کسی چیز پر طمع نہ کرے۔ جب بے طلب کوئی لائے تو منع نہ کرے اور جب لے تو جمع نہ کرے۔

18۔ جو کوئی ہم کو اللہ تعالیٰ کے نام پر دھوکہ دے گا ہم اس کا دھوکہ کھا لیں گے۔

19۔ اگر صاحبِ بدعت کو دیکھو کہ ہوا پر چلتا ہے تو بھی اس کو قبول نہ کرو۔

20۔ کسی بزرگ سے کسی گناہ کا سرزد ہو جانا اسے مباح نہیں کر دیتا۔

21۔ امیروں کی صحبت کے نقصانات احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ بچو! بچو۔

22۔ علم نر ہے اور عمل مادہ۔ دین و دنیا کے کام ان کے ملنے سے ہیں۔

23۔ جو شخص عملِ نیک حصولِ ثواب کے خیال سے کرتا ہے تو وہ تاجر ہے۔ جو دوزخ کے خوف سے کرتا ہے تو وہ غلام ہے۔ جس طرح غلام مار پیٹ کے خوف سے کام کرتا ہے۔ اور جو شخص صرف خدا کے واسطے کرتا ہے وہ احرار سے ہے۔

24۔ گناہ کرنے والے سے میل جول رکھنا گناہ پر راضی ہونا ہے۔ اور گناہ سے راضی ہونا گناہ کرنے کے برابر ہے۔

25۔ اعتماد سالم (سلامت) نہ ہو تو عبادت بھی بیکار ہے۔

26۔ اے جھوٹے! تو نعمت کی حالت میں خدا کو محبوب سمجھتا ہے لیکن جب بلا آتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ بلا اور فقر میں ثابت قدم رہنا خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت ہے۔(182)

27۔ جوان مردوں کی تین علامتیں ہیں اوّل: وفا بلا خلاف، دوم: مدح بلا جود، سوم: عطا بلا سوال

28۔ خدا کی دوستی کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کو ایسے کام میں مشغول رکھے جس میں اس کی سعادت ہے بے مقصد باتوں سے اس کو دور رکھے۔

29۔ اولیاء اللہ کی تین علامتیں ہیں۔ ۱) ان کا فکر خدا سے ہوتا ہے۔ ۲) ان کو قرار خدا سے ملتا ہے۔ ۳) ان کی مشغولیت خدا میں ہوتی ہے۔(183)

30۔ وفا کی حقیقت یہ ہے کہ باطن خوابِ غفلت چھوڑ کر ہوش میں آجائے۔ اور فکر فضول سوچ سے فارغ ہو جائے۔

Marfat.com

31۔ زبان کو (لوگوں کی) مدح سے اسی طرح روکو جس طرح ذم سے۔

32۔ محبت سکھانے سے پیدا نہیں ہوتی یہ اللہ کی دین ہے اور اس کے فضل سے ملتی ہے۔

33۔ عارف کے پاس اگر کوئی نعمت نہ ہو تو بھی اس کے پاس نعمت ہی نعمت ہے۔ (184)

34۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس پر عمل کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور اس پر جھگڑے کا دروازہ بند کر دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اس پر عمل کا دروازہ بند کر دیتے ہیں اور اس پر جھگڑے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔(185)

35۔ اگر عارفوں کے دلوں سے دنیا کی محبت نہ نکال دی جاتی تو وہ اطاعت بجالانے کی طاقت نہ رکھتے اور اگر دنیا کی محبت کا ایک ذرّہ بھی ان کے دلوں میں ہو تو ان کا ایک سجدہ بھی صحیح نہ ہوتا۔

36۔ آپ فرماتے ہیں کہ عارف دنیا کی طرف مجبوراً رجوع کرتا ہے اور مفتور (دماغ میں فتور واقع ہونے والا) اختیار کے طور پر۔

37۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ دنیا کی محبت دل سے کس طرح نکل جاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ خالص محبت اور اچھے معاملہ سے۔

38۔ آپ فرماتے ہیں کہ عالم کا عمل جب اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے تو ایمانداروں کے دل اس کیلئے جھک جاتے ہیں اور جن کے دل بیمار ہوتے ہیں وہ اُسے ناپسند کرتے ہیں۔

39۔ فرماتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے برائی کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اسے نیک اعمال سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس کے دل پر پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوتے ہیں۔ اور اس کو دولت مندوں کی صحبت میں لے جاتے ہیں۔

40۔ آپ نے فرمایا (کسی آدمی سے) کہ اللہ پر بھروسہ رکھے۔ یہاں تک کہ وہی تیرا استاد اور وہی غم میں ساتھی اور شکوہ کرنے کی جگہ ہو۔ اور موت کی یاد ہر وقت تیرے ساتھ رہنی چاہئے جو کبھی جدا نہ ہو۔ اور جان لے کہ تجھ پر جو مصیبت بھی اترے اس کی شفا اسے مخفی رکھنا ہے کیونکہ لوگ نہ تجھے نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ تجھے کچھ دے سکتے ہیں نہ کسی چیز کو روک سکتے ہیں۔

41۔ آپ سے کسی مخلص دوست نے پوچھا اے ابو حفص! آپ کو عبادت کرنے پر اور مخلوق سے

Marfat.com

کنارہ کشی پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ "موت کی یاد نے" اس نے پوچھا موت کیا ہے؟ تو فرمایا۔ قبراور دوزخ کا ذکر۔ اس نے پوچھا قبر کیا ہے؟ تو فرمایا آگ کا خوف اور جنت کی امید۔ اس نے پوچھا یہ دنیا کیا ہے؟ تو فرمایا کہ یہ تمام ملک اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تیری اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ سب کچھ تجھے بھلادے گا اور اگر تیرے اور اس کے درمیان معرفت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ تجھے ان سب سے کفایت کرے گا۔ (186)

42۔ آپ فرماتے تھے کہ بندے کا بے مقصد باتیں کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی رسوائی ہے۔

43۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے سب سے زیادہ پیارے بندے مسکین لوگ ہیں کہ میری بات سنتے ہیں اور جب اُن کو حکم دیتا ہوں تو اطاعت کرتے ہیں۔ اور ان کی کرامت یہ ہے کہ میں ان کو دنیا میں نہیں دیتا تاکہ وہ میری اطاعت سے منہ نہ پھیریں۔

44۔ کسی آدمی نے کہا کہ میں جس سے بھی نیکی کرتا ہوں وہ مجھے اچھا بدلہ نہیں دیتا تو حضرت شیخ معروف کرخیؒ نے فرمایا۔ تم نے بغیر جانچ پڑتال کے نیکی کی تو وہ شکرگزار کے ہاں واقع نہ ہوئی۔

45۔ آپ فرماتے ہیں کہ تصوف یہ ہے کہ آدمی حقائق کو قبول کرے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہو اس سے مایوس ہوجائے اور جو فقر سے متصف نہیں وہ تصوف سے بھی متصف نہیں۔ (187)

46۔ جو آزمائش الٰہی سے لطف نہ اُٹھائے وہ سچا دعویدار نہیں ہے۔

47۔ بدقسمت آدمی کی نشانی یہ ہے کہ اپنے نفس کی خاطر لغو باتوں میں مشغول رہے۔

48۔ اصل علم تو حق تعالیٰ کا ڈر ہے۔

49۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ تو فرمایا اس بات سے ڈرو کہ اللہ تعالیٰ کہیں تم کو فقر کے سوا اور کسی حال میں نہ دیکھے۔

50۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہشتی کی دعا کے وسیلہ سے میری مغفرت فرمادی۔

51۔ وفا یہ ہے کہ غفلت کی بے ہوشی سے اپنے راز کا خوف اور فضول کاموں سے دل کو فارغ کرے۔

Marfat.com

52۔ جس کے عمل اچھے ہوتے ہیں اس کے دل میں حکمت نازل ہوتی ہے۔

53۔ عارف کے پاس تمام نعمتیں ہوتے ہوئے اس کے لئے کوئی نعمت نہیں ہے۔

54۔ آپ اپنے نفس کو ملامت کرتے اور فرماتے اے مسکین! تو کب تک روئے گا اور نادم ہوگا تو ہر چیز سے آزاد ہو جا تو بچ جائے گا۔

55۔ عقلمندی اور خوشی اس بات میں ہے کہ مروت چاہنے سے بہتر یہ ہے کہ مروت کا دوسروں سے مظاہرہ کرے۔

56۔ دنیا والوں کی خدمت غلام کرتے ہیں لیکن آخرت والوں کی خدمت آزاد کرتے ہیں۔

57۔ دنیا کی محبت ترک کرنے والا اللہ کی محبت کا مزہ پاتا ہے۔

58۔ اے اللہ! ہمیں ایسا آدمی نہ دکھانا جنہیں دیکھنا تجھے پسند نہ ہو۔(189)

59۔ صبر و کامل وہ جو اسراء کو نصیحت کی نظر سے دیکھے حسد کی نظر سے نہ دیکھے اور درویشیوں کو تواضع کی نظر سے دیکھے تکبر کی نظر سے نہ دیکھے اور عورتوں کو شفقت کی نظر سے دیکھے شہوت کی نظر سے نہ دیکھے۔

60۔ عجیب بات ہے جب کوئی شخص کسی کھانے سے پرہیز اس لیے کرتا ہے کہ موت نہ آئے۔ گناہ سے پرہیز کرنا ہے عذاب نہ آئے۔

61۔ کلام کا چھوٹ جانا موت سے خطرناک ہے کیونکہ موت لوگوں سے منقطع ہونے کا نام ہے لیکن کلام کا چھوٹ جانا اللہ تعالیٰ سے منقطع ہونے کا مترادف ہے۔

62۔ انبیاء کے ادنیٰ مراتب شہداء کے اعلیٰ مراتب کے برابر ہیں اور شہداء کے ادنیٰ مراتب صلحاء کے اعلیٰ مراتب کے برابر ہیں اور صلحاء کے ادنیٰ مراتب مومنوں کے مراتب ہوتے ہیں۔

63۔ ہر آدمی کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کی ہمت پر منحصر ہے۔ پس بے چارہ وہ شخص ہے جس کی اپنی کوئی ہمت نہیں ہوتی مگر دنیا جس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

مواعظِ معروفؒ

آپ کے مواعظِ حسنہ کا کچھ حصہ تو فرموداتِ معروفؒ میں پڑھ چکے ہیں۔ تاہم یہاں زہد وبقا، دقائق اور معارف کے نکات ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں۔ جن میں آپ نے زاہدانہ خیالات کا

Marfat.com

اظہار کرتے ہوئے مواعظ ونصائح کا فریضہ انجام دیا ہے۔

حلیۃ الاولیاء اور صفوۃ الصفوۃ وغیرہ کے حوالے سے ابن جوزی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ معروف کے پاس ایک آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے کسی آدمی کا ذکر چھیڑا اور اس کی غیبت شروع کردی تو شیخ معروف نے فرمایا۔ تم اس وقت کی یاد کرو جب تمہاری آنکھوں پر روئی رکھی جائے۔ یہی کلمات دوبار فرمادیئے۔ اس طرح آپ نے اس آدمی کو موت کی یاد دلائی تا کہ وہ اس برائی سے بچے۔

روایت ہے کہ کسی شخص نے آپ علیہ الرحمہ کے سامنے آپ کے دشمنوں کی بغاوت اور سرکشی کا تذکرہ کیا تو حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو دولشکروں کے بیچ سے نکل جا، تو خدا کا فرمانبردار نہیں ہے۔ یہ تیرے لئے کوئی فائدہ کی بات نہیں ہے۔ اس جگہ آپ نے چغل خوری کی مذمت کردی۔ اور خدا تعالیٰ کی تابعداری کا تذکرہ فرما کر اسے خوفِ خدا کا احساس دلایا۔

نقل کیا ہے کہ علی بن الموفق بغداد کے عابدین اور زاہدین میں سے ہو گذرے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کو سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کو آزماتا ہے مصیبت میں مبتلا کرتا ہے تو اس بندے کے پاس لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کے سامنے اس کی شکایت شروع کر دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے۔ اے میرے بندے! میں نے تجھے اس لئے آزمائش میں ڈالا ہے تا کہ تیری خطاؤں کو دھو ڈالوں تو میری شکایت کیوں کرتا ہے۔ یہاں آپ یہ نصیحت کرنا چاہتے ہیں کہ جب بندہ کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا کیا جاتا ہے تو اس پر صابر اور راضی رہنا چاہئے۔ یہ بندے کے مفاد میں ہوتا ہے۔ اس پر خدا کی شکایت وشکوہ نہایت نازیبا عمل ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی چیز کو حاصل کرو تو اس پر خوش مت ہو اور کوئی چیز کھو جائے تو اس پر مایوس مت ہو۔ کیونکہ خدا کے ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جب اُن پر دنیا کو پیش کی جائے تو وہ کہتے ہیں۔ یہ ایسا گناہ ہے جس کی سزا میں جلدی کی گئی ہے۔ جب اسے پیچھے دھکیلا جائے تو وہ کہتے ہیں۔ صالحین کا شعار مبارک ہو! آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کی حفاظت کر مدح سے جس طرح مذمت سے حفاظت کرتے ہو۔ جیسا کہ فرمودات میں گزرا ہے۔ طبقات الاولیاء میں مرقوم ہے کہ آپ کا فرمان ہے کہ دنیا چار چیزوں کا نام ہے۔ مال، کلام، منام، طعام۔ یعنی دنیا دولت

Marfat.com

مندی، باتونی مزاج خواب وغفلت اور کھانے پینے کا نام ہے۔ اور یہ چاروں انسان کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا خست وخسارہ اور قساوت وشدت کا مقام ہے۔ اس کی طرف انسان کو زیادہ دل نہیں لگانا چاہئے۔

کسی بندے کا بیان ہے جو حضرت شیخ معروف کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا ایک مرتبہ میں مغرب سے لوٹا اور شیخ معروفؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ گزشتہ کل بھی اُن کے پاس ہو آیا تھا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کل اپنے گھر کس وقت پہنچا؟ میں نے عرض کی میں نے وہاں پہنچتے ہی افطاری کی کیونکہ یہ مہینہ رمضان کا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سے تو افطار نہیں کرتا؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ فرمایا تم جب تک یہ جانو گے نہیں افطار ہی نہ کرو بھوک تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (یہ اشارہ قبر کی طرف تھا)

شیخ معروف کا بھتیجا یعقوب روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف ابن الفیر وزان سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم پر نظر کرنا، والدین کی طرف دیکھنا اور مسجد میں بیٹھنا بھی عبادت ہے۔ اور فرماتے ہیں یقیناً دنیا ایک ایسی ہنڈیا ہے جو دھوکہ دیتی ہے اور ایک ایسا پردہ ہے جو ہوا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت شیخ معروف فرماتے ہیں کہ بہت سے نیک لوگ ہیں مگر نیک لوگوں میں صادقین کم ہیں۔

حضرت شیخ معروف کے بھائی عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ آپ علیہ الرحمہ فرمارہے تھے۔ کہ ایک میل چل کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ جمعہ کی نماز کے لئے دو میل تک چل کے جایا کرو۔ مریض کی عیادت کے لئے تین میل تک، جنازہ کی مشایعت کے لئے چار میل تک اور ایک حاجی یا عمرہ کرنے والے کی مشایعت کے لئے پانچ میل تک، اللہ کی راہ میں لڑنے والے غازی کی عزت کے لئے چھ میل تک، ایک فرد سے دوسرے فرد کی طرف صدقہ دینے کے لئے سات میل تک، ناراض لوگوں کے درمیان مصالحت کے لئے آٹھ میل تک، دو قرابتداروں کے درمیان صلہ رحمی کے لئے نو میل تک، گھر کے بال بچوں کی ضرورت کے لئے دس میل تک، ایک مسلمان بھائی کی مدد کے لئے گیارہ میل تک اور ایک روحانی بھائی کی زیارت کرنے کے لئے بارہ میل تک چل کر جانے کی زحمت برداشت کرو۔ (190)

آپ فرماتے ہیں کہ نیک لوگوں کے دل تقویٰ کے لئے کشادہ ہو جاتے ہیں اور برے

Marfat.com

لوگوں کے دل برائی کی وجہ سے تاریک ہو جاتے ہیں اور وہ بری نیتوں کی وجہ سے اندھے ہو جاتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص جہاں بھی ہو جمعہ و جماعت کی پابندی کرتا ہے۔ وہ سابقین کے زمرے میں شامل ہوگا اور پل صراط سے برق رفتاری سے گزرے گا اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہوگا اسے ایک شہید کا ثواب ملے گا اور اسے جنت لے جانے میں جلدی کی جائے گی۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سری سقطیؒ سے سنا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ معروف سے سنا ہے کہ جس نے خدا سے دشمنی رکھی تو وہ گر گیا۔جس نے اس سے اختلاف کیا وہ مٹ گیا۔جس نے اس کے ساتھ مکر کیا وہ ذلیل ہوا۔جس نے اس پر توکل کیا اس نے انعام پایا۔جس نے تواضع اختیار کی اللہ نے اس کا درجہ بلند کیا۔

ایک مرتبہ ایک وفد آپ کے پاس آیا اور کافی دیر آپ کے پاس ٹھہرا رہا۔آپ نے اس سے فرمایا۔اے قوم! بے شک یہ ملک ہمیشہ سے قائم ہے جو کسی کے حوالہ کرنے سے بگاڑ کا شکار نہیں ہوتا۔تم اللہ تعالیٰ پر توکل کیا کرو یہاں تک کہ وہ تمہارا معلم ساتھی اور شکایت کرنے کی جگہ بن جائے لیکن موت کی یاد کرو یہ تیری ساتھی ہے۔جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں شفاء رکھی ہے جو تجھے حاصل ہے یا تیری خطائیں جنہیں وہ چھپا رکھتا ہے۔یقیناً لوگ نہ تجھے نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔نہ وہ دے سکتے ہیں نہ وہ روک سکتے ہیں۔آپ نظر ثانی فرماتے ہیں کہ بندے کا فضول کلام اللہ تعالیٰ کے ہاں رسوائی کا سبب ہے۔اور فرماتے ہیں کہ (بحثیت مؤنث) تم اپنی نظروں کو نیچی رکھو اگرچہ سامنے ایک بکرا ہی کیوں نہ ہو۔آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔کہ سخاوت وہ ہے جو تنگی کے باوجود محتاج پر ایثار کرے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔اور بغداد آنے کی وجہ بتائی۔ آپ نے فرمایا! اے میرے بھائی! اگر میں دو لشکروں کے ہی درمیان میں ہوتا تو بھی تم مجھے نہ بچا سکتے۔کونسی چیز تجھے نفع دے گی اور کونسی چیز نقصان فرعون کی بیوی کیا کہتی ہے۔اے میرے پروردگار! مجھے اپنے ہاں سے جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے تحفظ عطا فرما۔(191)

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس نے مسجد سے ایک سانپ کو نکالا پھر وہ کسی ضرورت میں مبتلا ہو گیا تو اس کی ضرورت پوری کی جائے گی۔یعنی اللہ تعالیٰ اس کی یہ ضرورت پوری فرمائے گا۔(192)

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں جس نے اپنے پیشوا کولعن کی تو اس کی عدالت حرام ہوجاتی ہے۔اس وعظ حسنہ کا مطلب یہ ہے کہ جوشخص اپنے ہی پیشوائے دین کولعن،طعن کرنے کا مرتکب ہوجائے تو اس کی سنگین خرابیوں کے نتیجے میں اور فرد کی اس حد تک کرنے والی دیدہ دلیری سے وہ اتنا ضرور مردود ہوجاتا ہے کہ اس کی عدالت حرام ہوجاتی ہے۔یعنی وہ عدل وانصاف بحال رکھنے کے قابل نہیں رہتا۔روحانی دنیا اس کو مردود قرار دیتی ہے۔حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں۔بے عمل کا بہشت طلب کرنا گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔رسول خدا ﷺ سے تعلق اور محبت کے بغیر شفاعت کی امید رکھنا ایک قسم کا فریب ہے۔اطاعت وفرمانبرداری کے بغیر خدا تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہونا حماقت اور جہالت ہے۔(193)

جامی لکھتے ہیں۔کہ کسی نے آپ سے کوئی نصیحت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ "احذر ان لا یراك الله الا فی ذی مسکین" یعنی خدا فقیروں کے واسطے سے مل سکتا ہے اس کے سوا امید ہی نہ رکھو۔(194)

سید علی ہجویریؒ نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ جوانمردی کے تین نشانات ہیں۔ ۱)وفائے بے خلاف۔ ۲)تعریف بے عطاء۔ ۳)عطائے بے سوال۔

حضرت ہجویریؒ ان نشانات کی تشریح یوں فرماتے ہیں۔کہ وفائے بے خلاف یہ ہے کہ عبودیت میں خلاف ورزی اور کج روی اپنی ذات پر حرام سمجھی جائے۔تعریف بے عطا یہ ہے کہ جس نے کوئی نیک سلوک نہ بھی کیا ہو اسے بھی نیکی سے یاد کیا جائے۔عطائے بے سوال سے مراد یہ ہے کہ جب عطا کی توفیق ہو تو تفریق نہ کرے اور کسی کا حال معلوم ہو تو اسے سوال کرنے کی تکلیف اٹھانے نہ دے۔ (195)

Marfat.com

کسبِ حلال

تمام صوفیاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسبِ حلال، تجارت و حرفت اور محنت مزدوری کرنا پیغمبرانہ پیشہ ہے۔ کسبِ حلال دُنیاوی معاش ہی کا ایک ذریعہ ہی نہیں بلکہ اس سے انسان درگاہِ باری تعالیٰ میں بھی محبوب بن جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ الکاسب حبیب اللّٰہ. اپنے ہاتھ سے روزی کمانے والا خدا کا دوست ہوتا ہے۔ اصفیاء عظام نے ہر وقت شریعت مصطفوی اور طریقتِ مرتضوی پر عمل کیا ہے۔ انہوں نے صنعت و حرفت اور کسب و تجارت کو مباح قرار دیا ہے۔ تاکہ انسان نیکی و تقویٰ پر چلنے کے لئے اس سے مدد حاصل کرے۔ لیکن اس کو محض دنیاوی اور مادی سہولتیں فراہم کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ اس سے انسانی فوز و فلاح کے اُمور بھی تشکیل پائیں اور اُخروی نجات کی راہ کا سنگ میل ثابت ہوں اس لئے کسبِ حلال کو ترغیب دیتے ہوئے حضرت شیخ معروف فرماتے ہیں۔ کہ

> ومن اشتریٰ وباع، لو برائس مال بورك له فیه کما یبارك فی الذرع المطر. اور جس شخص نے بیع و شریٰ کا معاملہ کیا اگرچہ قلیل مال سے ہی کیوں نہ ہو اس کو اس میں برکت دی جائے گی۔ جس طرح بارش سے کھیتی میں برکت ہوتی ہے۔ (196)

آسمان سے اترنے والی بارش فرمانِ خداوندی کے مطابق از خود برکت دینے والی ہے۔ جب یہ کھیتی پر پڑتی ہے تو اس سے شادابی، سرسبزی، ثمر آوری اور برکت میں دوچند اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح کسبِ حلال اور جائز لین دین کے معاملہ سے انسانی معاشی مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ کفر سے قریب کرنے والے فقر و فاقہ سے بچ سکتے ہیں۔ ایسا فقر و فاقہ جو انسان کو ایمان میں کمزور کردے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی ہے۔ اس لئے کسبِ حلال استحکامِ ایمان کے لئے ضروری ہے۔

Marfat.com

بیت گوئی

زہد وعبادت اور ریاضت وطاعات سے اتنی فراغت کہاں کہ آپ شعروسخن میں دلچسپی لے سکیں لیکن جہاں دُعا واستغفار، مناجات رجاء کے عالم میں ہوتے تھے تو عالمِ استغراق میں شعرخوانی کیا کرتے تھے۔

سیر النبلاء وغیرہ کے حوالے سے منقول ہے کہ حضرت محمد بغدادی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں رہتا تھا کہ ایک رات سحری کے وقت میں نے سنا کہ آپ آہ وبکاء کررہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

ای شئ ترید منی الذنوب
شغفت بی فلیس عنی تغیب
ما یضر الذنوب لو اعقتنی
رحمة لی فقد علانی المشیب

یہ گناہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں جنہیں مجھ سے بے انتہا محبت ہے اور مجھ سے ٹلتے ہی نہیں۔ یہ گناہ مجھے کیا نقصان پہنچائیں گے۔ یہ میری گردن خلاصی کردیتے تو یہ میرے لئے رحمت ثابت ہوتے۔ یقیناً ان (کی وجہ) سے میرا بڑھاپا ظاہر ہوگیا۔

احمد بن نصر بغداد کے بڑے علماء واعظین میں ہوا کرتے تھے سامراہ ہی میں رہتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ہے کہ:

موت التقیٰ حیات لا نفاد لها
قدمات قوم وهم فی الناس احیاء

پرہیزگاروں کی موت ان کے لئے ایسی زندگی ہے جو ختم نہیں ہوتی۔ بعض لوگ مرگئے ہیں لیکن وہ لوگوں میں زندہ ہیں۔

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں ایک دن شیخ معروف کرخیؒ کے گھر گیا تو انہوں نے مجھے جو کی روٹی، پکے ہوئے سالن کے ساتھ پیش کی اور فرمایا۔ یقیناً تمام چیزوں کا

Marfat.com

استقلال (ہمیشہ رہنے والی) جانا منع ہے۔ پھر آپ یہ شعر گنگنانے لگے۔

ومتیٰ تفعل الکثیر من الخیر

واذا کنت تارکا لا قلہ

تم بہت ساری نیکیاں کب کر پاؤ گے جب کہ تم اس کے تھوڑے کو بھی

چھوڑنا چاہتے ہو۔ (197)

کفایت شعاری

کفایت شعاری صوفیاء کرام کی بزرگ ترین اخلاقی صفات میں سے ایک ہے اور اُن کی یہ صفت ان کے جملہ شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ یہ لوگ اپنی خوراک، پوشاک اور رہائش میں قناعت وکفایت شعاری سے کام لیتے ہیں۔ صوفیاء کرام اور اولیاءِ عظام لباس، کھانے پینے اور اپنے رہنے سہنے کے سلسلے میں تکلف اور تفخر کو اہمیت نہیں دیتے۔ وہ کھاتے ہیں تو زندہ رہنے کے لئے، وہ پہنتے تو صرف گرمی سردی سے بچاؤ کے لئے، وہ کسی مکان میں رہتے تو بھی صرف دھوپ کی تپش سے بچنے اور بارش کی کوفت سے دفاع کیلئے تا کہ عبادت وریاضت میں خلل سے بچاؤ ہو سکے۔ صوفیائے سلف کھانے میں زیادہ مشغولیت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ لباس معمولی پہنتے تھے۔ کھانے کے برتنوں میں بعض صوفیاء نے ایک کٹورہ رکھا اور بعض نے صرف کشکول کو اپنی خورد ونوش کے لئے استعمال کرنے کا رواج ڈالا۔ بعض بزرگوں نے تو کسی قمیص کی آستین کو ضرورت سے زیادہ لمبا سمجھا تو فالتو حصہ کاٹ ڈالا۔ سادہ لباس میں ٹاٹ اور بوریے پر قانع رہے۔ کھانا ملا تو کھایا نہیں تو روزے سے رہے۔ سردی ہو یا گرمی ان کے جسم پر ایک ہی کپڑا وہ پہنتے تھے تو بھی ادائے فرض کی صورت میں برہنہ ہونے سے بچنے کے لئے۔ وہ بھدا لباس، کھردرے کپڑوں اور صوف کے شالوں کو پسند کرتے تھے۔ اور عام طور پر دو کپڑوں پر اکتفا کرتے ،لباس کی ایسی صورت اختیار کرتے کہ جس طرح ایک حاجی حالتِ احرام میں ہوتا ہے۔ بعض صوفیاء نے تو گریبان دار لباس سے اجتناب کر لیا تھا۔

اس طرح حضرت معروف کرخیؒ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک دفعہ ایک بندہ خدا کپڑے کی ایک تھان لے کر گزر رہا تھا۔ حضرت شیخ معروفؒ کی نظر پڑی۔ پوچھنے پر بتایا کہ اس

Marfat.com

سے میں اپنے لئے ایک قمیص سلواؤں گا۔آپ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ قمیص چھوٹی سلوانا اس کے تین فائدے ہیں۔ایک تو یہ سنتِ کریمہ ہے دوسرا آلودہ ہونے سے بچتا ہے۔تیسرا کچھ کپڑا بچ جائے گا جو کسی اور ضرورت میں کام آسکتا ہے۔ (198)

اور یہی آپ کی زندگی کا شعار تھا جو الاناء یتر شح مافیه (ڈھکا ہوا برتن وہی ظاہر کرے گا جو وہ اندر رکھتا ہے) کا مصداق ہے۔اس لئے بعض صوفیاء کرام نے فرمایا ہے کہ سچے فقیر کو ہر لباس جو پہنے وہ زیب دیتا ہے۔اور اس میں ملاحت اور مہابت کا رنگ از خود بھر جاتا ہے۔ اس لئے بزرگوں کے لباس سے ہمیشہ برکت حاصل کی گئی ہے۔ایک دفعہ بعض صحابہ کرام کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے گھر تشریف لے گئے۔گھر میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ جب بعض کو جگہ نہ ملی تو مکان سے باہر بیٹھ گئے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو اپنا ایک کپڑا لپیٹ کر باہر اچھال دیا اور فرمایا کہ اس پر بیٹھو۔حضرت جریر بن عبداللہ نے اِس پرانے کپڑے کو لے کر آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا جو آپ کے لئے حصول برکت تھا اسے کیسے وہ بچھا سکتے تھے۔ اس لئے صوفیاء کرام کپڑا اتنا ہی استعمال کرتے تھے جس سے اپنا ستر ڈھانپ سکے۔روٹی جس سے اپنی پیٹھ سیدھی رکھ سکے۔گھر تو ان بندگانِ خدا کا پرندوں کے گھونسلے کی طرح ہوا کرتا تھا۔کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔کیا قیامت کے روز نمک کے کھانے پر بھی حساب ہوگا۔آپ نے فرمایا ہاں ہوگا۔صوفیاء کرام حسابِ آخرت سے بچنے کے لئے دنیا کی کوتاہی وقلت کو پسند فرماتے تھے اور حق تعالیٰ کے عتاب وعذاب سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔اس لئے صوفیاء کرام کے قمیص کو چھوٹا رکھنے کا مقصد حسابِ آخرت سے چھوٹ حاصل کرنا ہے۔(199)

لطائف وظرافت

حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ ایک زاہد خشک نہیں تھے کہ آپ کے جذبات اور ذوق مسرت سے منکر ہوتے،آپ کی طبیعت ظرافت وانبساط کی طرف بھی مائل تھی۔روایات میں آپ کے ایسے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے آپ کی انسان دوستی، ہمدردی، محبت اور عزت نفس کے ساتھ ساتھ جھلملاتی اور گل کھلاتی ظرافتِ طبع کا بھی اظہار ہوتا ہے۔اکثر اوقات علمی، فکری، روحانی، بلاغت، حکمت وتدبر اور شرافت بھی آپ کی باتوں سے ظاہر ہوتی ہے۔آپ کسی مجرم کو براہِ راست

Marfat.com

ہدف تنقید نہیں بناتے تھے بلکہ شفقت ورحمت اور ہمدردی کا پیکر بن کر اُس کی دلجوئی کرتے تھے۔ اور کسی برائی کو روکنے اور مصلحانہ سلوک کے لئے حکیمانہ انداز اپناتے تھے تاکہ کسی گنہگار کو شرمندہ ہو کر خفت اٹھانی نہ پڑے کیونکہ جتنا مصلحت وحکمت کام کرتی ہے جذبات اور گرم جوشی نہیں۔ اس لئے صوفیاء کرام اصلاح کے معاملے میں لوگوں کی عزت نفس کا خصوصی خیال فرماتے تھے۔ حضرت معروف کرخی قدس سرہ کا بھی زندگی کے اصلاحی معاملات میں لوگوں کے ساتھ رویہ بہت ہی ہمدردانہ ہوتا تھا اور مقصد بغیر کسی دشواری کے حاصل کر لیتے تھے۔

ابو بکر المقری روح بن عبدالمومن بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ معروفؒ دریائے دجلہ پر وضو کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اپنا صافہ اور قرآن کنارے پر رکھ دیئے۔ ایک راہگیر عورت انہیں لے کر چلتی بنی۔ آپ نے ان کا پیچھا کیا اور عورت سے فرمایا۔ اے میری بہن! تم کہاں بھاگتی ہو؟ تم بے شک کپڑا لے چلو مگر میرا قرآن واپس کر دو۔ جب اس نے مڑ کر آپ کو دیکھا تو اسے گویا سانپ سونگھ گیا۔ اس سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ بہر حال آپ نے کپڑا اس عورت کو بخش دیا اور قرآن شریف واپس لے لیا۔

ایک اور روایت محمد بن منصور طوسی نے بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمتہ ایک دن مسجد میں بیٹھے تھے اور ساتھ ہی مسجد میں کہیں اپنی چادر اور مصحف رکھا ہوا تھا۔ ایک آدمی آیا اور ان دونوں چیزوں کو اُچک کر لے گیا۔ آپ اُس کے پیچھے پڑ گئے۔ تلاش کے بعد چور مل گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے میرے بھائی! اللہ تجھے معاف کرے۔ چادر لے جاؤ مگر مصحف واپس کر دو۔ آپ نے چادر اُسے بخش دی اور قرآن واپس لے لیا۔ (200)

صالح اسری بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت شیخ معروف علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت! میں نے ایک گھر بنایا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ دیکھنے چلیں۔ اس میں قدم رنجہ فرمائیں اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ اس بندے کے ساتھ تشریف لے گئے اور گھر میں قدم میمون رکھ دیئے اور فرمایا اے میرے بھائی! تم نے مکان تو اچھا بنایا ہے، لیکن میں اس کے اندر دعا نہیں کروں گا۔ (201)

غالباً آپ نے کشفاً کوئی ایسی بات ... ہونا روا تھی، لہذا دُعا سے رُک گئے اور ساتھ ہی بتا بھی دیا کہ دعا نہ ہوگی۔ یہ آپ کی قلبی صدق کی ایک عمدہ مثال ہے۔

Marfat.com

منقول ہے کہ آپ ایک دفعہ چند لوگوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راہ میں ایک جماعت ناچ گانے اور شراب نوشی میں مشغول پایا۔ آپ کے ہمراہیوں نے کہا ان کے لئے بددعا کیجئے تاکہ یہ لوگ تباہ ہو جائیں اور ان کی برائی کا اثر دوسروں تک نہ پہنچے۔ آپ نے ہاتھ اُٹھا کر فرمایا، اے اللہ جیسے تو نے دنیا ان کو عیش میں رکھا ہے اسی طرح اچھا عیش ان کو آخرت میں عطا کر۔ آپ کے ساتھیوں کو اس دعا سے تعجب ہوا۔ جب اس جماعت کی نظر آپ پر پڑی تو شراب و رباب پھینک دیا اور وہ لوگ تائب ہونے کیلئے آپ کے سامنے آگئے۔ بیعت سے مشرف ہو کر اعمالِ قبیحہ سے توبہ کی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ جو شخص گڑ سے مرے اسے زہر دینا بے کار ہے۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت معروفؒ راستے پر چل رہے تھے، کہیں لکڑی کے تختہ کے اوپر سے گزر رہے تھے۔ کسی نے پوچھا اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میں اس پر چل رہا ہوں، اس لئے کہ کہیں اس کا مالک اس پر نہ نکلے۔ (202)

ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کے کسی خط میں پڑھا تھا کہ کسی نے شیخ معروفؒ سے کہا کہ تم نے میری نیکی کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا! اگر تیری نیکی مجھ سے حساب نہ لینے والے کی طرف سے ہے تو میں ضرور شکریہ ادا کروں گا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم خود ہی اس کا احسان جتلا رہا ہے تو یہ نیکی ضائع ہوگئی۔ (203)

اس روایت سے حضرت معروف کرخیؒ کی بے مہری مترشح ہوتی ہے۔ دراصل اس روایت سے مقصد آپ کی بلاغت رائے اور حکمت عملی یہ نکلتی ہے کہ جب کوئی فرد نیکی کا تذکرہ کرتا ہے تو گویا اس نے احسان جتلایا۔ جب نیکی کا احسان جتلا دیا تو وہ ضائع ہوگئی۔ جو احسان ضائع ہو کر ختم ہو جاتا ہے اس کی حیثیت بھی کچھ نہیں رہتی۔ اس لئے اس پر شکر گزاری بھی عبث ہے۔ حکمت یہ بتائی جا رہی ہے کہ نیکی اگر اپنے احتساب کی بدولت ضائع نہیں ہوگئی ہے تو میں شکریہ ادا کروں گا۔ یہ ظرافت کا ایک حصہ تھا۔ حضرت شیخ معروفؒ کے حیرت انگیز واقعات و لطائف نقل کئے ہوئے ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک صاحب کرامت ولی ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجے کے فیاض، ہمدرد، سیر چشم، روشن طبع، نکتہ سنج، مستجاب الدعوات اور بڑی ظریف شخصیت کے مالک تھے۔ یہ

Marfat.com

واقعات آپ کے کمال وعظمت کا مظہر ہر شعبہ زندگی کیلئے نمونہ اور روح پرور ہیں۔ جو لطافت وکرامت سے بھرپور ہونے کی وجہ سے ہر عنوان تلے ٹھیک جڑ جاتے ہیں۔

علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں۔ کہ ابن شیرویہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی حضرت شیخ معروفؒ کے پاس آیا۔ اس نے کہا۔ ابومحفوظ! مجھے قدرت ایک بچہ دے رہی ہے۔ اسے آپ سے برکت حاصل کرنے کی خاطر دکھانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا! عفاك الله. اللہ تجھے معاف فرمائے۔ بیٹھ جاؤ اور سو مرتبہ ماشاءاللہ پڑھو۔ تو اس آدمی نے سو مرتبہ ماشاءاللہ پڑھا۔ آپ نے فرمایا ایک سو اور پڑھو۔ اس نے پڑھ لیا۔ یہاں تک کہ اُس سے پانچ سو مرتبہ پڑھوالیا گیا۔ جب اس نے پانچ سو مرتبہ پڑھ لیا۔ اتنے میں ام جعفر کا خادم آیا اس کے ہاتھ میں ایک رُقعہ تھا اور چیختے ہوئے کہا۔ یا ابومحفوظ! ہماری بیگم آپ کو سلام کہتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ یہ پوٹلی لے لیں۔ مساکین میں تقسیم کرنے کی خاطر بھیجی ہے۔ انہوں نے فرمایا اس آدمی کو دے دو۔ اس نے کہا حضرت اس میں پانچ سو درھم ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے پانچ سو مرتبہ ماشاءاللہ پڑھا ہے۔ پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا۔ اگر تم مزید پڑھتے تو ہم اس میں بھی اضافہ کرتے۔(204)

کراماتِ معروفؒ

معروف کا پانی پر چلنا: تاریخ بغداد اور سیر النبلاء وغیرہ کے حوالے سے علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں۔ کہ راوی کہتے ہیں کہ میں معروف کرخی قدس سرہ کی مجالس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا۔ پھر ایک دن میں نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کا چہرہ متغیر تھا۔ میں نے ان سے کہا اے ابا محفوظ! میں نے سنا ہے کہ آپ پانی کی سطح پر چل پڑتے ہیں۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا۔ میں پانی پر بالکل نہیں چلتا بلکہ جب بھی میں دریا کو عبور کرنا چاہتا ہوں تو دریا کے دونوں کنارے آپس میں مل جاتے ہیں اور میں اُسے پار کر جاتا ہوں۔(205)

کرخی زمزم پر: محمد منصور طوسی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ہمیشہ کی طرح آج بھی حضرت شیخ معروف قدس سرہ کے پاس بیٹھا تھا اور اسی طرح گزشتہ کل بھی ان سے ملاقات کرلی تھی۔ لیکن آج کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ان کے چہرے پر ایک چوٹ کا نشان پڑ گیا ہے۔ شیخ محترم مجھ سے پیار کرتے تھے اور مجھ سے نزدیک ہونے کو فرمایا۔ جب میں ان کے نزدیک گیا۔ میں نے عرض کی یا ابا محفوظ!

Marfat.com

کل ہم یہاں سے گئے تو چہرے پر کوئی نشان نہ تھا۔ آج یہ نشان کیسے نمودار ہو گیا؟ شیخ معروف کرخی قدس سرہ نے فرمایا تم کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ خدا تجھے معاف فرمائے۔ میں نے عرض کی حضرت! میں خدا کے واسطہ دے کر پوچھتا ہوں آپ جواب دیجئے یہ نشان کیسے پڑ گیا؟ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ اُف، اُف، اُف تو مرجا! تو نے مجھے اللہ کے ساتھ واسطہ دے کر خدا کے ساتھ مخالفت کی طرف دعوت دے رہے ہو۔ اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں رات کے پچھلے پہر وہاں نماز پڑھ رہا تھا اور میں نے چاہا بیت اللہ کا طواف کروں اس دوران مکہ سے گزر رہا تھا طواف کے بعد زمزم پر اترا تا کہ اس سے سیراب ہو جاؤں۔ پانی پیتے ہوئے میرا پاؤں پھسل گیا اور دروازے پر گر گیا۔ جس کے سبب میرے چہرے پر یہ زخم کا نشان پڑ گیا۔ علامہ جوزی نے اس واقعہ کا مختلف پیراؤں میں ذکر کیا ہے۔ (206)

آستین سے سفر جل نکالا: محمد بن منصور سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ روزہ رکھا اور عہد کیا کہ سوائے حلال مال کے اور کسی چیز سے افطار نہیں کروں گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلسل تین دن گزر گئے مجھے روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی حلال چیز نہیں ملی۔ جب چوتھا دن ہوا تو میں نے دل میں عزم بالجزم کر لیا کہ آج شب کسی بزرگ کے ہاں جا کر جن کا کھانا سر بسر حلال وطیب ہو، روزہ افطار کروں گا۔ چنانچہ میں معروف کرخیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہیں سلام کہا اور پاس ہی جا کر بیٹھ گیا۔ آپ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد مسجد سے باہر آ رہے تھے۔ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے طوسی! تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ اور شب کا کھانا بھی اس کے پاس کھاؤ۔ طوسی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ چار دن تو ہو گئے ہیں مسلسل روزہ رکھتے ہوئے اور اب بھی پتہ نہیں کہ کھانا کس قسم کا کھانا پڑے گا۔ کہ وہ حلال ہو گا یا نہیں۔ حضرت معروف کرخیؒ سے میں نے عرض کیا حضرت میرے پاس کھانا ہے کہاں۔ لیکن آپ نے توجہ نہ دی۔ اس بات کا اعادہ کیا تو میں نے بھی وہی جواب دیا۔ دو مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ تیسری بار میرا جواب سن کر تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہے اور اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ اچھا تم میرے پاس آؤ۔ میں ضعف ونقاہت کی وجہ سے بے دم ہو رہا تھا۔ مشکل سے اٹھا اور حضرت معروف کے بائیں جانب جا کر بیٹھ گیا۔ حضرت شیخ معروفؒ نے میرے دایاں ہاتھ پکڑا اور اس کو اپنے بائیں ہاتھ کی آستین میں داخل کر دیا۔ مجھ کو آستین میں سے ایک سفر جل (جاپانی پھل) ملا۔ جس پر دانت سے کاٹنے کے نشان تھے۔ میں نے اسے کھایا تو

Marfat.com

اس کا ذائقہ بہت عجیب وغریب تھا۔ میں نے آج تک اس طرح کا کوئی میوہ نہیں کھایا تھا۔ اور اس میوہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اسے کھا کر میں پانی سے مستغنی ہو گیا۔ (208)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے پوچھا ابا جعفر تم ہو؟ آپ نے کہا۔ ہاں! میں تجھے مزید کہتا ہوں کہ میں نے اس سفر جل سے بڑھ کر کوئی میٹھی چیز نہیں دیکھی۔ اس کے بعد جو بھی میوہ کھاتا میں اس پھل کا ذائقہ پاتا۔ پھر محمد بن منصور نے اپنے اصحاب کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اور کہا اللہ تمہارا بھلا کرے تم جو مجھے کہہ رہے تھے نا کہ میں مر جاؤں لیکن میں تو اب بھی زندہ ہوں۔ (209)

گم شدہ لڑکا مل گیا: حضرت شاہ سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ خلیل صیاد روایت کرتے ہیں کہ میرا لڑکا محمد گم ہو گیا۔ اس کی ماں بڑی بے قرار تھی۔ پس میں شیخ معروف کرخی قدس سرہٗ العزیز کے پاس حاضر ہوا۔ شیخ نے کہا کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ حضرت! میرا لڑکا گم ہو چکا ہے اور اس کی ماں بڑے اضطراب اور بے قراری میں مبتلا ہے۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرما دیجئے کہ لڑکا ماں کے پاس واپس آجائے۔ پس شیخ نے فرمایا۔

اللّٰهم انّ السّماء سمائك والارض ارضك وما بينهما لك فات به .

اے اللہ! یہ آسمان بھی تیرا ہے۔ یہ زمین بھی تیری ہے۔ اور جو اِن دونوں کے درمیان ہے وہ بھی تیرا ہے۔ پس اسے واپس لے آ۔

خلیل صیاد کہتے ہیں اس کے بعد میں گھر واپس آ گیا۔ جب باب الشام میں پہنچا تو میرا لڑکا حیران کھڑا تھا۔ جواب دیا۔ اے باپ ابھی میں شہر انبار میں تھا اور ناگہان یہاں پہنچ گیا۔ (210)

تجوری روپوں سے بھر گئی: حضرت محمد رقاشی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دن میں نے حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ کو دیکھا، آپ رو رہے ہیں۔ میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ برادری ختم ہو گئی ہے، لوگ دنیا کے لئے بے قرار ہے، سنگ دلی مول لی ہے، نرمی دلوں سے چھٹ گئی ہے اور آخرت کو بھول چکے ہیں۔ پھر کھڑے ہو کر چلنے لگے تو میں بھی اُن کے ہمراہ اُن کے اپنے بھائی کی دکان پر پہنچ گیا۔ بھائی کو سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ آپ کا بھائی آٹے کی تجارت کرتا تھا۔ ان کے بھائی نے آپ سے کہا۔ ذرا ٹھہرو! میں کسی کام سے جانے والا ہوں۔ بھائی اپنے کام کے لئے چل دیئے۔ جب شیخ معروفؒ نے بیٹھے ہوئے غریبوں، یتیموں اور ضعیفوں کو دیکھا تو آٹا

Marfat.com

لوگوں میں تقسیم کر کے دکان کا صفایا کر دیا۔ جب ان کا بھائی واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ دکان خالی ہوگئی ہے۔ اس نے ایک چیخ ماری اور کہا اے معروف تو نے مجھے کنگال کر دیا۔ شیخ معروف وہاں سے اٹھے اور اپنی مسجد کو روانہ ہو گئے۔ جب دکاندار نے تجوری کھولی تو وہ روپوں سے بھری پڑی تھی۔ اس واقعہ کے بعد بھائی نے آپ سے کہا کہ کل آپ کو تھوڑی دیر کے لئے میری دکان پر ضرور آنا ہوگا۔ آپ نے اس کو آزمانے کی خاطر فرمایا۔ میں اس طرح تمہارے غرض کے لئے نہیں آؤں گا۔ آپ نے فرمایا (اے میرے پروردگار!) تیری ذات مقدس ہے چاہے عطا کرتی ہے اور مالک بنا دیتی ہے۔ اگر ہم تجھ سے اس کے لئے یہ سوال کریں جس میں وہ موجود ہے وہ منع نہیں کرے گا۔ لیکن ہم نے اللہ سے سوال یہ کیا ہے کہ اسے اس کا مقدر مل جائے۔ آپ نے سابقہ آٹے کی قیمت والی کہانی سنائی تو بھائی نے سارا آٹا صدقہ کرنے کی اجازت دی۔ پھر ان کی اجازت سے ایسا ہی کر دیا گیا۔ (211)

یہ اولیاء کی نگاہوں کا کرشمہ ہے کہ اُن کی نگاہ یک لخت میں انسان کی ضمیر کو بیدار کر کے اُسے راست راہ دِکھاتی ہے۔

طلب باراں پر بارش: روایت ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے یعقوب نے ہمیں بتایا ہے۔ انہوں نے شیخ معروفؒ سے کہا۔ کہ اے ابا محفوظ! اگر آپ اللہ سے دُعا کریں تو بارش ہو جائے۔ وہ بتاتے ہیں کہ موسم اس دن صاف اور سخت گرمی کا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے کپڑوں کو سمیٹ لو۔ جنہوں نے ان کی آواز سنی اپنے کپڑوں کو سنبھالا ہی تھا کہ بارش برسنے لگی۔ (212)

بچے مصیبت سے بچ گئے: روایت ہے کہ ایک آدمی کو بچہ ہوا۔ اس کی بیوی نے کہا اسے حضرت شیخ معروفؒ کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ اس کے حق میں دعا فرمائے۔ کہتے ہیں کہ بچے کو شیخ کے پاس لے آیا اور عرض کیا۔ حضرت! اس بچے کے حق میں دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اللّٰھم خرلہٗ۔ اس کا مطلب ہے اے اللہ! اسے پسند فرما۔ کہتے ہیں وہ بچہ مر گیا۔ اسے پھر ایک بچہ پیدا ہوا تو بیوی کے کہنے پر اس نے پھر آپ کے پاس دعا کے لئے استدعا کی۔ حضرت میرے بچے کے حق میں دعا کیجئے۔ آپ نے پھر ایسا فرمایا۔ اللّٰھم خرلہٗ۔ بچہ پھر مر گیا۔ جب اسے تیسرا بچہ پیدا ہوا تو اس کی بیوی کہنے لگی اب میں ایسا نہیں کروں گی۔ یعنی بچے کو حضرت شیخ معروف کے پاس دعا کی خاطر نہیں لے جاؤں گی۔ اس دفعہ اس آدمی نے کہا اس بچے میں کچھ علت ہے جس کی وجہ سے ہم نہ سو

Marfat.com

سکتے ہیں نہ سکون سے رہ سکتے ہیں اور نہ ہی کھا پی سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب وہ زیادہ علیل ہو گیا۔ ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو میں نے کہا۔ میں اسے شیخ معروفؒ کے پاس لے جاؤں گا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بچے کے بارے میں تکلیف بیان کی۔ اور عرض کی حضرت! میرے اس بچے کے بارے میں بھی دعا فرمائیں۔ تو آپ نے پھر وہی دعا کی اللّٰھم خرلہٗ۔ تو بچہ پھر مر گیا۔ (213)

آپ کی اس دعا سے بچوں کا مرنا کوئی نیک فال معلوم نہیں ہوتا مگر آپ کے دعائیہ کلمات قابلِ غور اور معنی سے بھرپور ہیں۔ جس کے نتیجے میں بچوں کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور دنیا کے مصائب سے جان چھوٹ گئی۔

ہاشمی کی قسمت سنور گئی: ابوالعباس مودب بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے پڑوس میں ایک ہاشمی رہتا تھا۔ یہ غریب نہایت مفلوک الحال اور عسرت زدہ تھا۔ ایک دن اس کے گھر میں ایک بچے کی ولادت ہوئی۔ بیوی نے تنگ آ کر کہا۔ اس وقت میری جو حالت تم پر روشن ہے۔ صبح کو کھانے کے لئے کچھ نہیں اور میری ناتوانی حد سے بڑھتی جا رہی ہے۔ ضروری ہے کہ کچھ نہ کچھ کھاؤں اس وقت رات زیادہ گزر چکی تھی۔ خدا پر توکل کر کے یہ ہاشمی رزق کی تلاش میں اسی وقت گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ ایک بقال کے پاس آیا۔ اسے اپنی داستان مصیبت سنائی اور بطور قرض کچھ چیزیں طلب کیں۔ ہاشمی بقال کا پہلے سے ہی مقروض تھا۔ اس نے مزید قرض دینے سے انکار کر دیا۔ یہاں سے مایوس ہو کر اس نے ایک اور بقال (سبزی فروش) کی دکان کا رخ کیا لیکن یہاں بھی یہی صورت پیش آئی۔ اب اس حسرت زدہ کی سراسیمگی کی حد نہ رہی۔ زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ نظر آ رہی تھی۔ کوئی تدبیر اس فشار عالم سے بچنے کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ اور اسی عالم حیرت و بےخودی میں دریائے دجلہ کی طرف رُخ کیا۔ اب ساحل پر پہنچ کر سنا کہ ملاح بغداد کے مختلف محلوں کا نام لے لے کر پکارتا تھا۔ جس نے جانا ہے کشتی میں آ جائے۔ ہاشمی نے ملاح کو آواز دی۔ اس نے اپنی کشتی کنارے سے لگا دی۔ ملاح نے پوچھا کہاں جاؤ گے؟ ہاشمی بولا۔ مجھے پتہ نہیں۔ ملاح بولا۔ بھئی میں نے تم سے زیادہ عجیب و غریب شخص آج تک نہیں دیکھا۔ ایسے بے وقت میں تم کو اپنی کشتی میں بٹھا کر لے جا رہا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کہاں جاؤ گے تم جواب دیتے ہو مجھے معلوم نہیں! مظلومیت کے احساس نے دل و جگر کو محرومی، ناکامی کے دھوئیں سے دخان زار

Marfat.com

بنا دیا اور آنکھیں پُرنم ہوگئیں۔ ہاشمی غریب نے مجبور ملاح کو بھی اپنی داستانِ غم سنا دی۔ ملاح کا دل پسیج گیا اور اس نے تسلی دیتے ہوئے کہا گھبراؤ نہیں میں تمہیں اصحاب السباح کے محلہ میں پہنچا دیتا ہوں۔ وہاں امید واثق ہے کہ تمہیں اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔ چنانچہ ملاح ہاشمی کو اصحاب السباح کے محلے کی ایک مسجد میں لے آیا۔ جہاں حضرت شیخ معروفؒ رہتے تھے۔ ہاشمی نے ملاح کی ہدایت کے مطابق وضو کیا اور مسجد میں داخل ہو کر حضرت شیخ معروف کرخیؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ حضرت معروفؒ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو ہاشمی کی طرف متوجہ ہوئے۔ علیک سلیک کے بعد آپ نے حال پوچھا اور یہاں اس وقت آنے کی وجہ دریافت کی۔ ہاشمی نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے یہ سن کر اپنی نماز پھر شروع کر دی۔ اتنے میں موسم متغیر ہوگیا اور اس زور کی بارش برسی کہ جھل تھل ہوگیا۔ مفلسی میں آٹا گیلا۔ بیچارے ہاشمی کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہونے لگے۔ بیوی کو مفلسانہ زچگی کے عالم میں اور بے کسی میں تنہا چھوڑ کر آیا تھا۔ اور مقصد ہنوز حاصل نہیں کر پایا کہ رات تاریک اور بارش موسلا دھار اب غریب کے لئے یہ بھی ممکن نہ رہا کہ گھر واپس جائے۔ فقر و خیال کے فرد الم میں اپنے پریشان افکار کے تھپیڑوں سے کھیل رہا تھا۔ کہ یکایک مسجد سے باہر دروازے پر کسی سواری کی آہٹ محسوس ہوئی۔ چند لمحوں کے بعد دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں فلاں شخص کا بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ وہ صاحب آپ کو سلام کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں بستر پر سو رہا تھا۔ جسم پر صرف بنیان تھی کہ ناگاہ میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے اوپر اللہ کی بڑی نعمت دیکھی۔ اب میں شکرانہ میں آپ کے پاس پانچ سو دینار کی تھیلی بھیج رہا ہوں۔ آپ اسے مستحقین میں تقسیم کر دیجئے گا۔ حضرت معروف کرخیؒ نے قاصد سے فرمایا۔ کہ تم یہ تھیلی اس ہاشمی کو دے دو۔ قاصد نے حکم کی تعمیل کی۔ ہاشمی نے خوش ہو کر دیناروں کی تھیلی کمر سے باندھ لی اور کیچڑ اور گارے میں گرتا پڑتا بڑی مشکل سے بقال کی دکان پر آیا اور وہاں سے شہد، شکر، شیر، چاول اور روغن لے کر گھر آیا۔ جہاں اس کی ضعف میں مبتلا بیوی انتظار میں جاں بلب تھی۔ ہاشمی کو دیکھتے ہی برا بھلا کہنے لگی۔ ہاشمی نے اپنی پوری سرگذشت اُسے سنائی۔ جس سے بیوی کی جان میں جان آئی۔ دونوں نے مل کر حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کو دعائیں دیں۔ ہاشمی نے ان دنانیر سے ایک جائداد خرید لی۔ فقر و مصیبت کے دن ختم ہوگئے۔ جس گھر میں پہلے قحط و افلاس کا دور دورہ

Marfat.com

تھا اب وہ مسرت وشادمانی کا گھوارہ بن گیا۔(214)

بھگوڑا واپس آ گیا: ابومحمد فریری سے منقول ہے کہ میں ایک دن ابوبکر مردویہ کو تلاش کرنے کے لئے ان کے گھر گیا۔ اس نے کہا کہ چند روز پہلے میرا لڑکا گم ہوگیا ہے اور گھر کی تمام عورتیں بے قراری اور اضطراب میں ہیں۔ اور میں ان کی اس حالت سے پریشان ہوں۔ میرے ساتھ شیخ معروف کے پاس چلو۔ چنانچہ ہم شیخ کے پاس آئے۔ شیخ اس وقت مسجد میں تھے۔ ہم نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ ابوبکر نے کہا کہ میرا لڑکا گم ہوگیا ہے اور چند دنوں سے گھر میں عورتیں گریہ وزاری میں مبتلا ہیں۔ ان سے تنگ آ کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ پس شیخ معروف کرخیؒ نے فرمایا۔

یا عالما بکل شئ و یا من لا یخفیٰ علیه شئ و یا من علمه محیط بکل شئ اوضح لنا امر ذ الغلام.

اے ہر چیز کے جاننے والے! اے وہ ذات! جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اے وہ ذات! جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے ہم پر اس لڑکے کا معاملہ واضح کر دے۔

آپ علیہ الرحمہ نے تین بار یہ دعا پڑھی اور ہم واپس اٹھ کر چلے آئے۔ جب صبح ہوئی تو میرے پاس مردویہ کا خادم آیا اور کہا کہ آپ کو میرا آقا بلاتا ہے۔ میں نے پوچھا کیا کام ہے؟ کہنے لگا کہ ان کا لڑکا واپس آ گیا ہے۔ چنانچہ میں ان کے ہاں گیا تو دیکھا اس کا لڑکا باپ کے سامنے کھڑا ہے۔ پس ابوبکر مردویہ نے کہا کہ اس سے اپنی زبانی سن۔ پس اس لڑکے نے کہا کہ میں اتوار کے دن کوفہ میں تھا۔ راستہ میں جا رہا تھا کہ مجھ کو دو آدمیوں نے پکڑ لیا۔ میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے کہ کوفہ سے نکل جاؤ اور اس جگہ مت رہو اپنے گھر واپس ہو جاؤ۔ تو میں گھر کو چلا اور کسی جگہ نہیں بیٹھا اور نہ کچھ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا۔ حالانکہ راستہ میں نو مرتبہ کنویں سے گزر ہوا مگر میں نے اس طرح توجہ نہ دی اور متواتر راستہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ گیا ہوں۔ پس مجھے کھانا دے دیں میں نے اس مدت میں کوئی چیز نہیں کھائی ہے۔(215)

طغیانی میں سکون: خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ایک دولت مند تاجر امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو اپنے ایک تجارتی سفر سے سلامت واپس ہو آیا اور تجارت میں برکت وفائدہ پانے کی دعا کرانے آیا تھا۔ امام علیہ السلام نماز میں مصروف تھے۔ وہ جلدی جانا

Marfat.com

چاہتا تھا۔ معروف کرخیؒ کے پوچھنے پر اس نے اپنی آمد کی وجہ بیان کی آپ نے قلم دوات منگوائے اور کچھ لکھ کر اسے دے دیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ جب کبھی تمہیں کوئی دشواری پیش آئے۔ سمندر میں لہریں سر اُٹھانے لگیں تو اس کاغذ کو کھولنا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے، اس کو پڑھ لینا، انشاء اللہ پانی کی لہریں خاموش ہو جائیں گی اور تم سلامت سے ساحل پر اتر جاؤ گے۔ اس تاجر نے کاغذ کو جیب میں ڈالا اور اپنے تجارتی سفر پر روانہ ہو گیا۔ وہ ایک سمندری راستے سے گزر رہے تھے کہ سمندر میں طغیانی آ گئی اور اس کی کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ اس نے یہ سوچ کر کہ حضرت شیخ معروفؒ نے حضرت امام علیہ السلام کی کوئی آزمودہ اور مجرب دعا لکھ دی ہوگی۔ اس دشواری کے عالم میں پڑھنے کے لئے اُس کاغذ کو کھولا تو اس میں لکھا تھا۔ کہ اے سمندر معروف کرخیؒ کے سر کا واسطہ جو حضرت علی ابن موسیٰ رضاؑ کا دربان ہے، سکون میں آجا۔ اتنی سی تحریر دیکھ کر وہ فکرمند ہوا پھر بھی وہ اسے سمندر میں پھینک دیا۔ اُس کاغذ کے سمندر میں گرتے ہی لہروں میں سکون آ گیا۔ چنانچہ تاجر اور اس کے تمام ساتھی سمجھ گئے کہ امام علی رضا علیہ السلام کی دربانی کرنے سے حضرت شیخ معروف کرخیؒ اور ان کے نام میں اس قدر فیض و برکت ہے کہ سمندر کی طوفانی لہریں پُرسکون ہو جاتی ہیں۔ اس طرح تمام تاجر بخیر و عافیت ساحل پر اُتر گئے۔ ابن خلکان اس واقعہ کو درج کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ اب بھی بغداد کے دریا اور سمندری مسافروں کا معمول ہے کہ جب کبھی طغیانی نے سر اُٹھایا اور لہریں بالا ہونے لگیں۔ تو معروف کرخی کے سر کا واسطہ دے کر لہروں کو پُرسکون ہونے کو کہتے ہیں۔ اور دریا پُرسکون ہو جاتا ہے۔ (216)

ہر منگتے کی حاجت پوری: روایت ہے کہ حجاج المقری بیان کرتا ہے کہ مجھے اللہ نے ایک بیٹا دیا۔ میرے پاس خرچہ کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے حضرت شیخ معروفؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ حضرت! میرے ہاں آج بیٹا ہوا ہے۔ لیکن میرے پاس کوئی خرچہ موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے بھائی! اپنے رب سے دعا کرو۔ کہتے ہیں آپ دعا فرماتے اور آمین بھی فرماتے تو میں بھی اللھم آمین کہتا رہا دُعا مانگتا رہا۔ جب دُعا لمبی ہو گئی تو میں اُٹھ کر جانے لگا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پیچھے سے ایک شخص پکارتا ہوا آ رہا ہے او بھئی! او بھئی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کے پاس ایک روپوں کی پوٹلی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ شیخ معروف نے سائل سے فرمایا لو اسے اپنی ضروریات میں خرچ کرو۔ دیکھا تو اس پوٹلی میں ایک سو دینار تھے۔ (217)

Marfat.com

ناقہ ٹھیک ہو گیا: علامہ ابن الجوزی نے لکھا ہے۔ کہ محمد بن خلف بن المرزبان بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت شیخ معروف کرخیؒ کی مجلس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اس کے پاس ایک اونٹ تھا۔ اس نے کہا یہ اونٹ ہے جسے میں اپنے روزگار کے لئے استعمال کرتا ہوں۔ میں کثیر العیال آدمی ہوں۔ میرا واحد ذریعہ معاش یہی ہے۔ اس کا کل تین دن سے بول بند ہے۔ حضرت معروف فرمانے لگے کیا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعا فرمائیں تا کہ میرا اونٹ ٹھیک ہو جائے۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہو گئے۔ فرمایا اپنے اس بھائی کے لئے دعا کرو۔ اللہ کرے اس اونٹ کا بول کھل جائے۔ راوی کہتا ہے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی۔ جس کے نتیجے میں اونٹ کا پیشاب کھل گیا اور اُسے بیماری سے شفا مل گئی۔ آپ جب بھی دعا فرماتے تو اکثر ان کلمات کو دہراتے تھے۔

یامن وفق الخیر للخیر. واعانھم علیه.

اے وہ ذات! جو نیکی کی توفیق ان کی بھلائی کے لئے دیتا ہے اور اس پر ان کی مدد بھی فرماتا ہے۔

چنانچہ ہماری بھی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور نیکی کی توفیق عنایت فرمائی۔ اس واقعہ کو دوسری روایت میں یوں اضافہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جب اس شخص نے دعا کی درخواست کی تو آپ کھڑے ہو گئے اونٹ کے پاس کچھ دیر ٹھہرے اور پھر اس پر توجہ فرمائی اور اس اونٹ کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ اس وقت آپ پڑھ رہے تھے۔

بسم اللّٰہ اعینۃ بالاحد الصّمد الّذی لم یتخذ صاحبۃ وّلا ولداً. اللہ کے نام سے پناہ میں اٹھا ہوں جو کہ بے نیاز ایسا ہے جس نے کوئی بیوی اپنائی نہ بیٹا۔ اس اونٹ کا پیشاب جاری ہو گیا۔ (218)

حکیم راہب کا قبول اسلام: حضرت اسماعیل بن علی بن اسماعیل الخطیب جو خطیب بغدادی کے نام سے معروف ہیں، روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ علیل ہو گئے۔ میں ان کی مزاج پُرسی کے لئے گیا۔ آپ کی حالت دیکھ کر مشورہ دیا کہ ان کے پڑوس میں جو کلیسا ہے اس کے راہب سے علاج کروایا جائے۔ اور بتایا کہ جو بھی اس کے پاس علاج کے لئے گیا وہ مایوس نہیں لوٹا۔ پھر یہ کہ وہ علاج کا معاوضہ بھی نہیں لیتا۔ حضرت معروف کرخی نے اجازت دی تو میں راہب کی طرف آپ کا قارورہ لے کر گیا۔ اس نے اسے بغور معائنہ کیا اور کہا۔ خوب!

Marfat.com

پھر بیٹھا غور سے معائنہ کیا اور مجھ سے تجسس کے ساتھ پوچھا کہ یہ قارورہ ہے کس کا؟ میں نے بتانے سے گریز کیا۔ راہب نے کہا اگر تم مجھ سے مریض چھپاؤ گے تو میں اس کا علاج نہیں کروں گا۔ مریض سے خود اس کے کوائف معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ تب مناسب دوا دوں گا۔ میں بجائے نام بتانے کے واپس آ کر حضرت معروف کرخیؒ سے بات کی کہ راہب آپ سے بالمشافہ ملنا چاہتا ہے۔ آپ نے اجازت دی۔ میں پھر گیا اور جا کر راہب کو لے آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت معروفؒ اپنے گھر کے دروازے میں کھڑے ہیں۔ گھر میں پلٹ گئے اور کواڑ بھی بند کر دیئے۔ ادھر راہب ٹھٹک کر رہ گیا۔ میں نے پوچھا کہ دیکھ کر کیوں رُکے؟ تو راہب نے بتایا اللہ کی قسم! اگر یہ شخص مجھے مسلمان ہونے کے لئے کہے تو میں ضرور مسلمان ہو جاؤں گا۔ کیونکہ ان کی ہیبت نے میرے دل کو متاثر کیا ہے۔ میں نے کہا بہت بہتر۔ میں اُن سے پوچھ کر آتا ہوں۔ میں گھر میں داخل ہوا تو حضرت معروف کرخیؒ مصلی پر تھے۔ میں نے پوچھا۔ آپ مصلے پر کیوں ہیں؟ جب کہ یہ آدمی آپ سے اجازت چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسی کے لئے کھڑا ہوں یقیناً میں نے اسے دیکھا اور اس نے میری بات کو قبول کیا ہے۔ بلاشبہ! اب میرے اوپر اس کا حق ہے۔ اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ اسے مکمل ہدایت نصیب کرے۔ میں نے کہا کہ اس نے بھی ایسی ہی بات کی ہے کہ اگر آپ اسے اسلام کی دعوت دیں گے تو وہ اسلام قبول کرے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اسے لے آؤ۔ حضرت معروفؒ نے ان کی طرف قدم بڑھائے اور اسے اسلام کی دعوت دی اور وہ اسلام لے آیا۔ (219)

بحق معروف کرخی: حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تر صفاتِ کمالیہ اور اُن میں موجود رحمانی اخلاق سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ آپ جملہ اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ کریمہ فاضلہ سے متصف تھے۔ آپ کی روحانی اور عرفانی پہنچ درگاہِ خداوندی میں اس حد تک پسندیدہ اور درخشاں مقام رکھتی ہے۔ کہ اُن کے نام سے پکارنے والے کو بھی من کی پسند مل جایا کرتی ہے۔ ہر دُعا جسے معروف کرخیؒ کی ذات سے متعلق کر لے یعنی ان کا واسطہ دے کر کرے قبولیت سے ہمکنار ہو گی۔ لیکن یہ بات ایسے ہی اولیاء کرام سے مخصوص ہے جن کی بارگاہِ ایزدی میں بڑی قربت و عزت ہو۔ اس بحث اور موضوع میں حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ کی اپنی زبانی کلماتِ ربانی ملاحظہ فرمائیں کہ آپ لوگوں کو دعاؤں کے سلسلے میں کیا تعلیم فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

علامہ ابن الجوزی تاریخ بغداد کے حوالے سے قلمبند کرتے ہیں کہ ان کے بھائی کا فرزند یعقوب بیان کرتا ہے۔ مجھے میرے چچا حضرت معروفؒ نے فرمایا۔ اے بیٹے! جب بھی کوئی حاجت پیش آئے تو فاسئلہٗ بی۔ میرے وسیلے سے دعا کرلیا کرو اللہ ضرورت پوری فرمائے گا۔(220)

میرے استاد محترم سید مرتضٰی علیہ الرحمہ نے ہم سے اولیاء کی کرامتوں کا ذکر فرماتے ہوئے بیان کیا کہ میں جب بھی کسی کی تعمیر و ترقی مکان و دکان کی برکت کی خاطر یا کسی کاروبار والے کے لیے دعا کرتا ہوں تو انہیں یہ شعر لکھ کر دیا کرتا ہوں تا کہ وہ اسے تعویز بنائے۔

الٰہی بحق عارف معروف کرخی
بماند سالہا دیوار ترقی

تو اس کے بڑے اثرات پائے گئے۔ اس لیے یہ میرا ہمیشہ کا معمول بن گیا ہے۔(راقم)

کسی نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ نص حدیث سے متضاد ہے۔ حدیث رسول ﷺ میں آتا ہے۔ اذا سألت فاسئل اللّٰہ. جب مانگو تو تم اللہ سے مانگو۔ یہ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ولی اہل بیعت متوسلین ہوتے ہیں۔ روحانی متوسلین بھی مرشدوں کا وسیلہ وقول رضائے الٰہی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ راقم توجیہہ پیش کرے گا کہ یہاں فاسئلہٗ بی سے مراد میرے وسیلے سے خدا کے ہاں استدعا کرو، مراد ہے نہ کہ مجھ ہی سے۔ کیونکہ وسیلہ کلامِ خداوندی کی تعلیم کا ایک حصہ ہے۔ جہاں دعاؤں میں اپنے اپنے کولماہ اعمال کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے تو صلحاء اور اولیاء کرام کے ناموں کا بھی واسطہ دیا جاسکتا ہے۔ جبکہ اذا سألت فاسئل اللّٰہ. میں اخلاص فی التوحید کا حکم ہے اور اولیاء کرام اس معاملے میں قطعاً کمزور عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ ان کا عقیدہ مستحکم ان کا عمل مدلل ہوتا ہے۔ لہذا یہاں کیا جانے والا اعتراض قیاس مع الفارق سمجھا جائے گا۔ اولیاءِ کرام کے ہاں وسیلہ کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ وہ نص پر اعتبار کرتے ہیں اور ثبوت کے لئے یہ کلام خداوندی کافی سمجھتے ہیں۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ. تم خدا تک پہنچنے کے لئے وسیلہ کا سہارا لو۔ چنانچہ سابقین اولین اولیاء کے سردار حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ اظہار فرماتے ہیں۔

توسّل بالنّبی فکل خطب یھون اذا توسّل بالنّبی.

تو پیغمبر کا وسیلہ اختیار کر کیونکہ پیغمبر کا وسیلہ اختیار کیا جائے تو ہر مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے۔(221)

Marfat.com

دعاؤں کی تاثیر: حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہٗ العزیز بڑے ہی مستجاب الدعوات ولی تھے۔آپ ہمیشہ لوگوں کے حق میں دعائے خیر فرمانے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیتے، ہردم ہر محتاج وضرورت مند کے حامی وہمدرد رہے۔خلوصِ دل کے ساتھ دعا فرماتے اور طالب منزل کو منزل ملتی، صاحب مشکل کی مشکل کشائی ہوتی۔بیمار کو شفاء، محتاج کو دولت ونعمت اور گمراہ کو رُشد وہدایت حاصل ہوجاتی تھی۔آپ کی دعائیں یوں تو تمام مسلمانوں اور امت مرحومہ کے لئے ہوتی تھیں۔ لیکن جو شخص خصوصی طور پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر دعائے خیر کی درخواست کرتا اس کے لیے آپ فوراً حسب موقع دعا فرماتے اور اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول فرماتے تھے۔محتاج کی حاجت ضرور پوری ہوجاتی آپ کی دعاؤں کی تاثیر سے لوگوں کی حاجات فوراً پوری ہوتی تھیں۔

محمد بن منصور روایت بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جامع مسجد میں آپ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ آپ مسلسل یہ فرمارہے تھے۔ واغوثاهُ یااللّٰه. اے اللہ! میری فریادرسی فرما۔میرے خیال میں انہوں نے یہ کوئی دس ہزار مرتبہ پڑھا۔راوی کہتا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میری پسندیدہ دُعا خدا کی درگاہ میں استغاثہ کرنا ہے کیونکہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اذا تستغیثون ربّکم فاستجابکم.

جب تم اپنے ربّ کی درگاہ میں فریاد کروتو تمہاری سنی جائے گی۔ (222)

بحوالہ تاریخ بغداد لکھتے ہیں کہ ابوبکر الحماد المقری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت شیخ معروفؒ سے عرض کیا۔حضرت! میرے اوپر بھاری رقم کا قرضہ ہے۔آپ نے فرمایا میں تجھے کوئی چیز سکھاؤں گا۔جس کی بدولت تمہارا قرض اتر جائے گا۔تم ہر روز صبح پچیس مرتبہ اس طرح پڑھا کرو۔

لا الٰه الا اللّٰه واللّٰه اکبر سبحان اللّٰه والحمد للّٰه کثیراً وسبحان اللّٰه بکرةً وّاصیلاً.

ابوبکر بن حماد کہتے ہیں میں نے اس دعا کو پڑھا۔اللہ نے میرا قرض اُتار دیا اور مجھے بہت سارا رزق دیا۔ایک بار پھر آپ کے ہاں سے گزر ہوا تو میں نے کہا حضرت! جس دعا کی آپ نے تلقین کی میں نے ایسا ہی کیا۔اللہ نے میرے قرض کا بوجھ اتار دیا اور مجھے بہت سارا رزق دیا۔شیخ نے فرمایا اس دعا کو درھم الکیس (روپوں کا بٹوا) کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

ابو طالب المؤدب کہتے ہیں۔ کہ میں نے بھی اسی طرح اس دعا کو پڑھا جس طرح آپ نے تعلیم دی۔ میرا بھی قرض اللہ تعالیٰ نے اُتار دیا۔ اور اسی طرح احمد بن احمد روایت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! مجھ پر بھی کوئی قرض تھا۔ میں نے اسی طرح ان کلمات کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر سے بھی قرض کا بوجھ اتار دیا۔ (223)

عباسیوں سے بیزاری

روایت ہے کہ ابو محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ معروف قدس سرہ کو دیکھا کہ آپ نے جب المسودۃ (عباسی لشکر جو لباس سیاہ پہنتے تھے) کو دیکھا تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے چہرہ چھپا لیا۔ (224)

ڈاکٹر عبداللہ الجبوری کے مطابق المسودۃ یعنی کالے والے سے مراد لشکر عباسی ہیں۔ چونکہ وہ لوگ سیاہ لباس اور ظلم کو خصوصی طور پر اپنائے ہوئے تھے۔ یہ لوگ اس لباس کو اپنا امتیازی شعار سمجھتے تھے اور ظالم تھے۔ اس لئے شاید حضرت معروف کرخی نے پسند نہیں فرمایا اور ان کو دیکھنا بھی گوارا نہیں فرمایا کیونکہ اسلام میں کسی مخصوص لباس کو شد و مد سے اختیار کرنے کی کوئی تعلیم نہیں ہے۔ اس بنیاد پر صوفیاء کرام دین میں پائے جانے والی بدعات کو قطعی طور پر ناپسند کرتے ہیں۔ ان کی روایات اور تعلیمات کا محور تقویٰ و طہارت اور سادگی ہے۔ لباس جو بھی میسر آجائے مگر رنگ سنت کے مطابق ہو۔ سفید رنگ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا۔ ان کو بھی پسند ہے جسے آپ نے چھوڑا۔ اسے ان لوگوں نے بھی چھوڑ دیا۔ تاہم صوفیاء کا لباس پھر بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ولباس التقویٰ ذالك الخیر. تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے۔

جیسا کہ حضرت انس بن مالک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبز اور سفید لباس کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ بعض صوفیاء کرام نے دنیا کی سیاہ کاریوں کی مناسبت سے سیاہ لباس اپنایا ہے۔ اس اعتبار سے حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر نفرت کا اظہار کرنے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ عباسی لشکر نفسیاتی طور پر فتنہ پرور اور شر پسند تھا۔

Marfat.com

مناجاتِ معروفِ کرخیؒ

دعا و مناجات کے طریقے اور انداز قرآن وسنت سے دستیاب چیز ہیں۔ لیکن جہاں حضرت معروف کرخیؒ کے عادات وخصائل اور کلماتِ پُر تاثیر میں جو معنی ومطالب پائے جاتے ہیں ان کا اپنا ایک مقام ہے۔ وہ قابل عمل اور قابل اعتبار اثرات کے حامل ہیں۔ اَدعیہ واَذکارِ آیات ومسنون دُعاؤں کا مجموعہ اسلامی تعلیمات کے خزانے میں موجود ہیں۔ تمام علماء اسلام کا ان پر اتفاق بھی ہے۔ ان کو عربی الفاظ وانداز میں ہی پڑھنا اجر وثواب کا موجب ہے۔ دوسری طرف حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ مناجات اور اَدعیہ زود اثر ہیں اور بہت جلد اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوتی ہیں یہ بھی مسلم بات ہے۔ دراصل دعا جو دل سے نکلتی ہے اور وہ بھی کسی عارفِ کامل ولی، مرشد اور فردِ واصل ومتواصل کی زبانِ اطہر سے نکلی ہوئی ہوتی ہے، اس کی تاثیر اور قبولیت واجابت میں بڑے معجزانہ نتائج ہوتے ہیں۔ جن کی مثال عام انسانی زندگی میں نہیں ملتی۔

علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ محمد بن منصور روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا۔

اللّٰھم اجعلنا الصّالحین حتی نکون الصّالحین.

پروردگار! ہمیں صالح لوگوں میں شامل کر دے۔ یہاں تک کہ ہم صالح ہی بن جائیں۔

ابو محفوظ شیخ معروفؒ سے سلمہ بن عقار بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف بادشاہوں کے تذکرے کے وقت یوں دعا کرتے تھے۔

اللّٰھم لا ترنا وجہ من لا تحب النظر الیھم. اے پروردگار! ہمیں ایسے لوگوں کا منہ ہی نہ دِکھا جن کی طرف دیکھنا تو پسند نہیں فرماتا۔

حضرت شیخ معروف کرخی بعض دفعہ دوسروں کی دعاؤں کو اہمیت دیتے تھے اُن سے دعا کرواتے تھے اور خود آمین فرماتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابی حفص التوزی المحرمی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ معروف کے پاس یہ کہتے ہوئے ایک آدمی آیا۔ یا ابا محفوظ! آپ میرے لئے دعا فرمائیں تاکہ ہم مومن بن جائیں۔ شیخ نے فرمایا بلکہ تم خود ہی دعا کرو تاکہ ہم مومن بن جائیں۔ چنانچہ اس بندے نے دعا کی اور حضرت شیخ نے آمین کہی۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک

Marfat.com

بندہ حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوا اور دعا کی غرض سے کہا کہ حضرت آپ میرے لئے دعا فرمائیں تاکہ میرا دل نرم ہو جائے۔ شیخ نے فرمایا۔ تم یوں کہا کرو۔

یا ملین القلوب لئن قلبی قبل ان تلینه عند الموت.

اے دلوں کو نرم فرمانے والے پروردگار! میرے دل کو موت آنے کے دم سے پہلے ہی نرم فرما دے۔

حضرت شیخ معروف اکثر اپنی دعاؤں میں یوں مناجات فرماتے تھے۔

یامن بلغ اهل الخير الخير واعانهم عليه اصلحنا واعنا عليه. اے وہ ذات! جو نیک لوگوں کو نیکی تک پہنچاتی ہے۔ اور ان کی اس سلسلے میں مدد فرماتی ہے تو ہمیں نیکی کرنے کی صلاحیت عطا فرما اور اس پر ہماری بھی مدد فرما۔

علی بن موفق بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف اپنی اکثر دعاؤں میں ان الفاظ میں مناجات فرماتے تھے۔

یا مالك یا قدیر یا من لیس لهٗ بدیل. اے مالک اے قدرت والے ربّ! اے وہ ہستی جس کا کوئی بدل موجود نہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ اصحاب زہیر کے کچھ لوگ جو کسی جنگ کے عزم سے آئے تھے حضرت معروف کرخی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان لوگوں میں ایک جوان لڑکا بھی تھا۔ اس نے حضرت شیخ معروف کرخی سے دعا کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اللّٰهم احفظهم. اے اللہ! ان کی حفاظت فرما۔ جس پر کسی نے کہا۔ حضرت! آپ ایسے لوگوں کے حق میں دعا فرما رہے ہیں (جو بددُعا کے مستحق ہیں) آپ نے فرمایا۔ مرجائیں! اگر ان لوگوں کی خدا حفاظت فرما رہے ہیں تو یہ لوٹ کر ان کے پاس واپس نہ جاتے۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ ان کا بچ جانا دراصل اہلِ خیر کے حق میں ہے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب ہے۔ اس لئے شیخ معروفؒ دعائے خیر میں بھی حکمت و دانشمندی کو پیش نظر رکھتے تھے۔ جذبات محض سے پرہیز فرماتے۔ اس روایت میں اصحاب زہیر کا ذکر ہوا ہے۔ زہیر ایک ایسے فرد کا نام ہے جو دراصل زہیر بن المسب الضی تھا اور عباسی سرداروں میں سے ایک تھا۔ ''فتنہ امین'' یعنی ایک بندے سے منسوب فتنہ جس کی وجہ سے بغداد کو تباہی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس میں یہ مامون کی جانب سے پیش پیش تھا۔ اس روایت کے علاوہ سابقہ کسی روایت میں ہے جس میں

Marfat.com

حضرت معروف کا اپنا منہ چھپانے کا ذکر تھا۔ دونوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معروف کرخی عباسی لشکروں سے جو مامون کے حامی و قاصد تھے نفرت فرماتے تھے۔ ان واقعات کی تفصیل الکامل لابن الاثیر وغیرہ سے مل سکتی ہے۔(225)

ڈاکٹر عبداللہ الجبوری نے کتاب ابن الجوزی پر تحقیق کی ہے اُن کا بھی یہی بیان ہے۔ اور تاریخی آثار بھی یہی بتاتے ہیں کہ اہلِ تصوف عباسی خاندان کے مظالم سے بچ نہ سکے۔ کتاب صفوۃ الصفوۃ کے حوالہ سے ابراہیم اطروش کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دریائے دجلہ پر سے ایک پُرفتن قوم جو اپنی شرارتوں کو عام کرتے ہوئے گزر رہی تھی۔ ہم نے ان کے خلاف بددُعا کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فوراً یوں دعائیہ کلمات ادا فرمائے اور آپ کے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھے ہوئے تھے۔

الٰھی وسیّدی ومولائی أسئلك ان تفرحھم فی الجنة کما فرحھم فی الدّنیا.

اے میرے پروردگار! میرے آقا اور میرے مولا! میں تجھ ہی سے سوالی ہوں کہ ان کو جس طرح دنیا میں خوش رکھے ہوئے ہیں ان کو قیامت میں بھی خوشی عطا فرما۔

اس دعا سے واضح ہوا کہ آپ کسی بھی قوم کے حق میں بددُعا کرنے کے حق میں نہ تھے۔ کسی دوست نے کہا حضرت! ہم نے ان کے حق میں بددعا کرنے کی استدعا کی تھی دُعا کے لئے نہیں۔ تو شیخ نے فرمایا کہ جب یہ توبہ کرلیں گے تو آخرت میں بھی خوش ہوں گے اور وہ کسی کو کسی حالت میں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی جب دعا فرماتے تھے تو یہ کلمات ادا کرتے تھے مگر راوی کو شک ہے کہ یہ دعا کس غرض کے لئے تھی۔ فقراء کے لئے تھی، یا قرض کی ادائیگی کے لئے یا یہ دعا سحر کے موقع پر بندے کو مناجات میں کرنا چاہئے۔ تاہم اسے جو بھی شخص پچیس مرتبہ پڑھے گا وہ اپنی حاجت کو پورا ہوتے ہوئے دیکھے گا۔

لا اله الا الله. والله اکبر کبیراً وسبحان الله کثیراً اللّٰھم انی أسئلك من فضلك ورحمتك فانھما بیدیك لا یملُکھما احد سواك او غیرك. تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ بہت ہی بڑا ہے۔ اس کی پاکی بھی بہت ہے۔ اے بار الٰہا! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں یہ دونوں تیرے ہاتھوں موجود ہیں۔ تیرے سوا کوئی ان کا

Marfat.com

مالک نہیں۔

حلیۃ الاولیاء اور الکواکب الدریہ کے حوالے سے ابراہیم بن الجنید بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کی دعاؤں میں سے یہ کلمات بھی تھے۔

اللّٰهم لاتجعلنا بثناء الناس مغرورين. ولا بالستر منك مفتونين. واجعلنا ممن يؤمن بلقائك ويرضىٰ بقضائك ويقنع لعطائك ويخشاك من خشيتك. اے میرے پالنہار! تو مجھے لوگوں کی تعریف کرنے کی بنیاد پر مغروروں میں شامل نہ فرما۔ اور گناہوں کی پردہ پوشی پر مجھے (اپنی طرف سے) فتنوں میں نہ ڈال اور مجھے ان لوگوں میں شامل رکھ جو تیری لقاء پر یقین رکھتے ہیں۔ اور تیری قضا پر خوش رہتے ہیں اور تیری عطا پر قناعت کرتے ہیں۔ اور تیرے ساتھ خوف کھانے کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔(226)

حضرت شیخ معروف کے سلسلۂ تصوف سے متصل ایک بزرگ حضرت شاہ سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ نے بھی اپنی معروف کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ محمد بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے معروف کرخی قدس سرہ سے سنا ہے کہ آپ کہہ رہے تھے۔

اللهم انی أعوذبك من طول الامل فانّ طول الامل يمنع خير العمل.

اے اللہ! میں تجھ سے لمبی امیدوں سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ لمبی امید نیک اعمال سے روکتی ہیں۔(227)

یہ روایت علامہ ابن الجوزی نے قدرے نامکمل انداز میں نقل کی ہے اس بنیاد پر حضرت شاہ سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ کے بیان کو شامل کر دیا گیا ہے۔ دیگر محققین کے رشحاتِ قلم جس کی توثیق کرتے ہیں۔ علامہ ابن الجوزی نے تاریخ ابن النجار کے حوالے سے رقم کیا ہے۔ جندل الخادم بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ معروف کرخی فرماتے تھے۔

اللّٰهم لا توذينی بعقوبتك ولا تواخذنی فی تقصيری فی رضاك عظيم خطيئتی، فاغفر ويسر عملی، فتقبل منی لا الّذی احسن استغنی عنك ولا عن عقوبتك، ولا الّذی اساء اليك الله الانبياء وولی الاتقياء انت جدير لاتبلیٰ، وحیٌّ لاتموت، بل عرفتك لولا انت لم ادر من انت، تبارکت وتعاليت.

اے اللہ! تو مجھے اپنے عذاب سے اذیت نہ پہنچا اور میری کوتاہیوں پر میرا مواخذہ نہ فرما۔

Marfat.com

تیری رضا کے مطابق میرے گناہ بڑے ہیں۔ مجھ سے درگزر فرما اور نیک عمل کو مجھ پر آسان کرتے ہوئے قبول فرما۔ مجھے تیری ذات کے سوا کوئی دوسرا مستغنی کرسکتا ہے نہ کوئی تیرے عذاب سے مجھے چھڑا سکتا ہے۔ اور نہ کوئی تیری طرف برائی کی جسارت کرسکتا ہے۔ اے انبیاء کے معبود! اتقیاء کے والی! تو ہی اس قابل ہے مجھے آزمائش میں نہ ڈال اور تو زندہ رہنے والا ہے تجھ پر موت طاری نہیں ہوسکتی بلکہ میں تجھے پہچان چکا ہوں۔ تو نہ ہوتا تو میں تجھے کیسے پہچان سکتا تھا۔ تیری ذات بلند اور برکت والی ہے۔ (228)

منقول ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی ہر روز دس مرتبہ اس دعا کا وظیفہ رکھ دیں تو اس آدمی کو ابدالوں میں لکھا جاتا ہے۔

اللّٰھم اصلح امّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم فرج امّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم ارحم امّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم. اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو درست کردے۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے سختی کو دور کردے۔ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر رحم فرما۔ (229)

علامہ ابن الجوزی نے اس روایت کو حلیۃ الاولیاء اور الکواکب الدریۃ سے نقل کیا ہے۔ روایت اپنی جگہ قابل عمل ہے لیکن اس دعا کی کچھ تفصیلات پر مبنی صورت کو حضرت میر سید علی ہمدانی المعروف بہ شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ بہتر انداز سے مرتب فرمایا ہے۔ ہم دعائے رقاب کا یہ حصہ ضرورت اور احتیاج کی کسی بھی گھڑی میں استفادۂ عام کی خاطر درج کررہے ہیں۔

اللّٰھم اغفر امّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم ارحم امّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم افتح لامّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم اصلح امّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم فرج عن امّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم کرّم امّۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم عظم امۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰھم تجاوز عن سیئات امّۃمحمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم.

اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو معاف فرما۔ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم کی امت پر رحم فرما۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو نصرت فرما۔ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی کشائش فرما۔ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو نیک بنادے۔ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی مشکلات آسان فرما۔ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی توقیر بحال رکھ۔ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی تعظیم باقی رکھ۔ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خطاؤں سے درگزر فرما۔ (230)

حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ کی دعاؤں میں سے ایک دعا ہے۔ لیکن ڈاکٹر عبداللہ الجبوری نے اس کے راوی کا اچھے حوالوں سے تذکرہ نہیں کیا ہے۔ بہرحال روایت ہے جسے خطیب بغدادی کے حوالے سے علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ معروف کی دعاؤں کا ایک حصہ یہ بھی ہے۔ کہ آپ کہا کرتے تھے۔

اللّٰهم لا تعطني بك عنك وخذ مني ما هو لك مني.

اے اللہ! تیری ذات کا واسطہ تو مجھے اپنے سے الگ نہ فرما۔ اور مجھ سے وہی عمل اٹھا جو میری طرف سے تیرے قابل ہو۔ (231)

حضرت مقری بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ معروف قدس سرہ اکثر اس دعائے ماثور کو اپنی دعاؤں اور وظائف میں شامل رکھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔

اللّٰهم انّ قلوبنا وجوارحنا بيدك ولم تملكنا منها شيئاً فاذا فعلت ذالك بهما فكن انت وليها. اے پروردگار! یقیناً ہمارے دل، ہمارے اعضاء تیرے ہاتھوں میں ہیں۔ تو نے ہمیں ان میں سے کسی چیز کا مالک نہیں بنایا ہے۔ جب تو اُن سے کچھ کرنا چاہے تو اُن کی کارسازی فرما۔

ایک روایت میں دعائے ماثور کو یوں بیان فرماتے تھے۔

اللّٰهم انّ قلوبنا ونواصينا بيدك لم تملكنا منها شيئاً فاذا فعلت ذالك بها. فكف انت وليها واهدها الىٰ سواءِ السّبيل. (232)

اے میرے اللہ! یقیناً ہمارے دل، ہماری پیشانیوں کا اختیار تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس پر ہمیں کسی طرح کی ملکیت کا دعویٰ نہیں۔ جب ان سے کوئی معاملہ کرنا چاہے تو اُن کو

Marfat.com

اپنے اختیار میں رکھ۔ تو اس کا کارساز ہے، اسے سیدھے راستے کی رہنمائی فرما۔

شیخ الاسلام روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن شیخ معروف اپنے بھانجے کے گھر میں موجود تھے۔ فرمایا کہ جب تجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو میرا واسطہ دے کو یوں دعا کیا کرو چونکہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللّٰھم انّی أسئلك بحق سائلین علیك وبحق راغبین الیك وبحق ممشائی الیك بحق لکلّ قدمٍ مایاتی الیك. اے اللہ! میں تجھ سے مانگنے والوں، تیری طرف رغبت کرنے والوں، تیری طرف کشاں کشاں چلنے والوں اور میرے تیری طرف اٹھائے جانے والے ہر قدم کے واسطہ تجھ سے میرا سوال ہے۔ (233)

وظائفِ معروف کرخیؒ

حضرت میر سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں کہ جو آدمی بستر سے اٹھتے وقت یہ تسبیح پڑھے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو جو کہ بندوں کی حاجات پوری کرنے پر مامور فرشتہ ہے۔ آواز دیتے ہیں کہ اے جبرائیل! میرے فلاں بندے کی حاجات پوری کرو۔

سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا اله الا اللّٰه واستغفراللّٰه اللّٰھم انّی أسئلك ورحمتك فانھما بیدك ولایملکھما احد سواك. اللہ پاک ہے سب تعریفیں اللہ کیلئے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں کہ وہ دونوں تیرے اختیار میں ہیں اور تیرے سوا ان کا کوئی مالک نہیں ہے۔ (234)

علامہ ابن الجوزی حلیۃ الاولیاء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن محمد انصاری سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ معروف کرخی کو کہتے ہوئے سنا ہے جب گھر کے آدمی کو الوداع کہہ رہے تھے۔

اللّٰھم لك الحمد عدد عفوك عن خلقك .

اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لئے جو کہ تیرے بندوں پر کئے جانے والی بخششوں کی تعداد کے برابر ہیں (یعنی جس طرح بے حساب بخششیں ہیں اس طرح تو بے حساب تعریفوں کے لائق ہو)۔

Marfat.com

حضرت شیخ معروف کرخی کے اپنے برادرزادے سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے عم محترم حضرت شیخ معروف کو سنا ہے آپ کہہ رہے تھے کہ جب کوئی آدمی اپنے بستر پر جائے تو وہ یوں کہے۔

اللّٰھم لا تنسنا ذکرک، ولا قومنا مکرک، ولاتھتك عنا سترك، ولا تجعلنا من الغافلین، ونبھنی، لاحب الساعات الیك، اسئلك فتعطینی، واستغفرك، فتغفرلی، وادعوك فاستجب لی. اے اللہ! مجھے اپنے ذکر سے فراموش نہ رکھ اور اپنے مکر سے بے پرواہ نہ کر اور ہم سے اپنی (رحمت سے) پردہ پوشی ختم نہ فرما۔ ہمیں غافل لوگوں میں شامل نہ فرما۔ ہمیں اچھے اوقات میں اپنی طرف متوجہ فرما۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تو مجھے عطا فرما۔ میں تجھ سے بخشش کا طلبگار ہوں تو معاف فرما۔ میں تجھے پکارتا ہوں تو میری پکار کو قبول فرما۔

اس سے ایک فرشتہ بیدار کرنے کے لئے آئے گا۔ اس سے پہلے وہ بندہ بیدار ہوا تو ٹھیک ورنہ اس کے بستر تک وہ فرشتہ دعا کرتا ہوا آئے گا جس کا ثواب اس وظیفہ کے پڑھنے والے کے حق میں لکھا جائے گا۔(235)

کتاب سلسلۃ الذہب میں مرقوم ہے کہ محمد بن حسان نے کہا مجھ سے حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ نے فرمایا۔ میں تجھے دس کلمے سکھاتا ہوں۔ پانچ دنیا کے لئے اور پانچ عقبیٰ کے لئے جو اِن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا۔ اِن کلمات کو اللہ تعالیٰ کے پاس پائے گا۔ میں نے کہا کہ مجھے یہ لکھ دیجئے۔ کہنے لگے لیکن میں ان کی تکرار کروں گا۔ جیسا کہ مجھ پر بکر بن خنیس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تکرار کی تھی (وہ دس کلمات یہ ہیں)۔

حسبی اللّٰہ لدینی. حسبی اللّٰہ لدنیای. حسبی اللّٰہ الکریم لما اھمنی. حسبی اللّٰہ الحلیم القوی لمن بغیٰ علی. حسبی اللّٰہ الشدید لمن کادنی بالسوء (یہ پانچ کلمات دنیا کے معاملات سے متعلق ہیں) حسبی اللّٰہ الرحیم عند الموت. حسبی اللّٰہ الرؤف عند المسائلۃ فی القبر. حسبی اللّٰہ الکریم عند الحساب. حسبی اللّٰہ اللطیف عند المیزان. حسبی اللّٰہ القدیر عند الصراط. حسبی اللّٰہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو ربّ العرش العظیم (یہ پانچ کلمات آخرت کے معاملات سے متعلق ہیں)۔

Marfat.com

مجھے اپنے دین کیلئے اللہ کافی ہے۔ مجھے میری دنیا کیلئے اللہ کافی ہے۔ مجھے میرے تمام فکروں میں اللہ کریم کافی ہے۔ مجھے میرے دشمنوں کے مقابلہ میں اللہ حوصلے والا طاقت ور کافی ہے۔ مجھے مجھ سے بری تدبیریں کرنے والوں کے مقابلہ میں اللہ سخت قوت والا کافی ہے۔ مجھے اللہ مہربان میری موت کے وقت کافی ہے۔ مجھے میرا اللہ شفقت کرنے والا قبر کے سوال میں کافی ہے۔ مجھے میرا اللہ کریم حساب کے وقت کافی ہے۔ مجھے باریک بین اللہ ترازو کے وقت کافی ہے۔ مجھے اللہ قدرت والا پل صراط پر سے گزرتے وقت کافی ہے۔ مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر توکل کیا اور وہ بڑے عرش کا ربّ ہے۔(236)

سعد بن یزید روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ کسی چیز کو بھول جائے تو وہ یوں کہے۔

اللّٰھم مذکر الخیر وفاعلہٗ صلی علی محمد وعلیٰ اٰل محمد واذکرنی حاجتی. اے اللہ! بھلائی کو یاددلانے اور اس کے سرانجام دینے والے پروردگار! تو محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل فرما اور میری حاجت کی یاد دلا دے۔ (237)

آپ سے یہ وظیفہ بھی منقول ہے کہ جو شخص فرزند سے محروم ہو، بے اولاد ہو تو یہ اسم شریف ہفتہ کی رات سو بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے فرزند صالح و پارسا عطا کرے گا۔

یا خالق انت الّذی تخلق اصناف الخلائق بقدرتك. اے اللہ! پیدا فرمانے والے ربّ! تو وہ ذات ہے جو اپنی قدرت سے تمام مخلوقات کو پیدا کرتی ہے۔(238)

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت معروف کرخی قدس سرہ فرماتے تھے۔ کہ جب تمہیں کچھ مانگنا ہو تو کہو۔ اے اللہ! بحق معروف کرخیؒ مجھے یہ چیز عطا کر تو دُعا ضرور قبول ہوگی۔(239)

جامع الشیخ معروف الکرخیؒ

حضرت شیخ معروف کرخی جس مسجد میں اپنے پروردگار کی درگاہ میں عبادات انجام دیتے تھے۔ وہ مسجد معروف الکرخی کے نام سے معروف تھی۔ چنانچہ اس وقت سے اسی مسجد میں آپ کا آستانہ موجود ہے۔ یہ مسجد بغداد کی پرانی اور قدیم مسجدوں میں تھی۔ یہ اب تک باب الدیر کے قبرستان میں قائم تھی۔ اور اس پر ''مسجد الجنائز'' کا نام لکھا تھا یا ''مسجد باب الدیر''۔ اوّل الذکر

Marfat.com

زیادہ صحیح اور قریب المعنی لگتا ہے۔ چونکہ یہ قبرستان میں موجود ہے۔ جس میں اموات پر نماز پڑھی جاتی تھی۔

خطیب بغدادی نے ابی بکر بن احمد بن اسحاق البذار المتوفی ۳۰۵ھ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسجد دیر میں حضرت معروف کا جنازہ پڑھا گیا۔ یہ ذوی الحجہ کی بیسویں رات کا واقعہ ہے۔ جو کہ سن تین سو پانچ ہجری میں ہونا ثابت ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ یہ باب دیر پہلے تعمیر شدہ تھی اور حضرت شیخ معروف الکرخی کی وفات کے بعد مزید توسیع کی گئی۔ اور اس کی تعمیر کا کام کئی بار ہوا ہے۔ اور سب سے آخری مرتبہ اس کی توسیع وتعمیر کا کام ۶۱۲ ہجری کو ہونا ثابت ہے۔ یہ تاریخ موجودہ قائم منارہ کے اندر مرقوم ہے۔ اور اسے بنانے کا اصل سبب یہ بتاتے ہیں۔ کہ اس مسجد کے احاطے میں امیر علی بن الخلیفہ الناصر الدین اللہ جو سن ۶۱۱ ہجری کو فوت ہوا بھی مدفون تھا۔ اور اس کی آخری تعمیر نو جو جدید طرزِ تعمیر کے ساتھ کی گئی ۱۳۱۲ ہجری کو وزیر حسن پاشا والی بغداد نے کی۔ یہ تاریخ اس کے صدر دروازہ کے بالائی حصہ پر مرقوم ہے۔ موجودہ دور میں یہ تاریخی عمارت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ عباسی دور کی شاندار اور مہارت فنِ تعمیر کی عکاسی کرتی ہے۔ اسے آج بغداد کے اہم تاریخی آثار میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ عمارت تاریخ بغداد کے پڑھنے والوں کے لئے سبق دیتی ہے اور تاریخی ورثے کے طور پر معلومات فراہم کرتی ہے۔ (240)

شیخ معروف کے روضہ کی نچلی منزل میں ایک تہہ خانہ بھی ہے جس کی گہرائی چار میٹر کے برابر ہے۔ اس سے نیچے ایک کنواں ہے جس کی دیواریں پتھر سے چنی ہوئی ہیں۔ اس کی گہرائی پانچ سے چھ میٹر تک ہے اور یہ تہہ خانہ ایک اور کھو پر ختم ہوتا ہے جس کی لمبائی زمین کی نامعلوم تہہ تک جا پہنچتی تھی جسے ادارہ محکمہ اوقاف نے 1951ء میں ٹنوں مٹی کا ملبہ ڈال کر بند کر دیا۔ اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تہہ خانہ آپ کا زاویہ تھا جو مسجد کے اندرونی حصے میں موجود تھا اس میں حضرت شیخ معروف آخری عمر میں بھی چلہ کشی کیا کرتے تھے (مقدمہ مناقب معروف)۔

عبداللہ الجبوری نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسجد معروف سے پہلے یہاں جنازہ گاہ تھی جہاں اموات کی نماز جنازہ پڑھی جاتی رہی اور قبرستان تھا جہاں مردے دفنائے جاتے تھے جس کی خاطر معروف سے پہلے کے کسی فرد شبیر البندار المتوفی ۳۰۵ھ کے جنازے کا ذکر کیا ہے کہ اس کا جنازہ یہاں پڑھایا گیا۔ میرے اندازے کے مطابق الجبوری کو ۳۰۵ ہجری لکھنے میں

Marfat.com

سنگین غلطی ہوئی ہے وہ مسجد معروف کو جدید اور جامع دیر یا مسجد الجنائز کو قدیم بتانا چاہتا ہے جبکہ حضرت معروف کا انتقال ۲۳۴ ہجری میں ہوا ہے اور ۳۰۵ ہجری کا واقعہ کیسے پرانا ہوا؟ ہاں اگر یہ سن ۲۳۴ ہجری سے پہلے ۲۰۵ یا ۱۰۵ ہجری ہے تو اس کا مسجد معروف سے قدیم قبرستان ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ملاقات برجال الغیب

حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ کو بعض رجال الغیب سے ملاقات کا شرف بھی حاصل رہا ہے۔ اہل اللہ تو دراصل رجال الغیب کے طالب ہوتے ہیں۔ چونکہ ان رجال اور اولیاء کاملین میں روحانی اور عرفانی رشتہ قائم ہوتا ہے۔ بعض اولیاء کرام رحمہم اللہ کے بہت سے رجال الغیب اور حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے دوست اور مصاحب گزرے ہیں۔ جیسا کہ حضرت قطب السالکین علاؤالدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ مصاحبِ خضرؑ کے نام سے ہی معروف تھے۔ اُن کے پاس خواجہ خضرؑ کی کئی عنایات اور تحفے موجود تھے۔ اسی طرح حضرت شیخ معروف الکرخی قدس سرہ العزیز نے بھی اپنے دور کے رجال الغیب سے ملاقاتیں کیں اور اُن کے مصاحب بنے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن الجوزی نے ابن القدامہ مقدسی کی کتاب التوابین اور الروض اخلاق سے روایات نقل کی ہیں۔ کہ یحییٰ بن حسن الرازی نے حضرت شیخ معروف الکرخی سے بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ ایک نوجوان کو باؤلا پن کا شکار دیکھا۔ شکل وصورت سے خوبصورت تھا۔ اس کے پیشانی پر دو دلکش زلفیں سجی ہوئی تھی۔ سر پر قیمتی چادر اور جسم پر ایک گراں بہا قمیض تھی۔ پاؤں میں دیدہ زیب جوتے تھے۔ حضرت شیخ معروفؒ فرماتے ہیں کہ میں متعجب ہوا کہ یہ نوجوان ایسی جگہ پر اس حد تک بن ٹھن کر اور زیب و زینت کے ساتھ موجود ہے۔ بہرحال میں نے کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس نے میرے سلام کے جواب میں کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ چاچا جی۔ میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ شہر دمشق سے۔ میں نے پوچھا تم وہاں سے کس وقت نکلے تھے؟ اس نے کہا چاشت کے وقت (یعنی نو۔ دس بجے) میں اس بات پر متعجب ہوا کہ جہاں نوجوان موجود ہے اس جگہ اور دمشق کے درمیان کئی مراحل پر اس بندے کو دیکھا تھا۔ میں نے پوچھا تم نے کہاں جانا ہے؟ اس

Marfat.com

نے کہا مکہ۔ تو مجھے یقین ہو گیا کہ کوئی رجال الغیب ہے۔ میں نے انہیں الوداع کہا اور وہ وہاں سے چلے گئے۔ یہاں تک کہ تین سال گزر گئے کہ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ لیکن ہوا یہ کہ ایک دن میں اپنے ہی گھر میں اس کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اچانک کسی آدمی نے دروازے پر دستک دی۔ جب میں نے دیکھا تو وہی نوجوان (رجال الغیب) کھڑا ہے۔ سلام کرنے کے بعد میں نے خوش آمدید کہا اور انہیں اپنے گھر لے آیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بڑی محبت اور والہانہ انداز میں مجھ سے مل رہا ہے۔ اُس کے بدن پر کھلا اور پھیلا ہوا اونی جبہ ہے۔ جب میں نے ان سے پوچھا کیا حال چال ہے؟ اس نے کہا۔ استاد جی کیا کہیں! کسی نے مجھے بہت پیار دیا۔ یہاں تک کہ میں اس کے جال میں پھنس گیا۔ پھر اس نے مجھے پھینک دیا۔ کبھی وہ مجھ سے پیار کرتا ہے کبھی وہ مجھے دھتکارتا ہے۔ کبھی مجھے ڈراتا ہے تو کبھی پھر میری توقیر کرتا ہے۔ تو میں اچانک بعض اولیاء کرام کے اُسرار سے آگاہ ہوتا ہوں۔ پھر وہ میرے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت معروفؒ فرماتے ہیں کہ اس کی ان باتوں نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ کے ساتھ مزید کیا کچھ گزرا اور ہمارے درمیان جدائی کے اس عرصے میں کیا بیتا؟ کچھ بتا دیجئے۔ اس نے کہا کہ دور کی بات! میں چاہتا تھا لیکن وہ مجھ سے چھپاتے تھے۔ لیکن آپ اور میرے درمیان پائی جانے والی گفتگو میں کوئی نئی بات نہیں کہی جس سے میرے زینے میں کمی آ گئی ہو (یعنی ہماری طریقت میں ہم آہنگی موجود تھی) میں نے پوچھا اس نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اس نے مجھے تیس دن بھوکا رکھا۔ پھر میں ایک بستی میں ککڑی والے کسی کھیت میں چلا آیا۔ جہاں ککڑی کے پودوں اور پھلوں کی بھرمار تھی یہیں بیٹھا اور خوب کھاتا رہا۔ اتنے میں کھیتی کے مالک نے دیکھا۔ اس نے مجھے زدوکوب کیا۔ میری پشت پر اور پیٹ دونوں پر مارا اور کہا اے چور! آج تک میری فصل کو کسی نے خراب نہیں کیا لیکن آج تم نے۔ میں دیر سے دیکھ رہا تھا کہ یہ کون ہوگا؟ لیکن پتہ چلا کہ تم ہی میری ککڑی برباد کر رہے تھے۔ وہ میری پٹائی کر رہے تھے کہ اتنے میں فارس کی طرف سے ایک شخص دوڑتا ہوا اس کی طرف آیا۔ جو بڑے غصے میں تھا اور کہا کہ تم خدا کے اولیاء میں سے ایک ولی پر تشدد اور چڑھائی کر رہے ہو۔ تو مالک نے کہا اے چور! پھر کھیتی کا مالک میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا۔ اس نے میری عزت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ پھر اس نے مجھے کھائی ہوئی ککڑی اور نقصان معاف کر دیا۔ اور ساری کھیتی حضرت شیخ معروف کے اصحاب یعنی فقراء کے لئے وقف

Marfat.com

کردی۔ میں نے اس مالک سے کہا کہ یہ معروف کون ہے؟ اس کا تعارف کرائیں تو اس نے مجھے آپ کے تمام اوصاف بیان کئے۔ جنہیں میں نے آپ کے اندر مشاہدہ کیا تھا۔ حضرت شیخ معروف ابھی کچھ کہنے والے تھے اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔ وہ اسی کھیتی کا مالک تھا۔ اور وہ بھی ہمارے پاس آ گیا اور وہ مالا مال ہو کر آیا تھا۔ اس نے اپنی ساری پونجی نکالی اور فقراء پر خرچ کر دی پھر وہ اور وہ نوجوان ایک سال تک ساتھی بنے رہے۔ اور ہم حج کے لئے روانہ ہو گئے پھر وہ دونوں زبدہ کے مقام پر فوت ہو گئے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ یہ دونوں مکہ مکرمہ میں انتقال کر گئے۔ اور لمعلاۃ، زبدہ جو مدینہ کے قریب کوئی جگہ ہے جہاں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا آستانہ بھی پایا جاتا ہے وہیں مدفون ہوئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ بعض اصحابِ معروف نے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے ایک دن عجب المنظر آدمی کو دیکھا۔ اس کے ساتھ کوئی دوسرا آدمی بھی نہیں تھا۔ میں چلتے چلتے اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ میں نے سلام کیا تو سلام کا جواب ملا۔ میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کیا تم نے ایسا آدمی دیکھا ہے جسے پتہ نہیں کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا ہاں ان میں سے ایک میں ہوں۔ کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ تو وہ بولا مکہ۔ میں نے کہا تم مکہ کی طرف جا رہے ہو اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا ہاں! وہ اس لئے ہے کہ میں نے بہت دفعہ مکہ جانے کا ارادہ کیا لیکن اس نے مجھے طرطوس (شام کے ساحل پر مشہور بندرگاہ ہے) پہنچا دیا۔ بہت دفعہ میں نے طرطوس کا ارادہ کیا تو مجھے مکہ پہنچا دیا۔ بہت دفعہ میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو اس نے مجھے عبادان پہنچا دیا۔ میں نے پوچھا۔ پھر تم کیسے کھاتے پیتے ہو؟ اور کہاں ہے؟ تو اس نے کہا۔ بس چاہے تو مجھے بھوکا رکھتا ہے، چاہے تو مجھے خوب کھلاتا ہے۔ کبھی میں جی بھر کے کھاتا ہوں اور کبھی کھانا ملتا ہی نہیں۔ کبھی وہ میری خاطر کرتا ہے کبھی نہیں اور خوار ہوتا ہوں۔ کبھی وہ میری سنتا ہے اور کبھی نہیں۔ کبھی تو وہ کہتا ہے اے چور آدمی! تم سے بڑھ کر دنیا میں کسی شریر کو نہیں دیکھا۔ اور کبھی کہتا ہے کہ تم سے بڑھ کر روئے زمین میں کسی زاہد کو اور تم جیسے انسان کو نہیں دیکھا۔ کبھی وہ مجھے بہترین بستروں میں سلا دیتا ہے۔ اور کبھی مجھے دھتکارتے میری بے عزتی کرتا ہے اور مجھے تابوت میں سلا دیتا ہے۔ میں نے کہا اللہ معاف کرے وہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا! اللہ جل شانہٗ ہے۔ اس نے مجھے ایسے سمندر میں ڈالا ہے جس کا کوئی ساحل ہی نہیں، اور وہ

Marfat.com

ایسا رویا کہ نڈھال ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس پر مجھے ترس آیا میں بھی اس کے ساتھ رونے لگا۔ پھر میں نے ایک چیخ سنی جو ہر طرف پھیل گئی اور وہاں کوئی غم خوار پیدا نہ ہوا۔ میں نے اس سے کہا اللہ رحم کرے تم پر! سنو اور بھی رو رہے ہیں۔ اس نے کہا ہاں یار۔ یہ میرا ایک جن ساتھی ہے جو افران نام رکھتا ہے۔ جب میں روتا ہوں تو یہ بھی روتا ہے۔ حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جب وہ چلا گیا اس دن سے میں حیران ہوں اور میں اپنے تئیں کمزور پاتا ہوں۔ پھر جب مجھ سے اس کی ملاقات ہوگئی تو میں نے اس سے کہا۔ اس واقعہ کا راز کیا ہے؟ تو وہ ڈر گیا اور کہا اے چور! تم میرے اور میرے آقا کے درمیان حائل ہونا چاہتے ہو۔ نہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ خدا کی قسم! یہ بات اس کے سوا کسی کو بتاؤں گا نہیں۔ یہ کہہ کر وہ (رجال الغیب) غائب ہوگیا۔ (241)

حُبِّ امام الاولیاء علی علیہ السلام

تمام اہلِ سلوک و تصوف اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت مولائے متقیان امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تمام اتقیاء، اولیاء کا امام اور سید الفقراء ہیں۔ آپ کو نفسِ رسول کا وصی، علمِ رسول کا وارث اور محافظ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مذہب صوفیہ کے تمام بزرگان سلف نے مولائے متقیان علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ کو امام اور پیشوائے طریقت تسلیم کیا ہے اور جن معروف اولیاء کرام اور صلحاء عظام، پیشوایانِ اہلِ تصوف نے شانِ علیؑ اور اس کے بلند فضل و مقام کی تفصیلات دی ہیں اور ان کی امامتِ حقیقی و مجازی کو تسلیم کیا ہے۔ ان میں سے حضرت معروف کرخی، شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی، امام تصوف حضرت جنید بغدادی، شمس السالکین علاؤالدولہ سمنانی، حضرت داتا گنج بخش، فخر الاولیاء حضرت احمد غزالی، حضرت شیخ نجم الدین رازی، حضرت شیخ سعدی شیرازی، حضرت امام ابو حامد غزالی، حضرت شیخ سعدی شیرازی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ، حضرت شیخ عطار، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت شاہ نعمت اللہ ولی، حضرت شاہِ ہمدان میر سید علی ہمدانی، غوث المتاخرین شاہ سید محمد نور بخش، حضرت فخر السالکین جعفر بدخشی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین وغیرہ ہیں۔ ان بزرگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں طریقت کے پیشوا ہونے، اہل صوفیہ کا رہنما، امام الاولیاء اور منبعِ علومِ نبوت ہونے پر کلام کیا

Marfat.com

ہے۔اور روشن دلائل دی ہیں۔

حضرت معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ نے بھی علی علیہ السلام کی فضیلت پر روشن بیانات اور عقیدت کا اظہار فرمایا ہے۔ جو مسلک صوفیہ کے عقائد کے اصولوں پر مبنی ہے۔ ذیل میں ان مطالب کا اظہار ہورہا ہے۔

علامہ ابن الجوزی نے مناقب معروف واخبارہٗ کے اندر بعنوان الباب الحادی العشر ون من فنون اخبارہ میں بیان کیا ہے۔ شیخ معروف کرخی کے بھتیجے یعقوب کا بیان ہے۔ آپ کے احباب حضرت معروفؒ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ احباب میں سے بعض نے آپ سے کہا کہ بشر بن حارث بھی آپ کا بھائی بننے کی خواہش رکھتا ہے۔ بشر بن حارث آپ سے اکثر ملتا رہتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کو اس لئے پسند نہیں کرتا کہ اس بارے میں صدقہ کا معاملہ پیش نہ آئے کیونکہ وہ مقبروں پر صدقہ دیا کرتا ہے۔ اس لئے آپ اُن کو چاہتے تھے۔ کہیں آپ انہیں غرض مند نہ سمجھیں۔ اگرچہ بشر آپ سے ملتا رہتا ہے اس لئے کہ آپ ان کا قبلہ ہیں۔ آپ کے ساتھ اس کی عقیدت ہے۔ وہ آپ کے مقام کو جانتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت شیخ معروفؒ نے ان دونوں سے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر میں کسی سے اللہ کے لئے محبت رکھتا ہوں تو میں یہ نہیں چاہتا کہ کسی بھی دن یا رات کو اس سے جدا رہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے اپنے تمام اعمال اور نوافل میں شامل رکھوں۔ اگر خدا تعالیٰ میرے حصہ میں جنت مقرر کر دے تو میں پسند نہیں کروں گا کہ میں اپنے دوست سے پہلے اس میں داخل ہوں۔ کیونکہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔ اور فرمایا (آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے)

ومن احبّ للّٰه اَبْغَضَ للّٰه فقد استکمل الایمان . (242)

جس نے کسی کے ساتھ خدا کے لئے محبت کی اور خدا کے لئے بغض رکھا تو بے شک اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔

یقیناً میں اُس سے تم دونوں کے خطہ کے مطابق مودت رکھتا ہوں۔ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا بھائی بنایا۔ اور ان کو اپنے تمام معاملاتِ دینی و دنیوی میں ہمدوش رکھا۔ اور ان کو علم کے کمالات منتقل فرمائے۔ اور ایسی چیزوں سے فیضیاب کر دیا جن سے حضرت جبرائیل علیہ السلام فیضیاب ہو چکے تھے۔ جیسے

Marfat.com

دعا، ذکر، خلوت، اور میں اس کو اللہ کے لئے وصی بناتا ہوں اور خدا کے امر سے عہدہ برا ہوتا ہوں۔ تم جان لو! یقیناً وہ علم جس پر عالم عامل بن جاتا ہے اس کی مومنین کے دل میں محبت ڈال دیتا ہے۔ اور جب کوئی دوست اللہ ہی کے لئے دوستی کرتا ہے تو اس پر اپنے محبوب کے لئے دعا واجب ہو جاتی ہے۔ اور اس کے لئے جو کچھ اس کے ہاتھ آتا ہے اسے خرچ کرنا بھی پڑتا ہے۔ اور اپنی سب محبوب چیزوں میں اسے حصہ دار بنانا ہوتا ہے۔ یقیناً بندہ جب اپنے دل کی گہرائیوں سے خدا کے لئے محبت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر و باطن سب کی اصلاح فرماتا ہے۔ اور بعض کے لئے شفاعت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ حضرت معروف فرماتے ہیں اُن کی نجات کے لئے ان کی یہ حالت کافی سمجھتا ہوں اور اللہ کے اس احسان پر شکر کرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ یقیناً ان کو معلوم ہو گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی احسان ہے۔ اگر وہ اپنے اُخروی اعمال میں نمائش رکھتے ہیں اور کسی بندے کا ارادہ رکھتے ہیں تا کہ وہ خوش ہو جائے اور اچھے اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ تو جب کبھی موت واقع ہوگی تو ان کو حسرت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا کہ ہم نے صحت اعمال کا موقع ضائع کر دیا۔ بس ان حالات میں اللہ تعالیٰ کرم فرمائے کہ ان کے دل میں محبت خالص ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت نکل جاتی ہے۔ (243)

آزاد رو ہوں اور میرا مسلک ہے صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

بہر حال اس طویل بیان میں جو کلام حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ نہایت قابل قدر اور قابل توجہ باتیں ہیں۔ نیز حقائق افشا مندرجات ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنے کمالات کا خصوصیت سے حصہ دار بنایا جو اس بات کے لائق اور قابل تھے۔

1۔ دعا، ذکر، خلوت جیسے طریقت کے اعمال سکھائے یعنی اپنا مرید بنایا۔
2۔ جس طرح اخی فی اللہ بناتے تھے ویسا ہی اپنا حقیقی وصی بھی بنایا اور دوستی کی۔
3۔ جو چیز اپنے لئے چاہتے تھے علیؑ کے لئے بھی خواہش کی اور اپنا داماد بنایا۔
4۔ تمام دینی و دنیوی معاملات میں شریک رکھا۔ اپنا مددگار قرار دیا۔
5۔ تمام علومِ نبوت و رسالت سے فیضیاب کیا اور علم و حکمت کا دروازہ بتایا۔

Marfat.com

6۔ ایسی چیزیں بھی دی گئیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو عطا کیں۔

7۔ جو دعا، ذکر، خلوت اور عطائے فیض وغیرہ سے معنون ہیں اور طریقت کا خلیفہ مجاز ٹھہرا دیا۔

اب خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے لئے بلا واسطہ ایسے فیوض و برکات اور بذل وعطا کا حصہ دار ٹھہراتے ہیں تو بھلا ان کی عالی شان، علم وعرفان اور فضیلت کی گرانی پر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ اور اس بیان سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ انبیاء و اولیاء اپنی خلافت و وصایت کے سلسلے میں امر الٰہی کے پابند ہیں۔

گر نہ بینی شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

یاد رہے کہ حضرت علامہ عبدالرحمان بن علی بن الجوزی اپنی کتاب مناقب میں حضرت علی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کا التزام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عبداللہ الجبوری نے بھی اس بات کا خیال رکھا ہے اور صوفیانہ رابطے کو مشروع قرار دیا ہے۔ بیان میں حضرت شیخ معروفؒ کے خیالات کے اظہار کی یوں تکمیل ہوتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں بھی بشر بن حارث کو اپنی اخوت میں شامل کرتا ہوں اور ان کو بھی اپنا خلیفہ بناتا ہوں۔ یعنی ان کو روحانی رابطے میں مکمل شامل کرتا ہوں۔ اور ہر اُس چیز کا حصہ دار بناتا ہوں جن کو میں پسند کرتا ہوں۔ خیال رہے کہ حضرت بشر بن حارث کو اپنا دوست بنانے کے علاوہ اپنا وصی بنانے کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس سے حضرت شیخ معروف کا مطلب تلقینِ ذکر میں مجاز قرار دینا ہے نہ کہ خلافت میں۔ آپ کا روحانی خلیفہ اور سالکین کی تربیت وارشاد میں قائم مقام مرشد حضرت شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ تھے جس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ سلسلۃ الذہب میں یہی روحانی ترتیب موجود ہے جو کتابوں میں مرقوم ہے، جن سے اہلِ تصوف اور علماء کرام خوب آگاہ ہیں۔

معروفؒ کے خواب

اس عنوان کے ذیل میں ہم حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز کے ان خوابوں کو مخصوص اور مناسب عنوانات کے ساتھ درج کرتے ہیں کیونکہ رویائے صادقہ دراصل انبیاء کے خصوصیات میں سے ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ صالح خواب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا

Marfat.com

چالیسواں حصہ قرار دیا ہے۔

حضرت شیخ معروفؒ کی کرامتوں اور فضیلتوں میں آپ کے افعال، اخلاق، اعمال، دعوات اور خوابوں کی تعبیرات بھی شامل ہیں۔ یہ خواب دلچسپ ہونے کے علاوہ دلنشین اور سبق آموز بھی ہیں۔ اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے خواب دراصل کشف والہام اور القاء کے ذیل میں آتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کی تعبیر وغیرہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ بلکہ ان کے خواب ان کے لئے حکم ربّی سے کچھ کم درجہ نہیں رکھتے۔

شرابی بخشا گیا: حسن بن علو یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک نوجوان رہتا تھا۔ وہ کوئی شرابی تھا۔ حضرت معروف علیہ الرحمہ کو تنگ کرتا اور ان سے بدزبانی بھی کرتا تھا۔ آپ اس کے پاس جا کر اسے سمجھاتے تھے۔ بچے! تم اپنے خوبصورت چہرے کو دوزخ کی آگ سے بچالو! لیکن یہ شخص اپنی فحش حرکات میں بہت بڑھا ہوا رہتا تھا۔ ایک دفعہ اس کے بعض ساتھیوں نے اطلاع دی کہ حضرت! وہ لڑکا تو شراب کی لت میں مر گیا ہے۔ یہ سن کر آپ بہت غمگین ہو گئے۔ اور فرمایا

اللّٰھم اغفرلهٗ . اے اللہ! اسے بخش دے۔

اسی رات حضرت شیخ معروفؒ نے اس کو خواب میں دیکھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے بخش دیا۔ آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ اس نے کہا اس شعر کی وجہ سے جس کے لئے میں نے اپنی وصیت میں کہا تھا کہ میرے مرنے کے بعد میرے سنگِ مزار پر لکھ دینا۔ جب حضرت شیخ معروفؒ نیند سے بیدار ہوئے اور اس کی قبر پر تشریف لے گئے تو دیکھا وہی شعر اس کے سنگِ مزار پر لکھا ہوا پایا۔ اور وہ شعر یہ تھا۔

حسن ظنی بک یا رحمان جرانی علیکا
فارحم اللّٰھم عبداً صار رھنا فی یدیکا

☆ اے رحمان! (میرا ربّ) تجھ پر میرا حسن ظن ہے میں تجھے اپنا ضامن سمجھتا ہوں۔ تو مجھ پر رحم فرما۔ کیونکہ یہ بندہ تیرے ہاتھوں میں رہن ہو چکا ہے۔

یقیناً اس نوجوان کو آپ کی دعا کے طفیل بخشش عنایت ہوئی لیکن حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سبب کی خوب تاویل کی۔ (245)

Marfat.com

اشاعتِ دین کی عظمت: منقول ہے کہ ابن شجاع شیخ معروف کے بعض اصحاب سے بیان کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ شیخ ابو یوسف کوفی اپنی کسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ حضرت شیخ معروف" راوی سے کہتے ہیں۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ تم ان کے گھر پر جاؤ۔ اور جب اُن کی روح قبض ہو جائے تو مجھے آکر اطلاع دینا۔ تو میں گھر چلا آیا۔ جب شیخ ابو یوسف کوفی کی روح اپنے خالق حقیقی سے جاملی تو ان کا جنازہ باب دار رقیق سے باہر نکالا گیا۔ تو راوی کہتا ہے مجھے یاد آیا کہ ابھی مجھے حضرت شیخ معروف کو اطلاع دینی ہے تو میں لوگوں کے ساتھ نمازہ جنازہ میں شامل ہوا۔ جنازہ پڑھ کر شیخ معروف کو ابو یوسف کے ارتحال کی خبر دی۔ اس پر آپ بہت متاثر ہوئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ حضرت! کیا آپ کو ان کا جنازہ نہ پانے پر افسوس ہوا؟ آپ نے فرمایا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں وہاں ایک محل تیار کیا گیا ہے۔ اور اسے خوب عالی شان بنایا گیا ہے۔ اس پر چونا یعنی رنگ وروغن کرنے کے بعد اس کے دروازے اور روزن بند کر دیئے ہیں اور کسی کے نام مختص بھی ہو چکا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کے لئے تیار ہوا ہے؟ جنت کے دربانوں نے جواب دیا کہ یہ ابو یوسف کوفی کے لئے ہے۔ میں نے سوال کیا کہ کیوں؟ انہوں نے جواب میں کہا اس لیے کہ وہ لوگوں کی تعلیم میں شفقت رکھتا تھا اور دین کی اشاعت کرتا تھا۔ (246)

آپ کے اصحاب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ ہشیم کے لئے یہ دعائیہ کلمات فرما رہے تھے۔ جزاك الله عن امّتی خیراً۔ ابن حشام نے شیخ سے استبصار کیا۔ حضرت! کیا آپ نے اسے دیکھا ہے۔ شیخ نے فرمایا ہاں۔ ہشیم کے بارے میں جو تم خیال رکھتے ہو وہ اس سے بہت بہتر ہے۔ یہ تکرار کرنے کے بعد فرمایا رضی اللہ عن ہشیم فرمایا۔ (اللہ تعالیٰ ہشیم سے خوش ہو جائے) اور دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیہ کلمات میں جزاك الله هشیماً عن امّتی خیراً. (اللہ تعالیٰ ہشیم کو میری امت کی بہترین جزا عطا فرمائے) کے الفاظ موجود ہیں۔ (247)

ہشیم ایک مشہور محدث اور فقیہہ ہو گزرے ہیں جن کا تفصیلی نام یہ ہشیم بن بشیر بن ابی الخاذم السلمی ہے اور جو سن ایک سو تراسی ہجری (۱۸۳ھ) میں فوت ہوئے ہیں۔ اُن کا شمار مشہور رجال حدیث میں ہوتا ہے۔ (248)

علیہ السلام

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت: مندرجہ بالا روایات کے علاوہ بھی بعض روایات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کا تذکرہ ملتا ہے۔ یوں تو اولیاء کرام، صلحاء عظام ہر وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمسے خواب میں ملتے ہی رہتے ہیں۔ حضرت معروف کرخی قدس سرہ کی تو شان اور بھی اس بات کی مظہر ہے۔ لیکن روایات میں اس کی تفصیلات زیادہ اس لئے نہیں کہ یہ تو حقی اور قلبی باتیں ہیں۔ اولیاء کرام ایسی باتوں کو پوشیدہ رکھنے میں عافیت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ بعض دفعہ ایسی روایتوں سے کئی فتنے برپا ہو جاتے ہیں اور مختلف قسم کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اولیاء کرام ہر وقت دین کی عافیت کا خیال رکھتے ہیں۔ (249)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت: سسر بن بسار سے مروی ہے۔ کہ میں نے حضرت شیخ معروفؒ کے بارے میں ابی جعفر السما سے سنا ہے۔ بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بشر بن حارثؒ اور حضرت معروف کرخیؒ ساتھ ہی سو رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ دونوں کہاں سے آرہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم جنت الفردوس سے آرہے ہیں اور ہم نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے ملاقات کی۔ گویا ہم ان کی زیارت کر کے آرہے ہیں۔ (250)

ارض وسماء کا معروف: محمد بن وراق بیان کرتے ہیں کہ شام کی جانب سے ایک شخص آیا اور حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ کو سلام کیا اور کہا کہ میں نے یقیناً یہ خواب دیکھا کہ مجھے کہا جا رہا ہے تم جاؤ اور معروف کو سلام کرو۔ یقیناً وہ جس طرح زمین میں معروف ہیں وہ آسمان میں بھی معروف ہیں۔

جنت کے وسط میں: علی ابن الموفق کہتے ہیں۔ کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہو رہا ہوں۔ وہاں تین آدمیوں کو دیکھا۔ ایک آدمی درخواست کر رہا ہے اور اسے دو موکل فرشتے کھلا پلا رہے ہیں اور دوسرا جنت کے دروازے پر کھڑا دیکھ رہا ہے اور ایک قوم کا انتظار کر رہا ہے اور تیسرا جنت کے عین وسط میں کھڑا ہے اور اس کی نگاہیں عرش کی طرف مرکوز ہیں اور اپنے ربّ کو دیکھ رہا ہے۔ کہتے ہیں میں اپنے ربّ کے ہاں آتا ہوں اور میں استبصار کر رہا ہوں کہ یہ لوگ کون کون ہیں؟ فرمایا کہ پہلا آدمی بشر بن حارث الحافیؒ ہیں۔ انہوں نے دنیا سے بھوک پیاس کے عالم میں کوچ کیا۔ دوسرا آدمی جو جنت کے دروازے پر کھڑا ہے وہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ ہیں اور تیسرا آدمی جو جنت کے عین وسط میں کھڑے عرش کا نظارہ کر رہے ہیں، وہ حضرت شیخ معروف کرخی علیہ علیہ نے آرخدا کی محبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے آپ کو ربّ العرش کی طرف سے عطائے نظارگی

Marfat.com

ہو رہی ہے یعنی آپ عرشِ عظیم کی سیر کر رہے ہیں۔(251)

مرضِ معروف کرخیؒ

جیسا کہ کتاب کے شروع میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت شیخ معروف حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے دربان تھے۔ آپ مرتے دم تک امام علیہ السلام کی دربانی کرتے رہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اچانک ایک بڑا ہجوم امام سے ملنے آیا۔ ان کی بدتمیزی اور ہڑبونگ میں آپ کچلے گئے جس سے آپ کی پسلی ٹوٹ گئی۔ پھر آپ شدید بیمار ہو گئے۔ (252)

بیماری کی شدت سے آپ بار بار کراہتے اور اسی مرض میں آپ کا انتقال ہوا۔ گویا یہ صدمہ آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ لیکن ابن الجوزی اس واقعۂ اژدہام کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ حکایت درست نہیں۔ شیخ ابوالفضلؒ نے فرمایا ہے کہ یہ بات اہل نقل کے ہاں معروف نہیں ہے، کیونکہ معروفؒ تو ہمیشہ مسجد میں گوشہ نشینی میں رہتے تھے۔(253)

حضرت میر سید محمد نور بخشؒ لکھتے ہیں کہ چونکہ شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ امام علی رضا علیہ السلام کے گھر پر پردہ کرتے تھے کیونکہ وہ دربان تھے۔ ایک دن شیعہ لوگوں نے ان کے مکان پر اژدھام کیا اور ان کے دانت توڑ ڈالے یہی ان کی وفات کا سبب بن گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (254)

وصیتِ معروفؒ

حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز کی علالت کے دوران ان کی تیمارداری میں مصروف تھا کہ آپ کی حالت اچانک بگڑ گئی اور اس حالت کو دیکھ کر میں نے عرض کی حضرت! آپ کچھ وصیت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا! میری وصیت یہ ہے کہ میں انتقال کر جاؤں تو مجھے برہنہ دفن کر لینا اور میرے کفن کو مسکینوں پر صدقہ کر دینا۔ کیونکہ میں اس دنیا میں برہنہ ہی آیا تھا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اسی حالت میں واپس بھی چلا جاؤں۔(255)

ارتحالِ معروفؒ

جیسا کہ سابقہ سطور میں ذکر ہوا کہ حضرت شیخ معروف کرخی حضرت امام علی رضا علیہ السلام

Marfat.com

کی دربانی کر رہے تھے۔ بغداد کے شہروں سے لوگوں کا ایک ازدحام دربارِ امام میں حاضر ہوا اور انہوں نے حضرت شیخ معروفؒ سے بدتمیزی کی اور آپ پر حملہ بول دیا۔ مجمع کے ہجوم سے لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور حضرت شیخ ان کے اس بلوہ کا شکار ہو گئے۔ آپ بری طرح کچلے گئے۔ اور آپ کی پسلی میں سخت چوٹ آئی اور ٹوٹ گئی۔ جس بناء پر آپ نہ صرف بیمار ہوئے بلکہ اس صدمے کو تاب نہ لاتے ہوئے انتقال کر گئے۔ کہتے ہیں یہ صدمہ آپ کو شیعوں سے پہنچا تھا۔ ان کی رحلت پر سوگ منایا گیا اور بغداد کا بازار بند ہوا۔ اور باب الدیر میں آپ کی تدفین ہوئی جو کہ کرخ بغداد کے مغرب میں ہے۔ آپ کا مزارِ مبارک قبر معروف کرخیؒ کے نام سے مشہور و معروف ہے اور آج تک مرجعِ خلائق بنا ہوا ہے۔

قالو انّا للّٰه و انّا الیه راجعون.

انہوں نے کہا کہ ہم سب یقیناً اللہ کے لئے ہیں اور بے شک ہم سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (256)

قاضی نور اللہ شوستری نے شیخ عطار کے تذکرۃ الاولیاء سے لکھا ہے کہ:

شیعه بروز امام علی رضاؑ غلو کردند و پهلوئے معروف شکسته شده بیمار گروید و مرد (مجالس المومنین)

ایک دن بلوائیوں نے امام علی رضاؑ کی درگاہ پر بلوہ کیا جس پر حضرت معروف کی پسلیاں ٹوٹ گئیں وہ سخت بیمار ہو کر شہید ہو گئے۔

شوستری خود اس روایت کو قابل اعتبار نہیں سمجھتا اس لیے ذاتی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بڑی دھواں دار قدغن لگائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ شہید راہ وفا تھے

تاریخِ وفات

علمائے تاریخ وسیر کے ہاں حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز کی تاریخ وفات کے بارے میں اختلافاتِ کثیرہ پائے جاتے ہیں۔ علامہ نور اللہ شوستری نے ۲۶۱ ہجری اور ۲۳۴ ہجری بتایا ہے۔ (257)

عبدالرحمان جامی نے ۲۰۰ ہجری کو یومِ وفات قرار دیا ہے۔ (258)

Marfat.com

جبکہ ابن اثیر نے اپنی تحقیق میں ۲۰۰ ہجری، اور ابن خلقان نے ۲۰۰ ہجری، ۲۰۱ ہجری اور ۲۰۴ ہجری لکھا ہے۔(259)

لیکن علامہ جوزی نے لکھا ہے۔ کہ یحییٰ ابو طالب کہتے ہیں کہ شیخ معروف کرخی نے ۲۰۴ ہجری میں انتقال کیا تھا۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں صحیح روایت یہ ہے کہ آپ ۲۰۰ ہجری میں وفات پا گئے تھے۔(260)

شیروانی نے شیخ معروف کی سنِ وفات ۲۰۰ ہجری بتایا ہے، مولوی محمد شفیع نے بھی اسی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ جبکہ حضرت میر سید محمد نور بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ کی سن وفات ۲۳۴ ہجری ہے۔(261)

معروف شیعی مورخ عباس قمی نے جناب شیخ معروف کرخی کی تاریخ وفات ۲۰۱ ہجری بتائی ہے۔(262)

اب ہم ان تمام منتشر خیالات کا تھوڑا سا منطقی جائزہ لیتے ہیں۔ جملہ مورخین کے نزدیک ۲۰۰ ہجری، ۲۰۱ ہجری اور ۲۰۴ سب کے ساتھ حقیقت حال کے مطابق معلوم اس لئے نہیں ہوتا کہ اُن تمام بزرگان محققین کے ہاں قابل قبول بات یہ ہے کہ حضرت معروف کرخی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے خلیفہ ارشاد اور صاحب مجاز پیر طریقت ہیں۔ اور امام علی رضا علیہ السلام کا سن وفات ۲۰۳ ہجری ہونا بھی یقینی ہے۔ تو حضرت امام رضاؑ سے پہلے معروف کرخی کی وفات ہونا لازم آتا ہے جو مناسبِ حال معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے قولِ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد جناب معروف کرخی ۵۸ سال زندہ نہ رہے ہوں تو کم از کم ۳۱ سال ضرور زندہ رہے ہیں۔

نور اللہ شوستری کے مطابق اوّل الذکر ۲۶۱ ہجری کی سن وفات کو لے لیں تو آپ کا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بعد ۵۸ سال زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر ثانی الذکر سن ۲۳۴ ہجری کو قبول کرنے کی صورت میں معروف کرخی کا امام علی رضا علیہ السلام کے بعد کم از کم ۳۱ سال زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے۔ شوستری کے دو بیانوں میں قولِ راجح وہی ہے جس کی تائید و تصدیق حضرت میر سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ کی تحریر سے ہوتی ہے۔ آپ نے شیخ کی سن وفات ۲۳۴ ہجری رقم فرمائی ہے۔(263)

کیونکہ ۲۵۱ ہجری میں فتنہ بغداد رونما ہوا۔ جبکہ اس فتنے کے واقع ہونے سے پہلے لوگ

Marfat.com

معروفؒ کے آستانے پر جاتے تھے اور اس فتنہ کے دوران بھی۔ اس لئے شوستری کا پہلا قول درست نہیں۔

عبداللہ الجبوری کے مطابق حضرت معروف کی پیدائش تقریباً ۱۲۰ھ کو ہوئی تو اس سن کے حساب سے تاریخ وفات ۲۰۰ ہجری کو ماننے کی صورت میں اسی سال اور ۲۳۴ ہجری کو ماننے کی صورت میں ایک سو چودہ سال کی عمر پانے کا اظہار ہوتا ہے لیکن ان دونوں صورتوں میں چونتیس سال کا فرق آنا پریشان کن ہے اس لیے ان کی یہ سن پیدائش دراصل قابل تحقیق ہے۔

جنازے پر تنازعہ

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں ایک عجیب صورت حال رونما ہوگئی۔ ایسا آج تک دنیا میں نہیں ہوا۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ کے انتقالِ پُر ملال کے بعد ہر مذہب والے اپنے اپنے طریقہ پر آپ کا جنازہ اٹھانے کے لئے لڑنے لگے۔ آپ کے ایک خادم نے کہا کہ آپ کی وصیت ہے کہ جس مذہب کے لوگ زمین سے میرا جنازہ اٹھالیں۔ وہی اپنے طریقہ پر مجھے دفن کردیں۔ تمام مذاہب کے لوگوں نے باری باری آپ کا جنازہ اٹھانا چاہا مگر نہ اٹھا سکے۔ جب اہلِ اسلام کی باری آئی تو جنازے کو اٹھایا جاسکا اور انہوں نے اپنے طریقہ پر دفن کیا۔(264)

جس سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ معروفؒ کے جنازے میں یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور مسلمانوں میں تنازعہ ہوگیا تھا۔ ہر مذہب کے لوگ کہنے لگے کہ وہ ان کے جنازے کو اٹھائیں گے اور اپنے طریقہ پر دفن کریں گے۔ کیونکہ ہر ایک کو دعویٰ تھا کہ وہ ان کے دین پر انتقال ہوئے ہیں۔ لیکن اس سنگین اختلاف کے واقع ہونے کے بارے میں آپ پہلے ہی اطلاع دے چکے تھے اور اس بارے میں وصیت کر چکے تھے کہ جب میرے جنازے کے اوپر نزاع کھڑا ہو اور لوگوں میں اختلاف پایا جائے تو میری وصیت یہ ہے جس پر عمل کرے جس کا اعلان ایک خادم نے یوں کیا کہ حضرت شیخ معروف کرخی کا فرمان ہے کہ میرے بعد میرے بارے میں لوگ اختلاف کریں گے۔ میں اسی قوم کے ساتھ ہوں کہ جو میری لاش کو اُٹھا سکیں۔ اس اعلان کے بعد پہلے مجوسیوں نے، پھر عیسائیوں نے، پھر یہودیوں نے جنازہ کو اُٹھانے کی کوشش کی، لیکن سب ناکام

Marfat.com

ہوئے۔آخر میں مسلمانوں نے حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی نعش کو اٹھالیا۔اور نماز جنازہ پڑھ کر بغداد کے مشہور قبرستان شونیزیہ میں سپردِ خاک کر دیا۔(265)

نمازِ جنازہ

ابوالحسین المناوی بیان کرتے ہیں۔کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے۔کہ ہم ۲۰۰ ہجری کو ابوالنضر کے پاس بیٹھے تھے۔ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اعظم الله اجرك في اخيك معروف تم سب معروف کے لئے اٹھو۔اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔اس بات کو ہم نے واقعی عظیم سمجھا اور سب کھڑے ہوگئے۔اور جنازہ پڑھنے کیلئے چلے گئے۔کہتے ہیں اُس روز حضرت شیخ معروف قدس سرہ العزیز کے جنازے میں سوالاکھ افراد نے شرکت کی۔اس کے بعد آج تک کسی کے جنازے میں اتنے لوگ جمع نہیں ہوئے اور آپ کے جنازے میں ایک عیسائی راہب نے شرکت کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔اس نے کہا اگر تم میں سے بھی کوئی معروف جیسا عمل اختیار کرلے تو تم بھی ان جیسے ہوسکتے ہو۔(266)

اس دور کے مطابق اتنی تعداد میں کثیر لوگوں کی شرکت بہت بڑی بات تھی اور یہ بات کہ آپ کے سوگ میں تمام ادیان کے لوگ موجود تھے۔جن میں عیسائی، یہودی، مجوسی اور مسلمان وغیرہ شامل ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ معروف رحمۃ اللہ علیہ کی قدر و منزلت اپنے تو اپنے غیروں کی نظروں میں بھی عالی شان تھی۔یعنی تمام انسان آپ کا برابر احترام کرتے تھے اور آپ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں۔

صوفیاں را پیش رو موضع دہند
کآئینہ جانند و زآئینہ نہند

☆ لوگ صوفیوں کو ہی سامنے جگہ دیتے ہیں۔کیونکہ وہ روح کا آئینہ ہیں اور ظاہری آئینہ سے زیادہ بہتر ہے۔(267)

آستانۂ معروفؒ

روضۂ معروف کے بارے میں جامع شیخ کے عنوان کے ضمن میں کچھ بیان ہو چکا ہے۔ علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے۔کہ آپ کی قبر لوگوں میں مشہور و معروف ہے۔قبر کی ایک جانب آپ

Marfat.com

کے بھائی حسن کا مزار ہے۔اور دوسری جانب آپ کا بھتیجا محمد بن حسن کی مرقد ہے،لیکن بغداد میں آپ کا روضۂ اقدس مرجعِ خلائق بنا ہوا ہے جو کرخ بغداد میں واقع ہے۔یہ جامع الصغیر کے احاطے میں پایا جاتا ہے۔جامع الشیخ المعروف الکرخی کے نام سے مشہور ہے۔آپ کی جامع کی کئی بار مرمت اور تجدید کی گئی ہے۔آستانہ کی قدیم عمارت تو ایک دفعہ جل گئی تھی اور کئی بار اس کی تعمیر وتوسیع کا کام ہوا۔اس جامعہ میں منارہ عباسی پایا جاتا ہے جو ناصر الدین اللہ نے تعمیر کی تھی۔۶۱۲ ہجری سے اب تک یہ تاریخی عمارت اپنی مثال آپ ہے۔جس طرح جامعہ مذکور کی مرمت کئی بار ہونا ثابت ہے۔اس کی آخری بار مرمت کا کام وزیر حسن پاشا جو والیٔ بغداد تھے کے عہد میں ۱۳۱۲ ہجری میں ہوا۔(268)

ڈاکٹر عبداللہ الجبوری کی تحقیق کے مطابق حضرت شیخ معروف کے حسن نامی بھائی کا کہیں ثبوت نہیں ملا۔لیکن آپ کے بھائی عیسیٰ بن الفیر وزان کا نام ملتا ہے۔اس کے علاوہ اُن کا ایک اور بھائی بھی تھا جس کا نام موسیٰ تھا۔ہاں عیسیٰ بن الفیر وزان کو آپ کی قبر کی ایک جانب دفن کیا گیا تھا۔(269)

امام قشیریؒ نے لکھا ہے کہ بغدادیوں کے نزدیک معروف کرخی کی قبر تریاق مجرب ہے اس کی طفیل شفا کی دعا مانگی جاتی ہے۔شیخ عطارؒ فرماتے ہیں۔کہ جس حاجت کے لئے اُن کی قبر پر جاتے ہیں حق تعالیٰ وہ حاجت رَوا کرتا ہے۔اس قبر کا محل وقوع اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ خلفاء کے زمانے کی محدود چند یادگاروں میں سے ہے جو مغربی بغداد میں موجود ہے۔مولوی محمد شفیع نے اپنے مقالے میں لکھا ہے۔کہ پرانا مقبرہ جو اس قبر پر بنایا گیا تھا۔۴۵۹ ہجری میں اتفاقاً جل گیا تو خلیفہ قائم باللہ کے حکم سے اس کو شیخ المشائخ ابو سعید نیشاپوریؒ کے اہتمام سے دوبارہ تعمیر کیا گیا۔اہلِ بغداد اور بغداد میں آنے والے زائرین کا ہجوم ہمیشہ ان کی قبر پر رہا ہے۔ابن جوزی نے لکھا ہے کہ خلیفہ قادر باللہ ۴۲۰/۳۸۱ھ زیارت کے لئے یہاں آیا کرتے تھے۔جب ۴۷۹ ہجری میں ملک شاہ سلجوقی اور اس کا وزیر نظام الملک بغداد آئے تو زیارت کے لئے اس مزار پر آئے۔۵۸۰ ہجری میں ابن جبیر بغداد آیا تو یہاں بھی پہنچا اور لکھتا ہے کہ وہ صالحین میں سے ہیں اور اولیاء اللہ میں مشہور الذکر ہیں۔شیخ سعدیؒ کے زمانہ میں اس قبر کی شہرت اس حد تک تھی کہ وہ فرماتے تھے۔

نبینی کہ در کرخ تربت لبی است
بجز گور معروف معروف نیست

Marfat.com

منگول حملے سے اس مقبرہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ ابن بطوطہ نے ۷۲۸ ہجری میں اور احمد اللہ مستوفی نے حدود ۷۴۰ ہجری میں عربی بغداد کے مشہور مقابر میں اس قبر کا شمار کیا ہے۔ پس اس میں کچھ شک نہیں یہ قبر اس مقام پر واقع ہے جہاں شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو عہد ہارون میں دفن کیا گیا۔ (270)

صید الخاطر کے حوالے سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ کے وصال کو چار سو سال گزرے ہیں کوئی ایسا دن نہیں کہ ان کی قبر پر قرآن خوانی کر کے ایصال ثواب نہ ہوتا ہو۔ اکثر لوگ کم از کم سورۃ الفاتحہ (ایک بار اور سورۃ الاخلاص تین بار) بڑھ کر ان کو ثواب پہنچاتے ہیں۔ بڑے بڑے شہنشاہ وقت آپ کے مزار پر نہایت ذلت وانکساری سے حاضری دیتے ہیں۔ (مقدمہ مناقب)

گویا آپ کے آستانہ مبارک ہر زمانہ میں مرجع خاص وعام بنا ہوا ہے ۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ ے آید جنید و بایزید این جا

برکات مرقدِ معروفؒ

علامہ ابن الجوزی لکھتے ہیں۔ کہ ابا علی الصفار سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ابراہیم الحربی کو سنا ہے وہ کہتے تھے۔ قبر معروف الترياق المجرب. حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ کی قبر ایک آزمودہ تریاق ہے۔ اس خبر کو علامہ جوزی نے مناقب میں، ابن خلکان نے ترجمہ الوزید میں لکھا ہے۔ اس کے علاوہ مرأۃ الجنان، طبقات الحنابلہ، صفوۃ الصفوۃ، الکواکب الدریہ اور مناقب الابرار وغیرہ میں بھی مرقوم ہے۔

زہری بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ شیخ معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار حاجات روائی کے سلسلے میں آزمودہ ہے۔ اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص حضرت شیخ معروفؒ کے روضہ پر جا کر ایک سو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے، اور ثواب بخشے پھر جو چاہے مانگے حاجت پوری ہونا یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل تمام حاجات جس قسم کی ہو پوری فرما دیتے ہیں۔

ابن محاصل بیان کرتے ہیں کہ میں شیخ معروف کے مزار کو ستر سال سے جانتا ہوں۔ جب بھی وہاں کوئی پریشان جاتا ہے تو وہاں سے اس کی پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر کرم فرماتا ہے۔ (271)

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میں بغداد سے حج کے قصد سے نکلا تو راستے میں

Marfat.com

ایک شخص سے ملاقات ہوگئی جس کے چہرے پر عبادات کے آثار تھے۔ مجھ سے پوچھا گیا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا بغداد سے۔ وہاں شر وفساد اُمڈ آتے ہوئے دیکھا تو وہاں سے بھاگ نکلنے کو مناسب سمجھا۔ مجھے ڈر ہوا کہیں میں بھی لوگوں کے ساتھ نہ کچلا جاؤں۔ اس نے کہا تم واپس جاؤ، ڈرومت۔ وہاں چار بڑے اولیاء اللہ کے آستانے موجود ہیں وہاں جا کر دعا کرو۔ وہ تمہارے جملہ آفات سے بچنے کا موجب بن جائے گا۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون کون ہیں؟ انہوں نے کہا۔ احمد بن حنبل، معروف الکرخی، بشر بن حارث اور منصور بن عمار رحمہم اللہ علیہم۔ راوی کہتا ہے کہ میں واپس لوٹا۔ اس سال حج کو موقوف کر دیا۔(272)

اس حکایت کو اس سے پہلے بھی حسبِ ضرورت قلمبند کیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر عبداللہ الجبوری اپنے حاشیہ مناقب المعروف میں لکھا ہے کہ ایسی حکایتیں تو گمراہ کن ہیں۔

مقبروں کی زیارت سے کیسے بلاؤں سے بچ سکتے ہیں؟ اور پھر قبور کی زیارت کیلئے حج کو کیسے موقوف کیا جا سکتا ہے۔(273)

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے مقابر دراصل کوئی حیثیت نہیں رکھتے لیکن جو فیض مل رہا ہے وہ صاحب قبر ولی سے متوقع ہے۔ کیونکہ یہ دنیاوی زندگی میں جس طرح فیض پہنچانے میں پیش پیش تھے مرنے کے بعد بھی اس قابل ہیں۔ لہذا اولیاء اللہ کے آستانے انسانوں کے لئے وسیلۂ نجات وفلاح کا موجب ہیں۔(274)

مذکورۂ بالا حکایت میں جس آدمی کو واپس کیا گیا تھا دراصل اس کے حق میں شاید یہی بہتر تھا اور واپس کرنے والا خدا کا شاید کوئی ولی تھا۔ جو معاملات اور نتائج کا زیادہ بہتر ادراک رکھتا ہے۔ اس حکایت سے یہ قطعاً ظاہر نہیں ہوتا کہ حج سے بڑھ کر زیارتِ قبور کو فضیلت حاصل ہے۔ اسے جو کہا گیا تھا اس کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آسانی سے جو امن وسکون مل سکتا ہے اس کی نسبت مشقت سے ملنے والی عافیت کی طرف کیوں جائے۔ اس لئے اسے آسان راستہ بتا دیا گیا۔ دُعا قبول ہونے والے مقامات کا تذکرہ کرتے ہوئے امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کے پاس دعا قبول نہ ہو تو پھر کہاں ہوگی۔ مزید لکھتے ہیں کہ۔

و عند قبور الاولیاء علیهم السلام جریت استجابة لدعا، عند قبور الصالحین بشروط المعرفته. (275)

اولیا کے قبروں کے پاس دعا مستجاب ہونے میں مجرب ہے لیکن صالحین کے پاس اس کی

Marfat.com

معرفت کے اندازے کے مطابق ایسا ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے اور صالحین اولیاء کرام کی ضریح کے پاس دعا قبول ہونا آزمودہ بات ہے۔ لیکن یہ معرفت ہونے کی شرط پر ممکن ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

قبر امام موسیٰ الکاظم تریاق مجرب لاجابۃ الدّعا. (276)

حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت امام جعفر صادق کا روضہ دعاؤں کی اجابت کے لیے بہت مجرب ہے۔

اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قبر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اور ابن حجر نے خیرات صفات میں ایسی بہت سی روایات درج کردی ہیں۔ بغداد کے تمام اکابر و صلحاء اس پر اتفاق کیے ہوئے ہیں کہ خبر مشہور و معروف ہے کہ ''قبر معروف تریاق مجرب'' ابوالقاسم قشیری جو کہ چوتھی صدی ہجری کے عظیم صوفی اکابرین محدثین میں شمار ہوتے ہیں، رسالہ قشیریہ میں حضرت شیخ معروف علیہ الرحمہ کو یاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت معروف الکرخی رضی اللہ عنہٗ کان من المشائخ الکبار مستجاب الدعوات یستشفی بقبرہٖ یقول البغدادیون قبر معروف تریاق مجرب. (277)

حضرت شیخ معروف الکرخی اللہ ان پر راضی رہے، آپ مشائخِ کبار میں سے تھے، مستجاب الدعوات تھے۔ بغدادیوں میں زبان زدِ عام ہے کہ معروف کی قبر آزمودہ شدہ تریاق ہے۔

یہ روایت علماء، صلحاء اور محدثینِ اسلام کے ہاں بہت مشہور و معروف ہے، اسے علامہ ابن خلقان نے وفیات الاعیان جلد۲ صفحہ ۱۳۴ پر امام ابوبکر بن حذیمہ نے تعریف امام سبکی اور طبقات کبریٰ میں، اور امام ذہبی نے تذکرۂ حفاظ میں لکھا ہے۔ یہ اکابرینِ اسلام شہر طوس میں امام علی ابن موسیٰ رضاؑ کے آستانہ پر بڑی تعظیم، خشوع و خضوع اور تواضع و تضرع بجالاتے تھے۔(278)

یہی روایت ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں نقل کرتے ہیں۔ بہرحال تمام محدثینِ کرام، صلحاء عظام، فقہائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اولیاء کرام انبیاء عظام اور بزرگانِ دین کے آستانے فیوض و برکات اور اللہ سے دعا و حاجات مانگنے کے بہترین اور افضل ترین مقامات ہیں۔ اگرچہ یہ مقام اس بحث کا متحمل نہیں لیکن ضمناً مذکور کردہ شک کو دور کرنے کی سعی کی گئی ہے تاکہ تشریک وتردید اور تکفیر کے ناموزوں خطرات سے بچایا جائے، وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم.

Marfat.com

زیارتِ معروف کرخیؒ

پیوستہ ابواب میں تفصیلات کے ساتھ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز کے روضۂ عالی کی فضیلت و برکت پر علماء اسلام واکابرین دین کا اتفاق ہے۔ایک اور روایت سے ایک بڑے محقق و مصنف، عالم و فاضل، نابغۂ روزگار مؤرخ کا واقعہ یوں ہے جسے بہت سے مؤرخین نے نقل کیا ہے۔علامہ ابن جوزی بہت ساری تواریخ اسلام کے مطالعہ کے بعد لکھتے ہیں۔ کتاب الفتوح الکبیر کے مصنف شیخ سیف کہتے ہیں۔کہ بغداد کے فتنوں کے ایام (شاید ۲۵۱ھ) کی بات ہے۔ہم مصر کی طرف سفر کیا پھر میں واپس آیا ایک بندے کی طرف رخ کیا۔اس نے کہا کہ تم نے اپنے اوقات کو ضائع کیا۔اور وہ بھی فتنوں کے ایام میں۔تو اس بات سے میں سخت مایوس ہوا اور مجھے نقصان کا بڑا احساس تھا اور اس طرح کوئی دس سال گزر گئے۔پھر میں نے ایک دن حضرت شیخ معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ کے روضے کی زیارت کی۔وہاں آپ کے وسیلہ سے دعائیں کیں تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر آسانیوں کا دروازہ کھول دیا۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایک رات ایک آنے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا۔تو میں نے پوچھا کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے فلاں نے بھیجا ہے۔لو یہ خط لے لو اور وہ کہتے ہیں کہ تالیف کیا کر (لکھا کر) آج میں ممتاز مقام پر ہوں۔میں لکھتا گیا اس دوران میں نے بہت کچھ پایا اور اللہ اسے امن میں رکھے اس بزرگ نے اور بہت کچھ فرمایا ہے۔(279)

یہ وہ بزرگ ہیں جن کا نام سیف بن عمر التمیمی ہیں جو بہت سی تالیفات اسلام کے نام تحفہ چھوڑ کر چلے گئے۔(280)

آخر میں یہ بتاتے ہوئے خود اپنی کمزوریوں کا اعتراف کروں گا کہ یہ ساری کمزوری میری ہے اور جو کچھ اچھا ہوا رب تعالیٰ کی مہربانی سے ہوا اور جو خراب ہوا میری نادانی سے ہوا۔

کیا فائدہ بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ، ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

تمت

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

Marfat.com

حضرت معروف کرخیؒ

(شکور علی انور)

شواہد سے عیاں معروفِ کرخیؒ
ہدایت کا نشاں معروفِ کرخیؒ

تصوف کی فضا معمور جس سے
شریعت کی زباں معروفِ کرخیؒ

اطاعت، عاجزی، عرفاں، ریاضت
طریقتؔ میں جواں معروف کرخیؒ

معارف کے رموز ان کو ہیں اَزبر
حقیقت کا بیان معروفِ کرخیؒ

ہے نسبت آپ کو موسیٰ رضاؒ سے
اطاعت کا نشاں معروفِ کرخیؒ

نشانِ عشقِ حق، عاشق خدامست
وہ شمس سالکاں معروفِ کرخیؒ

وہ اپنے دور کا قطب زماں تھے
امامِ عارفاں معروفِ کرخیؒ

ثبات و عزم و ہمت کے دھنی تھے
وہ میرکارواں معروفِ کرخیؒ

تجھے انوؔر جو سمجھے تو بہت ہے
مریدِ ناتواں معروفِ کرخیؒ

Marfat.com

کتاب کے مآخذ ومصادر

مآخذ ومصادر	نمبر حوالہ	مآخذ ومصادر	نمبر حوالہ
مناقب معروف واخبارہ	1	دیباچہ ترجمہ فصوص الحکم	21
حاشیہ عبداللہ الجبوری	2	دیباچہ عوارف المعارف	22
شجرالاولیاء، محمد نور بخش	3	احسن المقال، ج۲، صفدر نجفی	23
مناقب معروف واخبارہ	4	مشجرالاولیاء، ج۲	24
مقالاتِ محمد شفیع ج۔۲	5	تذکرۂ اولیاء	25
دیباچہ، عبداللہ الجبوری	6	نوائے صوفیہ، ش۵۳	26
احسن المقال ج۲، ۶۴۸	7	**کشف المحجوب**	27
مناقب معروف کرخی	8	مشجرللاولیاء، ج۲	28
شجرالاولیاء ج۲	9	مناقب معروف	29
مناقب معروف	10	جنید بغداد	30
نفحات الانس، جامی	11	نوائے صوفیہ، ش۱۰	31
مجالس المومنین	12	مشجرالاولیاء، ج۲	32
توستری	13	نفحات الانس	33
مشجرالاولیاء	14	کتاب الاعتقادیہ	34
کشف المحجوب، هجویری	15	بستان السیاحہ، شیروانی	35
مقالاتِ محمد شفیع، ج۲	16	جامع الاخبار، شیخ صدوق	36
نوائے صوفیہ، ش۱۰	17	مشجرالاولیاء، ج۲	37
مقالاتِ محمد شفیع، ج۲	18	تذکرۃ الاولیاء	38
جنید بغدادی، عبدالقادر حسن	19	صحیفۂ اولیاء، محمد نور بخش	39
کشف المحجوب	20	احسن المقال	40
مشجرالاولیاء، ج۲			
تذکرہ اولیاء، شیخ عطار			

Marfat.com

آخذ ومصادر	نمبر حوالہ	آخذ ومصادر	نمبر حوالہ
مناقب المعروف	41	کوکب دری، علامہ کشفی	61
صواعق محرقہ، ابن حجر	42	تذکرۃ الاولیاء	62
شواہد النبوت، جامی	43	کشف المحجوب	63
ارجح المطالب، عبید اللہ امرتسری	44	کشف المحجوب	64
صواعق محرقہ	45	تذکرۃ الاولیاء	65
ارجح المطالب	46	رسالہ قشیری، ابو القاسم قشیری	66
مشجر الاولیاء، ج ۲	47	جنید بغداد	67
ارجح المطالب	48	مکاشفۃ القلوب، امام غزالی	68
چودہ ستارے	49	مشجر الاولیاء، ج ۲	69
مشجر الاولیاء	50	روزنامہ دن اخبار، ۲/۷/۲۰۰۴	70
تذکرۃ الاولیاء	51	کشف المحجوب	71
تذکرۃ الاولیاء	52	مشجر الاولیاء، ج ۲	72
کشف المحجوب	53	مناقب معروف	73
کشف المحجوب	54	امام احمد بن حنبل، ابو زہرہ	74
تذکرۃ الاولیاء	55	امام احمد بن حنبل	75
مجلس صوفیہ، دارانی	56	مناقب معروف	76
تاریخ دعوت وعزیمت، ج ۱	57	دیباچہ مناقب معروف، الجبوری	77
مناقب معروف	58	مناقب معروف	78
تذکرۃ الاولیاء	59	نفحات الانس	79
تذکرۃ الاولیاء ہند و پاک	60	کشف المحجوب	80

Marfat.com

ماٰخذ ومصادر	نمبر حوالہ	ماٰخذ ومصادر	نمبر حوالہ
نفحات الانس	81	مشجر الاولیاء، ج ۲	101
کشف المحجوب	82	مناقب معروف	102
تذکرۂ اولیاء	83	مقدمہ ڈاکٹر عبداللہ جبوری	103
جنید بغداد	84	مشجر الاولیاء، ج ۲	104
نفحات الانس	85	مناقب معروف واخبارہ	105
جنید بغداد	86	مناقب معروف واخبارہ	106
جنید بغداد	87	مناقب معروف واخبارہ	107
جنید بغداد	88	مناقب معروف واخبارہ	108
جنید بغداد	89	مناقب معروف واخبارہ	109
رسالۂ قشیری	90	مناقب معروف واخبارہ	110
جنید بغداد	91	مناقب معروف واخبارہ	111
کشف المحجوب	92	مناقب معروف واخبارہ	112
کشف المحجوب	93	مناقب معروف واخبارہ	113
ریاض السیاحہ، شیروانی	94	مناقب معروف واخبارہ	114
مقالاتِ محمد شفیع ج ۲	95	مناقب معروف واخبارہ	115
مناقب معروف	96	کشف المحجوب	116
مشجر الاولیاء	97	کتاب نوریہ، محمد نور بخشؒ	117
مقالاتِ محمد شفیع، ج ۲	98	صحیفۂ اولیاء، محمد نور بخشؒ	118
مقالاتِ محمد شفیع، ج ۲	99	تذکرۂ اولیاء	119
ریاض السیاحہ	100	نفحات الانس	120

Marfat.com

ماخذ و مصادر	نمبر حوالہ	ماخذ و مصادر	نمبر حوالہ
مشجرالاولیاء، ج ۲	121	مناقب معروف	141
رسائل شاہ نعمت اللہ ولی	122	نوائے صوفیہ، ش ۱۰	142
تحفۃ الاحباب، محمد علی کشمیری	123	تذکرۂ اولیاء	143
نوائے صوفیہ، ش ۱۰	124	مناقب معروف	144
سورۂ آل عمران، آیت ۱۹	125	مناقب معروف	145
حاشیہ عبداللہ الجبوری	126	مناقب معروف	146
تذکرۂ اولیاء	127	مناقب معروف	147
مناقب معروف واخبارہ	128	مناقب معروف	148
نوائے صوفیہ، ش ۱۰	129	تذکرۂ اولیاء	149
مناقب معروف	130	حاشیہ عبداللہ الجبوری	150
مقالات محمد شفیع، ج ۲	131	تذکرۂ اولیاء	151
مناقب معروف	132	مشجرالاولیاء، ج ۲	152
حاشیہ عبداللہ الجبوری	133	نفحات الانس	153
مقالات محمد شفیع، ج ۲	134	مکاشفۃ القلوب	154
تذکرۂ اولیاء	135	مناقب معروف	155
تذکرۂ اولیاء	136	مقالات محمد شفیع، ج ۱	156
نوائے صوفیہ، ش ۳	137	مناقب معروف	157
تذکرۂ اولیاء	138	مناقب معروف	158
مناقب معروف	139	نوائے صوفیہ، ش ۴	159
مشجرالاولیاء	140	مناقب معروف	160

Marfat.com

ماخذ و مصادر	نمبر حوالہ	ماخذ و مصادر	نمبر حوالہ
تذکرۂ اولیاء	161	مخزن اخلاق، سبحانی	181
مخزن الاخلاق، سبحانی	162	مخزن اخلاق، سبحانی	182
مناقب معروف	163	مناقب معروف	183
نوائے صوفیہ، ش ۱۱	164	مقالات محمد شفیع، ج ۱	184
مناقب معروف	165	مخزن اخلاق	185
مناقب معروف	166	مناقب معروف	186
تذکرۂ اولیاء	167	مشجر الاولیاء	187
مناقب معروف	168	مشجر الاولیاء	188
مناقب معروف	169	تذکرۂ اولیاء	189
نوائے صوفیہ، ش ۳	170	مناقب معروف	190
حاشیہ مشجر الاولیاء، ج ۲	171	سورۂ نجم، آیہ ۲	191
مناقب معروف	172	مناقب معروف	192
کتاب الاعتقادیہ، محمد نور بخش	173	فضائل صدقات	193
مناقب معروف	174	نفحات الانس	194
مقالات محمد شفیع، ج ۲	175	**كشف المحجوب**	195
مخزن اخلاق	176	مناقب معروف	196
مناقب معروف	177	مناقب معروف	197
دعوات صوفیہ، اردو	178	مناقب معروف	198
مناقب معروف	179	مناقب معروف	199
مشجر الاولیاء، ج ۲	180	مناقب معروف	200

Marfat.com

ماخذ ومصادر	نمبر حوالہ	ماخذ ومصادر	نمبر حوالہ
مناقب معروف	201	دیوان حضرت علیؑ	221
مناقب معروف	202	سورۃ الانفال، آیہ ۹	222
مناقب معروف	203	مناقب معروف	223
مناقب معروف	204	مناقب معروف	224
مناقب معروف	205	مناقب معروف	225
مناقب معروف	206	مناقب معروف	226
مناقب معروف	207	مشجر الاولیاء، ج ۲	227
نوائے صوفیہ، ش ۳	208	مناقب معروف	228
مناقب معروف	209	مشجر الاولیاء	229
مشجر الاولیاء، ج ۲	210	دعائے رقاب	230
مناقب معروف	211	تاریخ بغداد	231
مناقب معروف	212	مناقب معروف	232
مناقب معروف	213	نفحات الانس	233
نوائے صوفیہ، ش ۵۳	214	مشجر الاولیاء	234
مشجر الاولیاء، ج ۲	215	مناقب معروف	235
نوائے صوفیہ، ش ۱۱	216	مشجر الاولیاء، ج ۲	236
مناقب معروف	217	مناقب معروف	237
مناقب معروف	218	نوائے صوفیہ، ش ۱۰	238
مناقب معروف	219	تذکرۃ الاولیاء	239
مناقب معروف	220	مقدمہ عبداللہ الجبوری	240

Marfat.com

ماخذ ومصادر	نمبر حوالہ	ماخذ ومصادر	نمبر حوالہ
مناقب معروف	241	مشجرالاولیاء	261
نہج الفصاحہ	242	احسن المقال، ج ۲	262
مناقب معروف	243	مشجرالاولیاء	263
گلستانِ سعدی	244	تذکرہ اولیاء	264
مناقب معروف	245	نوائے صوفیہ، ش ۵۳	265
مناقب معروف	246	مناقب معروف	266
مناقب معروف	247	مثنوی مولانا روم، ج ۳	267
مقدمہ عبداللہ الجبوری	248	مناقب معروف	268
مناقب معروف	249	مقدمہ عبداللہ الجبوری	269
مناقب معروف	250	مقالات محمد شفیع، ج ۲	270
مناقب معروف	251	مناقب معروف	271
نوائے صوفیہ، ش ۵۳	252	مناقب معروف	272
مناقب معروف	253	حاشیہ عبداللہ الجبوری	273
مشجرالاولیاء	254	کیمیائے سعادت، امام غزالی	274
تذکرہ اولیاء	255	حصن حصین	275
مناقب معروف	256	اشعۃ اللمعات، شاہ ولی اللہ	276
مجالس المؤمنین، شوستری	257	رسالہ قشیری، طبع مصر ۱۱	277
نفحات الانس	258	وفیات الاعیان، ج ۲	278
نوائے صوفیہ، ش ۲	259	مناقب معروف	279
مناقب معروف	260	حاشیہ عبداللہ الجبوری	280

Marfat.com